



ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before
taking it out. You will be re-
sponsible for damages to the book
discovered while returning it.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سیرۃ

حاکم حاکم



مرتبہ

حکیم محمد یونس اجمیری لمبی گلی پھاٹک حشر خان بی

قیمت فی جلد
دو آنے

ہر ماہ انگریزی کی ۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ
ایک روپیہ



124283
24.7.95
Accession Number

8V02

فہرست مضامین

مختصر عمیق احمد دہلوی

ایڈیٹر انج۔ ایم مصطفیٰ حسن فاضل دہلوی

صفحہ	صاحب مضمون	مقائیں	نمبر شمار
۲	ایڈیٹر	مکاشفات	۱
۶	ایڈیٹر محمد جناب مولانا مولوی حافظ محمد حسن صاحب اختر نفا فی نقشبندی دہلی	راہنمات	۲
۶		لفظ زندگی	۳
۹	از جناب حکیم محمد الیاس حسن صاحب و میری دہلی	نزلہ	۴
۱۱		معد	۵
۱۲		دق	۶
۱۶	از جناب معصومہ و جناب مولانا مولوی حافظ محمد حسن صاحب اختر نفا فی نقشبندی دہلی	تقدیر باری	۷
۱۶		آئینہ سندی	۸
۱۸	از جناب شعیب بیار پروی	حق پر واز	۹
۲۰	از جناب معصومہ و مولانا مولوی حافظ محمد حسن صاحب اختر نفا فی نقشبندی دہلی	عشق اور ایمان ایک ہے	۱۰
۲۱	دار و فہم شعیب بیار پروی	حسب و نسب	۱۱
۲۳	مقصود الحسن صاحب ملک نفا فی اختر فی دہلی	حسن صفا	۱۲
۲۹	سید احمد صاحب بی لے و بیگ گاج دہلی	محبت باہم	۱۳
۳۰	بیات حسین دہلی	پہلی خوشی	۱۴
۳۰	از جناب سید معصومہ و صاحبہ ہند	چاندنی رات	۱۵
۳۲	از جناب حکیم مولوی مصطفیٰ حسن فاضل دہلی	اشکار و نور	۱۶
۳۵	از جناب محمد تر آفتاب صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالوہاب صاحب بھٹنا (پنجاب)	مناجات	۱۷
۳۷	از جناب محمد طاہر صاحب فاروقی شملہ	سب سہلی	۱۸
۳۹	از جناب رحمت الہی صاحب دہلی	عزم سہرا	۱۹
۴۵	حکیم مولوی محمد مصطفیٰ حسن فاضل دہلی ایڈیٹر رسالہ ہذا	جذبات فاضل	۲۰
۴۶	از جناب سید علی اصغر صاحب رعنا مظفر نگری	نعت رعنا	۲۱
۴۷	از جناب جمیل احمد قریشی ایف۔ لے۔ نواب تنج دہلی	اضطراب	۲۲
۴۹	از جناب امام اکبر آبادی	دشت آہو	۲۳
۵۱	از جناب حکیم مقرب حسین صاحب دہلی	نیلے آسمان پر	۲۴
۵۲	از جناب عمیق احمد صاحب	باد ششمارات	۲۵

قواعد و ضوابط

- (۱) رسالہ جام شفا ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
- (۲) نئی نئی لکھنے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرماویں ورنہ عدم جواب کی شکایت معاف۔
- (۳) سیاسی اور مذہبی معاملات سے اس رسالہ کو کچھ تعلق نہ ہوگا۔
- (۴) نامہ نگار حضرات کے مضامین جو جام شفا کے معیار کے مطابق ہوں گے بخوشی درج کئے جاویں گے۔
- (۵) جو مضامین درج نہ ہوں ان کے واپس کرنے یا نہ کرنے کا ایڈیٹر کو اختیار ہے۔
- (۶) جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آتا ضروری ہے۔
- (۷) ترسیل زرہ مضامین بنام ایڈیٹر ہونی چاہیئے۔
- (۸) ہر قسم کے مہذب اشتہارات جام شفا میں درج کئے جاویں گے۔
- (۹) اجرت پیشگی وصول ہونے پر اشتہار درج رسالہ کیا جاویجے۔
- (۱۰) مضامین ہندو تاریخ تک دفتر میں آجائے چاہئیں ورنہ دوسری اشاعت میں درج کئے جاویں گے۔
- (۱۱) منی آرڈر کوئی وقت کوہن پر پورا پتہ اور صاف تحریر فرماویں۔
- (۱۲) چند سالانہ عہدہ ششماہی ۹ رتی پر چہ ۲

نرخ نامہ اشتہارات

ایک سال	چھ بار	تین بار	ایک مرتبہ	ہیمانہ
۱۳۰/-/-	۶۶/-/-	۳۴/-/-	۱۲/-/-	ایک صفحہ
۶۶/-/-	۳۳/-/-	۱۷/-/-	۶/-/-	۱/۲ صفحہ
۳۳/-/-	۱۷/-/-	۹/-/-	۳/-/-	۱/۳ صفحہ
۱۷/-/-	۹/-/-	۵/-/-	۲/-/-	۱/۴ صفحہ

جس صاحبان کی خدمت میں رسالہ پہنچ رہا ہے وہ سب کا رسالہ بذریعہ وی بی ارسال ہوگا ورنہ چند سالانہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر ممنون فرماوے یا اپنے ارادہ سے آگاہ کریں۔ منیجر

طب یونانی کی حیات انگیز اجساد

جسمانی طاقت کیلئے اکسیر

قوت باہ کیلئے عظیم النظیر دوا ہے

سفوف جمال

روح شباب

طلائے برقی

یہ سفوف جریان اور مغرت کے لئے بیدار ہے۔ عورتوں کے سیدان کے لئے مفید ہے۔ محافا جنیں ہے عورتوں کو دوران حمل میں حمل کی تکلیفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ کثرت ماسوائی باقاعده وقت ہے اختلال قلب کو نافع ہے۔ کمزوری و مرغ کے لئے بے نظیر چیز ہے رنگت نکھاتا ہے۔

روح شباب وہ عظیم النظیر دوا ہے جس کا اثر آپ کی پشتوں تک رہے گا۔

نامزدوں کو۔ مرد۔ بڑھوں کو جوان اور جوانوں کو غیر زہاد اور اندر دکھتا ہے خود کردہ غلاکاری یا ضعیفی سے ہو جانوالی شکایتوں کو دور کر کے اصلی حالت پر لے آئے میں کجی کی طرح فوراً اثر پہنچاتا ہے قسمی اجزاء سے تیار کیا گیا ہے قیمت فی شیشی للعدد روپیہ ۳

ماپس العلاج یا دوا شنی میں جنہوں نے بوجہ غلاکاریوں کے اپنے پودہ حیات کو بجا کر دیا ہے ان کے لئے یہ طلا برقی اسم باسملی ہے اور برقی ہی اثر دکھتا ہے خود کردہ غلاکاری یا ضعیفی سے ہو جانوالی شکایتوں کو دور کر کے اصلی حالت پر لے آئے میں کجی کی طرح فوراً اثر پہنچاتا ہے قسمی اجزاء سے تیار کیا گیا ہے قیمت فی شیشی للعدد روپیہ ۳

۳ ماشہ سفوف ہمراہ شیشی کا پائو سیر گرم کے استعمال کریں قیمت فی بکس سے روپے ۳

روح شباب وہ عظیم النظیر دوا ہے جس کا اثر آپ کی پشتوں تک رہے گا۔

ماپس العلاج یا دوا شنی میں جنہوں نے بوجہ غلاکاریوں کے اپنے پودہ حیات کو بجا کر دیا ہے ان کے لئے یہ طلا برقی اسم باسملی ہے اور برقی ہی اثر دکھتا ہے خود کردہ غلاکاری یا ضعیفی سے ہو جانوالی شکایتوں کو دور کر کے اصلی حالت پر لے آئے میں کجی کی طرح فوراً اثر پہنچاتا ہے قسمی اجزاء سے تیار کیا گیا ہے قیمت فی شیشی للعدد روپیہ ۳

ہندوستان میں اس سے بہتر مفید دوا یونانی و ڈاکٹری میں سوزاک کے لئے ہونا مشکل ہے یہ سوزاک کے لئے خواہ نیا ہو یا پرانا جڑ سے اکھاڑ پھنگدیتی ہے ۲۱ روز کے استعمال سے یہ مرض

سفوف مسرت

کا فور ہو جاتا ہے۔ قیمت فی بکس ہے۔

عقیل دوا خانہ۔ لمبی گلی۔ پھاٹک حبش خاں دہلی

چند سالانہ عمر

ہر انگریزی پانچ تاریخ کو

وقت مقررہ دار السلطنت دہلی

جام شفا دہلی

غیر ممالک بریا وغیرہ سے

سے شائع ہوتا ہے۔

دوسار عظام سے

شمار کالم

بابت ماہ نومبر ۱۹۳۷ء

جلد

مکاشفات

میں اور قلیل سالانہ چندے کے ساتھ دلچسپ مضامین۔ نظم و
نثر اور مضامین طبی و مجربات کے اعتبار سے جو عظیم الشان اور
رفیع المنزلت معیار ملک کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس
ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ "جام شفا" کی قابل رشک کامیابی محض
خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم اور قدردان "جام شفا" کی امانت
کا نتیجہ ہے۔

"جام شفا" کے گذشتہ نمبروں کے مضامین بھی اپنے
بغور پر ہے ہوں گے اس نمبر کے مضامین بھی آپ کے پیش نظر میں
ان کی خود تعریف کرنا گویا اپنے منہ میاں سمٹھ بنانا ہے۔ اس وجہ
سے ان کی تعریف میں ہم خود ایک لفظ بھی کہنا مناسب نہیں سمجھتے
ہاں ان حضرات کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے
بے بہا مضامین دیکر جام شفا کی رونق کو دو بالا کیا۔ آپ خود ہی
ان کے متعلق رائے قائم کر سکتے ہیں۔ اور وہی رائے دیکھ ہوگی
جو آپ قائم کریں گے۔ البتہ ہم یہ عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں
کہ ہم نے اس چار ماہ کے عرصہ میں "جام شفا" کے صفحات کو بہترین

موجودات کی کوئی چیز ایک حالت پر قائم نہیں رہ
سکتی ہر اختصار ایک دن طوالت اور ہر طوالت ایک دن مختصر
ہو کر رہتی ہے دائرہ درخت ہوتا ہے۔ غنچہ پھول بن جاتا ہے
ذرے آفتاب بنتے ہیں اور قطرہ دریا ہو جاتا ہے۔

ممکنات و ترقیات کے اس دور ارتفاع و عروج میں
کس طرح ممکن تھا کہ "جام شفا" اپنی ابتدائی حالتوں سے ترقی
نہ کرنا اس نے بھی ترقی کی اور آج ایک بڑی بڑی گزشتہ سرور کی طرح
سماعت و بصارت پر اس کی رنگین و نازک تھلیاں مستولی
ہیں۔

تدریجی ترقی کا ثبوت ملک میں جام شفا سے زیادہ کوئی
دوسرا صحیفہ شاید ہی دے سکا ہو اور آئندہ انشاء اللہ ترقی کرتا
ہی جاوے گا۔

قارئین کرام کی خدمت میں جام شفا کا چوتھا نمبر حاضر
خدمت ہو رہا ہے اس دوران میں ناظرین کرام اور معاونین
عظام نے جام شفا کو بہ نظر امعان مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس
حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ "جام شفا" نے اس قلیل عرصہ

مضامین سے مزین کرنے میں اپنی کوششیں کاکوئی دقیقہ فراموش نہیں کیا اور اتنے دیر بھی انتہائی مساعی اس کو بہتر سے بہتر بنانے میں صرف ہوئی۔

ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ جام شفا تمام نفعات اور عیوب سے پاک ہے یا آئندہ ہر اعتبار سے باطل مکمل ہوگا۔

ناظرین کرام کو ہم یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہمارے اسکالین جو کچھ بھی ہوگا ہم اس میں غلطی درنہ نہ کریں گے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی ہوگا ہم ناظرین کرام پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ کسی رسالہ یا اخبار کو غوس کامیابی سے ہٹنا کر نا صرف ایڈیٹر اور اس کے عملے کے پرہیز کی بات نہیں ہے۔ اس میں زیادہ حصہ اس کے ہمدردوں اور اس کے معاونین کا ہوتا ہے۔ ہم ہر اصلاح اور ہر ترمیم کے لئے ہر وقت تیار ہیں پرچے کی ترقیات کے لئے جو تجاویز ہمارے ذہن میں ہیں رفتہ رفتہ ان سب کو جامہ عمل پہنایا جائیگا۔

مگر معاونین سے ہماری گزارش یہ ہے کہ پرچہ کی اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں یہ امر ضروری ہے کہ معمولی سے معمولی بات بھی جو آپ کے ذہن میں آئے اس سے ہم کو ضرور مطلع

فرمائیے اور یہ خیال نہ کیجئے کہ ان کی تحریر چوٹی ہو یا بری ایک عہدیم الفرصت شخص کے لئے بارگراں ثابت ہوگی یا جس توجہ کی وہ مستحق ہے وہ توجہ اس پر نہ کی جائے گی۔

ہم بارگراں جام شفا کے ان تمام معاونین کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے خود جام شفا کی عزت افزائی فرمائی اور اپنے صفحہء حباب میں بھی جام شفا کی تو سیمع اشاعت کے لئے کوشش فرمائی۔

جن حضرات کی خدمت میں رسالہ جام شفا بطور نمونہ حاضر ہو رہا ہے ان سے خصوصیت سے عرض ہے کہ اگر وہ جام شفا کا وجود ملک اور قوم کے لئے مفید خیال کرتے ہیں اور اسکی سرپرستی قبول فرمانا چاہتے ہیں تو سالانہ چندہ بذریعہ منی آؤر فوراً روانہ فرما دیں ورنہ عدم خریداری یا خریداری سے بذریعہ خط ہم کو مطلع کر دیں ورنہ آئندہ ہرچہ بذریعہ وی پی روانہ کیا جائیگا جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

(ایڈیٹر)

سفوف الکلیہ

یہ سفوف درد گرد کے واسطے نہایت سودمند ہے۔ یہ سفوف کہانیکے دس منٹ بعد فوراً درد موقوف ہو جائیگا۔ قیمت فی ڈبہ ۱۱۰ روپے۔ علم ہر پرچہ ترکیب ہمراہ دوا روانہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ

عقیل دواخانہ۔ لمبی گلی۔ پچاٹک حبش خان دہلی

رباعیات

میخانہ عرفان

(از مصور درد مولانا مولوی عارف محمد حسن صاحب اختر لسانی نقشبندی دہلوی)
مفتی نے شریعت کی نظر سے دیکھا صوفی نے طریقت کی نظر سے دیکھا
دیکھا تجھ کو اک اک نے بحسب احساس ہم نے بھی محبت کی نظر سے دیکھا

دیگر

خمیازہ کش نرگس بیسار رہوں ساقی اسی پیانہ سے سرشار رہوں
ہو جائے میرے حال پہ اب اتنا کرم دیوانہ بھی ہو جاؤں تو ہوشیار رہوں

دیگر

دنیا سے الگ سدا ہی نکلا دیکھا جسے میں نے وہ خدا ہی نکلا

زہد کے جلوؤں کی کوئی حد نہ ہی اک سلسلہ لامتناہی نکلا

دیگر

ہر موج نفس جنبش رقم ہو جائے غیب سے (لے آئے) تو رقم ہو جائے

لطفِ زندگی

ہزار نعمت و اقبال و دولت دنیا

انسان کو لطفِ زندگی اور سکون قلبی اسی وقت میسر آسکتا ہے جبکہ اُس کی تندرستی اور صحت جسمانی صحیح معیار پر قائم ہو کسی پیر صد سالہ مرید سے اُس کے ضعیف پیری اور قوائے جوانی کا لطف پوچھا جائے تو اسی کی تعریف کریں گے دنیا میں صحت جسمانی اور تندرستی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں جس شخص کی تندرستی اور صحت اگر درست نہ ہو وہ زندگی موت سے بدرجہا بدتر ہے۔ دنیا و عقبی کے جملہ کاموں کی تکمیل صحت جسمانی پر موقوف ہے۔

اگر انسان کا تمام جسم تندرست ہو اور جملہ اعضاء بھی قوی ہوں لیکن اگر کسی ادنیٰ عضو میں کوئی تکلیف پیدا ہو جائے تو تمام جسم اور اعضاء تکلیف محسوس کریں گے۔ اور لطفِ زندگی بد مزہ ہو جائیگا۔ حضرت شیخ سعدی کہتے ہیں۔

چو عضوے بدر د آرد روزگار

وگر عضو بارانما نہ قرار

خداوند عالم نے انسان کو آسائش زندگی و حصول تندرستی و دفعیہ جملہ امراض کے ذرائع و اسباب ہر ملک اور ہر موسم میں بلا کسی خصوصیت کے ہیا کر دیئے ہیں۔ لیکن اُن کا صحیح استعمال اور حصول منفعت انسان کے اختیار میں ہے اُس کی عطا کردہ نعمتوں کو کام میں نہ لانا اور اس خاتمہ حاصل نہ کرنا اور یہ سبب لینا جو نوشہ قسمت اور منظور خدا ہو گا ظہور میں آجاوے گا۔ ہمیں سعی اور کوشش کرنے کی ضرورت

فدائے یکدم آرام و تندرستیہا

نہیں ہے۔ ایسا سمجھنا کفرانِ نعمت نہیں تو اور کیا ہے۔ خداوند کریم کو اگر بلا جیش و دست و پا بغیر تداویر و مساعی کا روزِ دینی حیات و دینی و حصول معاشرت و آسائش زندگی و صحت جسمانی منظور ہوتی تو ہر چیز کے اسباب پیدا نہ کئے جاتے خداوند کریم نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اور ہر شے کے حصول کے لئے ذرائع اور اسباب پیدا کئے ہیں۔ کیا کوئی شخص ایسا ہے جو نیک کے بلا احتیاج خورد و نوش و بغیر اخراج بول و ہزار و نوم و بیداری و غیر زندہ رہ سکتا ہے۔ یا کوئی شخص ایسا ہے کہ جس کو تمام عمر کوئی مرض لاحق نہ ہوا ہو؟ جب کوئی ایسا نہیں ہوا اور نہ اب ہے۔ اور تندرستی اور بیماری انسان کے ساتھ ضروری ہیں۔ پس جس طرح انسان بھوک کی خواہش معلوم ہونے پر اس کا انسداد کرتا ہے۔ اسباب شلیم پڑی ہیا کرتا ہے۔ اور تشنگی محسوس ہونے پر آب سرد کا مستلاشی ہوتا ہے۔ اور موسم گرمائیں تپش کی وجہ سے بیقرار اور بے چین ہو کر آب تسکین کی جستجو میں مبتلا ہوتا ہے اسی طرح موسم سرما میں سردی سے محفوظ رہنے کی تدابیر کرتا ہے غرضیکہ خداوند کریم نے اس عالم اسباب میں سب چیز کے اسباب پیدا کئے ہیں اسی طرح بیماری پیدا ہو جانے کی صورت میں علاج کی ضرورت ہے اور قدرت نے ہر مرض کے لئے دوا پیدا کی ہے حکما کی تشفی اور ادویہ کا صحیح استعمال اور اس کے حکم کی تعمیل اگر صحیح طور پر ہوگی تو صحت جلدی ہوگی

علاج کرانیوالے کو اس امر کا اعتقاد ہونا ضروری ہے کہ شافعی مطلق فدا ہے، ورنہ اس نے سبب قرار دیا ہے پس جس کو ایسا اعتقاد ہو گا اس کو خاک کی چکی کیسیا کا اثر دیکھا دے گی۔

بزرگوں کا قول ہے۔ پیش حبیب مرد پیش تجو بہار برو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس حکیم یا ڈاکٹر کے پاس مت جاؤ جس نے علم تو پڑھا ہو اور مطلب نہ کیا ہو یا کسی ڈسپینری یا دواخانہ میں صدامریضوں کو نہ دیکھا ہو جس سے بھی علاج کرنا مقصود ہو اس سے تمام کیفیت مرض بیان کرو۔ نبض کی تشخیص قارورہ کا معائنہ کراؤ۔ معدہ کی کیفیت کہ شکم میں گرمی سے خشکی اور خفگی سے قبض تو

نہیں ہے ظاہر کرو انہم فام معدہ کس طور پر ہے۔ اعفائے مخصوصہ کی بیرونی حالت کا پورا پورا صحیح طور پر اظہار کرو مشر و حجاب بالائے طاق رکھو اندرونی جال نبض سے معالج پر ظاہر ہو جائے لیکن ظاہر ا حال بتانا پڑتا ہے جس کو ظاہری و باطنی بیماریوں کی صحت طور پر تشخیص ہو جائے تو جس طرح معالج امور مختوری بتائے یا کوئی کر دی تلخ بد مزہ دوا کا استعمال کرائے یا کسی تیز تر دوا کی مالش کرائے تو صبر استعمال سے اپنے استعمال میں رائے ممکن نہیں کہ صحت نہ ہو۔

طبیوں کا ہے کام کرنا دوا کا
شفا بخشا کام ہے کبریا کا

کوہ نور منجن رحبر ڈ

جہاں اس میں دانتوں کی جملہ شکایات دور کر لگی بدرجہ انم خوبی موجود ہے وہاں یہ ہلکے پن سماعت کی

کمی یعنی بہرہ ہوناز بان میں یا حلق میں کسی قسم کی تکلیف کا ہونا وہ غدد و جو بغیر اپریش کے دور ہوتے ہی نہیں

خدا کے حکم سے اس کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں غرض کہ یہ بے شمار خوبیوں کا مالک ہے خود استعمال کیجئے

اور اپنے تمام احباب کو مشورہ دیجئے کہ وہ اس کا استعمال ہر حالت رکھیں تاکہ منہ کی تمام شکایات سے ہمیشہ کیلئے

مطمئن ہو جائیں باوجود اس قدر کثیر فائدہ کے اسکی قیمت عام مفاد کی خاطر بہت کم رکھی ہے مقامی حضرات دہلی کے ہر دکاندار سے خریدیں۔ بیرونجات کے لئے فی ڈبہ ۴ علاوہ محمولہ ڈاک (ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے)

غفیل دواخانہ۔ لمبی گلی۔ پھانگ حبش خاں دہلی

نزلہ

اذ جناب حکیم محمد ایوب حسن صاحب اجیری

ہو جاتا ہے اور اگر یہ ہی بلغم جم کر بوجہ اپنی غفلت کے دھلتی پتھوں کو بلوف کر دے تو مرض سکتہ اور سرسام کا ہوتا ہے اور اسی سے رشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔

نزلہ اور زکام میں اکثر خفیف علامات بھی ہو جاتی ہیں اس کے علاج میں تساہل نہیں کرنا چاہیے۔

گلا و زبان - غلاب - سپستان
علاج نزلہ بلغمی ۴ ماشہ ۵ دانہ ۱۹ دانہ

اصل السوس ۳ ماشہ بیدار ۳ ماشہ - تخم حلی ۴ ماشہ
شب کو پانی میں ترک کے صبح کو چھان کر خیر و بنفشہ ڈال کر استعمال کریں۔

اور اگر کہانسی کی شدت ہو تو لعوق پستان کا استعمال رکھیں۔ زیادہ گرم و سرد اشیاء سے پرہیز کریں۔ سینے کی خفایت کریں۔ انشاء اللہ دو چار روز میں ہی صحت ہو جاوے گی۔

گلاب بنفشہ - آلو بخارہ - گل یوسف
علاج نزلہ صفراوی ۵ ماشہ ۵ دانہ

۴ ماشہ - سپستان ۱۹ دانہ تخم خبازی ۵ ماشہ رات پانی میں ترک کے یا صبح کو جوش و بیکر شربت نیلوفر ہتولہ ڈال کر استعمال کریں۔

اور اگر خجری سے خون کی برآمدگی ہو تو شیر و تخم منزکہ و شیر و تخم خرفہ ۴ ماشہ غلاب بیدار ۳ ماشہ - عرق

گلا و زبان - اتولہ میں پیسکر شربت نیلوفر ۳ تولہ یا شربت خشک ڈال کر استعمال کریں۔ پرہیز اس میں کافی کریں چوٹا یا حقیقہ سمجھ کر یا نزلہ کو روز مرہ کا جہان سمجھ کر لے پڑا ہی نہ کریں

یہ مرض بالعموم موسمی تبدلات یا مزاج کی حالتوں پر موقوف ہے کیونکہ مزاج دن میں کئی مختلف حالتیں پیدا کر لیتا ہے۔ اور یہ مرض جس وقت بگڑ جاتا ہے تو عجیب و غریب دکھلاتا ہے۔

نزلہ وہ ہے جو معدے کے اُپہان سے دماغ کی طرف جا کر رطوبت فاسد پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر یہ رطوبت فاسد چشم اور گوش کی طرف رجوع ہوں تو زکام کہا جائیگا اور اگر حلق اور سینے کی طرف رجوع ہوں تو نزلہ کہا جائیگا لیکن زکام بھی نزلہ ہی ہے۔

اسباب اس مرض میں جسم میں بیکلی - اعضا شکنی سینے اور حلق میں خراشیں ہو جاتی ہیں اور کچا بلغم یا رطوبت حلق کے راستے کہانسی کے ساتھ جس کا ذائقہ شور یا مائل تلخی یا پھیکا ٹکٹا رہتا ہے اور خفیف سی حوادث بھی رہتی ہیں۔ اور اگر اس میں صفرا شامل ہو تو اوپر کے حصہ جسم پر خفیف سی سردی محسوس ہو انگڑائیاں آویں اور شدت سے بدن میں ہلکل ہو حلق میں کثرت سے خشکی پائی جاوے اور اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ شدت کہانسی سے سینہ اور حلق کے پردوں پر درم بھی ہو جاتا ہے اور شریان سے خون بھی آنے لگتا ہے اس میں علاج سے کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

کیونکہ نزلہ بگڑ کر بہت سے متعدی امراض رونما ہو جاتے ہیں اور نزلہ بلغمی میں بلغم شور اور خشکی بہت زیادہ ہوتی ہے تشنگی کثرت سے معلوم ہوتی ہے۔ بلغم لیسدار اور غلیظ

میں گھاسے کک اور پلیوں میں دکھنا ہوتی ہے
سانس پہونے لگتا ہے۔ بلغم کی کثرت ہوتی ہے اور
اگر بلغم آسانی سے نکل جاتا ہے تو مریض کو قدرے
سکون ہوتا ہے گلے کے غدود متورم اور خشک ہوجاتے
ہیں۔ ذات الصدر سے ذات الرتق بنتا ہے اس میں
ریاح غلیظ شامل ہو کر دل میں بھی درد محسوس ہونے
لگتا ہے۔ سینے کے بعض حصوں میں چمکیں بھی ہونے
لگتی ہیں پیاس شدت سے ہوتی ہے گھبراہٹ بہت
زیادہ ہوتی ہے۔ پھیپھڑوں میں دم ہوجاتا ہے بچوں
مرض ڈیہ کو بھی نمونیہ ہی کہا جاتا تھا۔ جس سے بچے کثرت
سے ضائع ہوجاتے ہیں۔ بچوں کا بلغم بذریعہ اسہال
خارج کیا جاتا ہے۔ بعض موقعوں پر بڑو ٹکھو بھی دست
آور دوائیاں دیجاتی ہیں۔

باقی آئندہ

اس سے ہی بڑے بڑے مرض ہوجاتے ہیں حمزہ پر دم
آجانے سے سانس کی آمد و رفت کو روکتا ہے اور پانی کو
بھی ملتے سے پہنچے اُترنے نہیں دیتا اس میں مریض بلہیں
اور بیقرار رہتا ہے اور اس میں اکثر قبض بھی ہوجاتا ہے
اور اس میں اگر قبض ہو تو غلاب و حادہ۔ سپستان ۱۱
وانہ عنب الثعلب خشک و ماشہ۔ شاترہ و ماشہ۔ گل
نیلوذ و ماشہ۔ تخم کاسنی و ماشہ۔ مغز فلوس و ماشہ
ترنجبین اتولہ گلقد آفتابی سے سہل تیار کر کے پی دیں۔
اور اگر خشکی زیادہ ہو اور گلے میں خشکی اور خراشیں ہوں تو
اسی دوائے سہل میں روغن بادام بھی اضافہ کریں
دو چار دست ہوجانے پر مرض میں کمی ہو جاوے گی
اور عرق لکھو میں سبوس گندم تخم حطی برگ شہتوت
جوش کر کے غرارہ کریں۔ خناق صفرا۔ سودا۔ بلغم وغیرہ
سے پیدا ہوتا ہے اور نزلہ سے بھی بنتا ہے۔ اس کے
علاج میں تساہل نہیں کرنا چاہیے اسی سے بہت سے
مرض رونما ہوجاتے ہیں اور بعد میں مصیبت آٹھانی
پڑتی ہے۔ نزلہ سے ہی خناق اور نمونیہ (ذات الصدر)
اور ذات الجنب۔ فیق النفس اور نفس الام پھانا بخار
اور کہانسی وغیرہ پیدا ہوتے ہیں سینے کے باریک پردے
متورم ہوجاتے ہیں۔ سانس کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ سینہ

رسالہ جام شفا میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو
فروغ دیجئے

علاج متبادل بھی ساتھ ہی ساتھ شروع کر دینے ہیں اس مرض کی بنیاد کمزورے دم پر مبنی ہے۔ اس کی وجہ سے دل۔ دماغ جگر کمزور ہو جاتے ہیں۔ قلب میں دھڑکن شروع ہو جاتی ہے دماغ میں بہاری ہیں۔ آنکھیں چڑبی ہوئی رہتی ہیں۔ بدن میں بستی اور کاپی از حد رہتی ہے۔ غرضیکہ مددے دوشے سے جسکی خرابی سے گوناگوں امراض رونما ہو جاتے ہیں۔ انسان کی زندگی کا معدے کی اصلاح پر موقوف ہے معدے کو ایسی ہلکی اور

معتدی غذائیں دیکھائیں جس سے معدے قوی اور درست رہے اور جب تک ایک غذا پہنچ نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی دوسرا غذا ہرگز نہ کھائیں تاکہ فعل معدہ خراب نہ ہو اور دوسرے امراض حملہ آور نہ ہوں۔ بواسیر۔ قویج۔ معامیل۔ نفرس۔ عرق النساء۔ فساد خون۔ نزلہ زکام۔ جگر تپ۔ ذرہ گرد۔ ریگ مٹانہ۔ نفخہ۔ درد شکم۔ یہ سب جملہ امراض معدے کی خرابی سے ہی رونما ہوتے ہیں حفاظت معدہ ضروری ہے اگر معدے کا فعل درست رہے تو سب امراض سے آپ بچے رہیں گے۔

دق

(از جناب حکیم محمد ایوب حسن صاحب اجمیری۔ دہلی)

حادثہ طبعی کا معمولی مقدار سے بڑھ جانا جس کی بہت سی قسمیں ہیں اور اس میں دائمی طریقہ پر حرارت قائم رہنا وقت معینہ پر محسوس کرنا جس میں علامات مندرجہ ذیل پائی جاویں اس کو دق کہتے ہیں۔

علامات مرض دق کا آغاز اس طرح شروع ہوتا ہے کہ ابتدا میں کھانا کھانے کے بعد آنکھوں سے گرمی کا نکلنا۔ بدن میں گرمی محسوس ہونا۔ رفتہ رفتہ حرارت کا بڑھ جانا جس کو مریض محسوس نہ کر سکتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں قلیل حوصہ کے واسطے تھنیر کا ہوجانا۔ مریض کا لیٹ جانا یعنی مرض کا خمار ہونا بظاہر معلوم ہونا کہ مریض کو نیند آگئی ہے۔ پیشاب کا گرم ہونا لیکن غیر محسوس کھانسی نہایت خفیف معمولی آہ کے ساتھ یہ اجراثیم کی آغاز بیدارنش ہوئی ہے۔ بعد غذا کے جب معدے میں غذا بعد انہضام جگر میں خون بننے کے لئے داخل ہوتی ہے تو اجراثیم خون کی غذا کھانے کے واسطے اس جسگہ

آ جاتے ہیں اسی وجہ سے وہ حرارت پیدا ہوتی ہے اور خون کے بننے کے پھیر پڑے کے نزدیک چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے کھانسی شحار کی طرح پیدا ہوتی ہے بعد دو تین ماہ کے وہ حرارت سب پر عیاں ہو جاتی ہے۔ اور کھانسی بھی ترقی پکڑ جاتی ہے جو سب پر ظاہر ہونے لگتی ہے۔ بلغم کچا اس قدر نکلتا ہے کہ پسلی کی طرف خفیف سی دھکن محسوس ہوتی ہے۔ یہ مرض بڑی کہا جاتا ہے اکثر یہ مرض عالم شباب میں کثرت سے ہوتا ہے۔

اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ جملہ اطباء کا ملین اپنے اپنے مشورے سے پبلک کو فیضیاب بناویں اور امکانی کوشش کریں ممکن نہیں کہ کامیاب نہ ہو۔

آنہوں میں دق اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ یہ اجراثیم خون پینے کے بعد اپنا آنتوں میں مسکن بنا لیتے ہیں جس سے مریض سکے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے اور بعد کھانا کھانے

یہ درد زیادہ ہو جاتا ہے۔ جراثیم آنتوں کے اندر نہیں ہوتے بلکہ آنتوں کے باہر کے حصہ پر چبے ہوئے ہوتے ہیں۔ آنتوں کی اوپر کی جڑی جس کو تخم کہتے ہیں اس پر مقام کی چربی کا نام تخم ہے جس وقت وہ کیڑے تخم کہاں شروع کرتے ہیں تو شکم میں درد شروع ہو جاتا ہے کبھی زیادہ کبھی کم۔ اور یہ جراثیم تھلاہٹ سے خاص نہیں ہوتے اس واسطے کہ یہ تخم کے اندر ہی جھسے میں رہتے ہیں اس میں بھی مانند اول مبتد کرہ بالا حرارت رہتی ہے اور کھانسی بھی رہتی ہے مثل اول کے۔ اس میں ایک درد زیادہ ہوتا ہے یہ درد ہاضمہ دواؤں سے نہیں جاتا کیونکہ دوا میں معدے میں ۱۰ معار میں خون میں اپنا اثر کرتی ہیں۔ تخم کے اندر وہی حصہ میں دوا دینے میں اثر کرتی ہے بوجہ چکنائی کے اس کو معدے و جگر کی حق بھی کہتے ہیں۔ جگر میں ایک سختی پیدا ہو جاتی ہے وہ ان کیڑوں کے رہنے کا مقام ہوتا ہے اور یہ جگر کے اس مقام پر رہتے ہیں جہاں سے خون بن کر تمام جسم میں جاتا ہے یعنی کیلو س میں مقام کرتے ہیں اور خون کے ذریعہ سے بدن کے دوسرے حصے میں بھی پہنچ جاتے ہیں اور خون کے ذریعہ سے ہی پھیلتے ہیں بھی پہنچ جاتے ہیں اسی کا نام معدے کی وق ہے اس میں بھی اول کی جگہ سے اور آنتوں میں درد ہوتا ہے۔

ہڈی کی وق ہڈی میں درد پیدا ہو جاتا ہے اور ہر ہڈی اندہ کیڑے ہوتی یعنی جاتی ہے

اور خواہ اس مقام پر کوئی تخم پیدا ہو یا نہ ہو علیٰ ہذا القیاس یہ ضروری نہیں کہ زخم کا ظہور ہو یا نہ بھی ہو اور اس مقام کو حرکت دینے پر تکلیف کم ہو اس کو ٹھنڈی وق کہتے ہیں اس وق کا مریض چھ ماہ سے لے کر دو تین سال تک اس میں مبتلا رہتا ہے لیکن بخار کھانسی بدستور ہوتا ہے لیکن جب جراثیم تخم کھانا شروع کر دیتے ہیں تو مریض کی جلد پر

روقی اور چکنائی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن مریض ہڈیوں میں ڈکھن محسوس کرتا ہے اور ہڈیاں ٹھننے لگتی ہیں اور کمزور ہو جاتی ہیں اور زخم اوپر ظاہر ہو جاتا ہے تو ڈاکٹر صاحبان اس مقام کو تراش دیتے ہیں پھر مادہ دوسری ہڈیوں میں چلا جاتا ہے۔

جب بلغم مثل بیب کے آنے لگے تو سببہ لو کہ اس بلغم میں کیڑے خارج ہو رہے ہیں ان کیڑوں کی وجہ سے بلغم پانی کی تہ میں بیٹھ جاتا ہے بلغم میں تعفن پیدا ہو جاتی ہے۔

تجو بہ شاہد ہے کہ جب مریض کو دست آتے ہیں تو وہ زمانہ آخری ہوتا ہے اس میں تعفن اور لیس ہوتا ہے ان دستوں میں بدبو سہلے ہوئے گوشت کے مانند ہوتی ہے اور لیس ہوتا ہے مثل آؤن کے یہ خون کا وہ حصہ ہے جو کیڑوں نے کہا کر پاٹنا نہ کر دیا ہے یہ ان کیڑوں کی ہیٹ ہوتی ہے اسی واسطے اطباء وق کے مریض کے پاس جانیکو منع کرتے ہیں سانس کے ذریعہ سے وہاں بیٹھنے والوں کے اندر بھی داخل ہو جاتے ہیں جس کو کہا جاتا ہے کہ وق نسلی ہو جاتی ہے۔ نسلی وہ ہے اگر ماں باپ کو یہ مرض لاحق ہے تو بچے وغیرہ ضرور پاس رہیں گے تو وہ کیڑے سانس کے ذریعہ ان میں بھی داخل ہو جاویں گے خون کے دور شباب میں وہ پردوش باکر مرض شروع ہو جاوے گا ایسے مریض کے پاس جلنے سے یا اس کے برتن وغیرہ جس میں مریض نے استعمال کیا ہو برتن سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بعد گذر جانے مریض کے قلعی میں سنکسٹا ڈال کر مکان میں کئی مرتبہ قلعی کرا دیں برتنوں پر بھی قلعی کرا دیں بچے وغیرہ اس جگہ پر نہ جاویں جب تک وہ بالکل صاف

نہ ہو جاوے جس قدر بھی ممکن ہو سکے احتیاط سے کام لیں
اب چونکہ یہ مرض کثرت سے ترقی پکڑ گیا ہے اب آنسو کی
دق پٹیلوں کی دق وغیرہ پیدا ہو گئی ہے اس مرض کے
شروع ہوتے ہی کا بیٹھ جانا یعنی آنکھوں میں
حلقہ پڑ جانے عروق و شرابین میں لگی کا محسوس ہونا۔
ناک اور گردن کا پتلا پڑ جانا۔ یہ واضح رہے کہ زمانہ آغاز
میں جسم پر ہاتھ رکھنے سے کچھ بھی محسوس نہ ہوگا۔ لیکن
اس سے اندازہ لگا یا جاسکتا ہے کہ کہا نا کہانے کے بعد
آرام کیوں کیا پیٹ کی جلد پر خشکی معلوم ہوگی اور کسی قدر
جھرواں پڑ جاویں گی۔ یہ علامات اس مرض مہلک کے ہیں
ان آثار کے شروع ہوتے ہی دھوپ میں بیٹھنے سے اجتناب
کریں آگ کے سلتے جانے سے بچیں۔ غم اور غصہ سے
پرہیز کریں اس مرض کے شروع ہوتے ہی مریض کی
طبیعت میں چڑچڑاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ علامات اس وجہ
سے درج کی گئی ہیں کہ آغاز مرض ہو جاوے اگر
یہ مرض آج سے شروع ہو گیا ہے تو کل سے یہ علامات
شروع ہو جاویں گی اس کے شروع ہوتے ہی مریض
پر خاموشی طاری ہو جاوے گی قلب کمزور ہو جائے گا
دو تین ماہ کے اندر گوشت گل جاویگا چہرہ خشک ہو جائیگا
ہڈیاں سوکھی رہ جاویں گی۔

ہم ماہرین فن اور اطباء حاذقین کی خدمت میں اپنی
رائے پیش کرتے ہیں امید کہ اطباء حاذقین اپنی اپنی
رائے سے مندرجہ ذیل ادویہ کے خواص و افعال سے
مطلع فرما دیں گے۔

جو سگر کے امراض میں عجیب الاثر مانا
شہا ہستہ گیا ہے۔ مصفی خون اور دافع حموات
ہے۔

برگ حنا

جو کیزلوں کے مارنے اور اصلاح
خون کے لئے بہترین چیلہ مانی گئی
ہے۔

برگ تلسی

جس سے جراثیم اور حشرات الارض
دور بھاگتے ہیں۔

خس

مفرح ہے اور دل دماغ کو قوت بخشی
ہے خون کو کیڑوں سے پاک کرتی
ہے۔

برگ بالانسہ

بخار کھانسی کے لئے نہایت مفید مانا
گیا ہے خون آئیکورکتا ہے۔

تخم خرفہ

خون آئیکورکتا ہے۔ گل نیلوفر
مغز تر بوڑ، بادرنجبویہ، مکدہ و رازا نظر

شیدہ۔ بیخ نیشکر۔ برادہ صندل سرخ۔ برادہ صندل سفید
پدماکھ۔ ذاب۔ گل یا سمیں۔ جو کہ مفرح قلب ہیں اور
خون میں اصلاح کرتی ہیں ان ادویہ کو آب باراں یا دیوانی
پانی میں شب کو ترکیب کریں۔ صبح کو پانی سیر شیر یا شیر
گاؤ داغل کریں اور بکری یا گائے اگر سیاہ رنگ ہو تو
بہتر ہے اور کسی قسم کی بیماری نہ ہو جو ان العمر میں عرق
کشید کریں۔

علاج

وہ تر بوڑ یا گائے مریض جس کی جڑ میں مار سیاہ
مار کر دفن کیا گیا ہو جب اس زمین کا جس میں
تخم ریزی کے وقت مار سیاہ مار کر کھات دیا گیا ہو او سے
وہ مریض کو کو کہلایا جاوے انشاء اللہ مریض شفا پا
ہوگا اس کیفیت میں جس میں مار سیاہ کاکھات دیا گیا
ہے پانی بھی دریا یا کنویں کا دیا جاوے کوئی گندہ اس
کیئت کے پاس بھی نہ آوے لیکن کنویں سے بہتر نہر کا
پانی ہے۔ دریا کا پانی بذریعہ نہر آتا ہے مگر میں کہتا ہوں

ہو کر آتا ہے۔ غذا میں کالی گلتے یا کالی بکری کا دودھ دیا جاوے جس جگہ مریض ہو وہ جگہ ہوا دار اور صاف ہو

مرکب ۱ عرق گلو سل اور بوق کے واسطے از بس مفید ہے اور خون جوش کو روکتا ہے۔ گلو نیمکوفتہ رات کو پانی میں بھگو دیں۔ صبح عرق کشید کریں۔ ۵ تولہ صبح ۵ تولہ شام ہمراہ شربت فریادرس نوش کریں اور اور نسخہ مرکبہ عرق گلو میں اضافہ کریں۔

مرکب ۲ اصل اسوس۔ گھاؤ زبان۔ گھاؤ نیلوفر۔ شامہرو ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ کشید خشک ۳ تولہ ۱۰ تولہ چترہ ۳ تولہ خیارین۔ ۳ تولہ نیمکوفتہ کا اضافہ کریں۔

شیخ الرشید نے اکثر اس مرض ملک کے واسطے گلغندہ آفتابی ۲ تولہ پر اکتفا کیا ہے کہ رات کو سوتے وقت گلغندہ آفتابی کہا کر مریض آرام کرے۔

شربت اعجاز۔ شربت فریادرس۔ شربت نیلوفر یا شربت بزوری۔

کہا نہی نزلہ اور سل کے دوران میں گولیاں بنا کر استعمال کریں۔

تم خشتاش سفید۔ صبح عربی۔ شکر خیفال۔ کثیرہ۔ مغز بادام ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ غری السمک۔ تخم خطمی۔ گل گھاؤ زبان۔ اب السوس ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ مغز کدو شیریں۔ تخم کامو مقشر۔ فیون۔ مصری۔ زعفران۔ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ جلد اودیہ کوٹ چھان کر سفوف بناویں۔ لعاب بیدارہ لکال کر سفوف میں ملا کر جب یعنی گولیاں بناوے انھو بنالیں وقتاً فوقتاً ان گولیوں کو منہ میں رکھیں۔ خمیرہ خشتاش دیا تو زہ صبح شام ہمراہ عرق کے استعمال کریں۔

مرکب ۳ شربت اعجاز۔ شربت فریادرس عرق مذکورہ ڈال کر ملا دیں قبل اس کے لعوق آب تربوز لعوق و غیرہ دیویں۔ لعوق البیڑم شیریناب والا شربت اعجاز دیویں

مرکب ۴ طہاشیر۔ تخم گھاؤ زبان۔ ست گلو۔ گوند کیکر۔ سرطاج عرق ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ

کو کنا۔ ۳ رقی۔ دانہ ہیل۔ ۲ رقی کوٹ چھان کر سفوف بناویں اس سفوف کو ہمراہ شیر گھاؤ استعمال کریں۔ جس گلتے کا دو استعمال کیا جاتے وہ گلتے جو ان ہوا و کسی مرض میں مہلت نہ ہو

حب تحلیل ۱۵۵

یہ گولیاں کھانا کھانیکے بعد ہمراہ پانی کے کھایا جائیں غذا کو ہضم کرنے میں اور خون کے پیدا کرنے میں سرخی الا شریں اور نزلہ زکام وغیرہ سے بھی محفوظ رکھتی ہیں۔

۵ گولیوں کی قیمت فی ڈبہ ۵ روپے علاوہ محمولہ ڈاک

عقیل دوا خانہ۔ لمبی گلی۔ پھانک حبش خاں دہلی

خاص جام شفا کے لئے

قندپرسی

(از مصور و مولانا مولوی حافظ محمد حسن صاحب اختر لغمانی نقشبندی دہلوی)

کے سرگلشن ولددار رسیدت کے	صفت من گل نظر ہاچیدست کے
دل من خانہ وزین رسیدت کے	ایں چہ قرب است کز یں قرب بعیدت کے
ہمہ شاداب شد نخل امیدست کے	یارب ایں و علیہ دیدت کہ عیدست کے
وزہ درو بناشد اگر تہیج نہ ۲ ۲	ز انکہ بیدرو بدرماں نہ رسیدت کے
کیف نظارہ کجالت دیدار کجساو	اونداند کزو وابستہ امیدست کے
مدتی شد کہ شرابودم وہم محروم ۲	زعطا ہائے تو دیدم نہ تہیدست کے
رنج از دوستی پیدا است شراندر آب	ایں ندیدست کہے این نہ شنیدست کے
رشتہ عشق بہ پیچیم وایں فخر منست	نازش سبیمہ وژنار کشیدست کے
شمعی از آشتی افزوت دلم باز بسوخت	ستمی کرد بدین طرز جدیدست کے

رفت اکنوں کجا آن جسد بہ کامل اختر

تا سرمخل اغیار رسیدت کے

آئینہ سکندری

صورت پر آگئی لیکن درحقیقت یہ اپنی حقیقی حالت کے مقابلے میں بہت زیادہ ہلکی تھی اور اس میں سیال چیزوں کو جذب کر لیتی تھی مندرجہ بالا بنیاں اس قسم کی تیار کردہ دہات سے بنائی گئی ہیں۔

عجیب و غریب عورت

لندن میں ایک معمولی ملازمت پیشہ عورت رہتی ہے جس میں ایک عجیب و غریب صفت پانی ہائی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ اس عورت کے کسی کمرے میں داخل ہوتے ہی اس میں اگر کوئی گہری رکھی ہو تو وہ خود بخود فوراً بند ہو جاتی ہے اس معاملے میں ایک ڈاکٹر سے رجوع کیا گیا تو اس نے یہ رائے ظاہر کی کہ عورت مذکورہ کے جسم میں بجلی بہت زیادہ مقدار میں موجود ہے جسکی وجہ سے یہ غیر معمولی صورت رہنا ہوتی ہے۔

نرالے ٹیکس

اٹلی میں جو لوگ کنوارے رہتے ہیں ان کے ٹیکس میں بقدر ۱۳ شلنگ سالانہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے مگر اس سے بھی نرالا ٹیکس گہرا آسٹریا میں ان لوگوں پر لگایا جاتا ہے جو اپنے گھروں کی قبروں پر کندہ پتھر رکھتے ہیں اس ٹیکس کی رقم ۸۰۳ شلنگ ۶ پنس ہے۔ فرانس کے بعض حصوں میں گھروں پر ان کے وزن کے مطابق ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

(ماخوذ)

عجیب آنکھیں

جو منی میں ایک شخص منشی ایمل گلٹ ہے جس کے واسطے تاریکی کوئی چیز ہی نہیں ہے اس کی آنکھیں بجلی کی آنکھوں کی مانند ہیں اس کو روشنی و تاریکی دونوں یکساں ہیں۔

ایمل گلٹ تالی شروع میں ایک کوئلہ کی کان میں مزدور تھا وہاں معمولی کام کیا کرتا تھا۔ لیکن جب اس کو متحیر العقول خصوصیت کا علم ہوا تو اس نے چوہے پکڑنے کا پیشہ اختیار کیا اور اس کی ان عجیب و غریب آنکھوں نے اسے قلیل عرصے ہی میں امیر کبیر بنا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے رات کی تاریکی میں ایک مرتبہ ۱۰ منٹ میں ۸۸ چوہے مارے۔

دہات کی ہتی

یہ دریافت کرنے کے بعد دہات بھی بلاڑکی طرح سیال اشیاء کو جذب کر سکتی ہے ایک امریکن موجد نے مٹی کے تیل سے روشن ہونیوالے چراغوں کے لئے معدنیات کی بنی ہوئی ہتی ایجاد کی ہے۔ یہ دہات کی ہتی کپڑے کی بیڑنگی طرح جلتی ہے اور اس کی روشنی نسبتاً تیز ہوتی ہے۔ دہات میں مسات پیدا کرنے کے لئے موجد نے پہلے اسے کیمیائی طریقوں پر سفوف کی صورت میں منتقل کیا اس کے بعد کئی ہزار پونڈ مرلے اینچ کے حساب سے سفوف کو دبا کر بھٹی میں رکھا گیا اس طرح دہات پھر نظر اپنی اصلی

فن پرواز

گزشتہ سے پیوستہ

لیکن بالعموم آلم میں کوئی نہ کوئی خرابی پیدا ہونے سے اسکی تباہی کا اندیشہ بھارتیہ تھا۔

اواخر ۱۹۱۸ء میں یہ آلات ۲۰ ہزار فیٹ اوہٹے پرواز کرنے لگے۔ اور ایک مخصوص قسم کی توپیں ان کو اتنی بلندی پر سے بھی بچے گرانے لگیں اس آئے کے اندیشہ میں رکھی جاتی تھی کہ فضا نے بسیا میں بھی کشت و خون کا بازار گرم رہے۔ اس کے اندر دشمنوں کے قلعوں اور جہازوں پر کھینکنے کے لئے بم بھی رکھے جاتے تھے۔

اولاً ہوائی جہاز مسلسل ترین ساڑھے تین گھنٹوں سے زیادہ پرواز نہ کر سکتا تھا۔ اور جہاز کا انجن ایسا ناقص ہوتا کہ وقت مہینہ کے بعد جہاز سے کام لینا مجبوراً بند کرنا پڑتا تھا۔

جنگ کے شروع زمانے میں محکمہ پرواز کا کام صرف دشمن کی کہیں گاہوں کا پتہ لگانا تھا۔ اسی زمانے میں جرمنی چند نایاب آلات طیر میدان جنگ میں لایا۔ جسے بھیکر فرانس اور برطانیہ نے اس میں اور مفید اختراعات کی کوشش کی۔

زمانہ جنگ میں کہیں جرمنی کا ہوائی جہاز اتحادیوں کے تمام جہازوں سے برتر ہوتا تھا اور کہیں اتحادیوں کے جہاز جرمنی کے جہاز سے سبقت لے جاتے اس کا سبب محض یہ تھا کہ برود فریق ایک دوسرے کے جہازوں بھیکر اس سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے تھے کسی آلم کی بہتری و برتری اس کی رفتار، طاقت، پرواز، تبدیل رخ و غرضاً

سب سے پہلا آلہ طیر مشرف ایف ایس کا ڈی کی جی (Herschel) نے تیار کیا جو مشہور بالا پتنگوں کی پرواز میں بھی کافی حد لے چکا تھا اس نے خود ساختہ آلات سے جو کافی وزنی تھے مستعد ہو کر لے گئے اولاً اس کو کچھ کامیابی نہ ہوئی آلم تھوڑی دور اڑ کر گر پڑتا تھا لیکن اس نے استقلال کے ساتھ اپنا تمام وقت مشکلات کے رفع کرنے میں صرف کیا اور بالآخر ایک سفید آلم تیار کر سی لیا اس شخص کو دو برطانوی فن طیر کا باہ آدم کہا جاتے تو یہی نہیں۔

اس نے علاوہ اور بھی بہت سے نیشنل جہازوں نے اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر انگلستان سے فرانس تک پرواز کی پھر سلطنت نے بھی چند آلات تیار کرائے اپنی سرپرستی میں اس فن کے ایک مرکزی مدرسہ کا افتتاح کیا اور ایک علحدہ محکمہ محکمہ پرواز کے نام سے قائم کیا جو آغاز جنگ کے وقت سسٹم میں بائبل بچپن کی حالت میں تھا۔

ابھی تک ان آلات کی تعداد کم تھی اور وہ نسبتاً ناقص بھی تھے چنانچہ جو طیارچی پرواز کرتا وہ اپنی زندگی سے بے پروا ہو کر یہ عمل کرتا بہترین آلم ۷۰ میل فی گھنٹہ کے حساب سے پرواز کرتا تھا اور اگر وہ دس منٹ میں تین ہزار فیٹ اونچا چلا ماتا تو گو یا یہ بڑی کامیابی تھی۔ جو آلم تین ہزار فیٹ سے اونچا ہوتا اس کے متعلق خیال تھا کہ توپ کے گولوں کی زد سے محفوظ رہے گا۔ اس وقت تک ہوائی جہاز پر حملہ کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ وہ توپ گنگ سے محفوظ رہتا تھا

پرواز پر منحصر ہے ابھی بتا چکا ہوں کہ سالہ میں ۶۰ میل فی گھنٹہ پرواز کر نیوالا اور دس منٹ میں ۳ ہزار فٹ اوپر اڑانے والا آئندہ خیال کیا جاتا تھا لیکن زمانے کی رفتار دیکھو کہ اب اس رفتار کے آلات طیر محض ناکارہ سمجھے جاتے ہیں، سالہ میں اس فن نے اتنی ترقی کر لی کہ ایک سو فی جہاز مع دو مسافر تو بے گولہ بارود اور کافی تیل کی مقدار کے سو میل فی گھنٹہ کے حساب سے پرواز کرنے لگا۔ اگر جہاز قدرے ہلکا ہو یا اس میں صرف ایک طیارچی بیٹھا ہو تو وہی جہاز ۳۰۰ میل سے ۵۰۰ میل فی گھنٹہ تک جاسکتا ہے اور ۱۰ منٹ میں ۱۰ ہزار فٹ اونچا پرواز کر سکتا ہے۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ آئندہ اس فن میں اور کیا کیا ترقیاں ہونے والی ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ

دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک رسل و رسائل کا کام اس سے نہایت آسانی کے ساتھ انجام پذیر ہو سکیگا۔ اور ڈاک کے کام میں اس سے بہت آسانیاں ہم پہنچیں گی۔ انگلستان اور پیرس کے درمیان تو سو فی ڈاک کا مستقل انتظام ہے فی زمانہ انگلستان سے ہندوستان جلد ہی ڈاک آتی ہے اگر ارتقاء تمدن کی رفتار یہی رہی اور ہماری زندگیوں نے وفا کی تو غالباً یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ ہزاروں میل کے خطوط ہمارے پاس ہر روز پہنچ جایا کریں گے۔

(شبیر مارہروی)

مفرح قلب

مقوی دماغ مفرح قلب دماغ جویان اور قبض کشا ہے خون کے پیدا کرنے میں بے مثل ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے جسم کو فربہ کرتی ہے زمانہ مروانہ علاج میں یکساں فائدہ مند ہے اگر عالمہ عورتیں استعمال کریں جو تکلیفیں حمل میں واقع ہوتی ہیں ان کے واسطے مفید ہے۔ بچہ قوی اور توانا پیدا ہوتا ہے عالمہ عورتوں کی بھوک جو مفقود ہو جاتی ہے اس کے استعمال سے بھوک زیادہ ہو جاتی ہے، ہاتھ پاؤں میں جستی رہتی ہے، ترکیب استعمال م ماشہ۔ شب کو ہمراہ شیر گاؤ۔ قیمت ۲۰ خوراک چار روپے (للہ)

ملنے کا پتہ

عقیل دواخانہ۔ لمبی گلی۔ پچانک جیش خاں و صلی

خاص ہام شفا کے لئے

عشق اور ایمان ایک ہے

(از معصوم و دو جناب مولانا مولوی حافظ محمد حسن صاحب آخر نغانی نقشبندی)

یاس ہے اور انتظار
 کلید الفت نہیں ہو سکتا اس لئے
 کہ محض امید ہے میں ہر وقت
 پریشان ہوں مجھے ہر وقت وصل کی امید
 اور پھر کا کھٹکا لگا رہتا ہے سر منزل
 عشق مقام کشاکش ہے صرف یاس
 کبھی محبت نہیں ہو سکتی اس کا دوسرا نام
 کامل وجودی ہے اور محض اُمید بھی عشق نہیں
 بن سکتی کیونکہ اُمید طبع ہے اور طبع کا دوسرا نام بواہر کی
 ہے پاک محبت اور معصوم عشق ایمان ہے
 اور ایمان کی یہ شان ہے ...
 الا ایمان بین الخوف والدجاء

خود میں شب نے خار مہتابی کا گہو بگہٹ دور کیا ...
 اور صبح کی سہیلی دامن خاور سے طشت زرین لے کر نکلی اور
 لا متناہی افق پر سونا برسانے لگی کلیوں نے اپنی
 معصوم مسکراہٹ کے ساتھ فضا کو دیکھا اور کھل کھلا کر
 ہنس پڑیں سرمایہ عشق پر لالہ و زرگس میں محسب
 بحث ہونے لگی لالہ کا یہ فخر میں داغدار چلا
 زرگس کا یہ ناز میں مجسم انتظار ہوں
 لالہ کا دعویٰ داغ ہر محبت ہے زرگس
 کی دلیل انتظار کلید الفت ہے
 سنبھلنے ان دونوں کو تیر نظر
 سے گھورا اور پریشان ہو کر کہا کبخت کو چپہ
 محبت سے تم دونوں نابلدہ ہو داغ
 ہر محبت نہیں بن سکتا اس لئے کہ صرف

شاہ مارالحم

یہ مار الحکم ضعیف کو قوت دیتی ہے رنگ اور بشرے کو صاف کرتا ہے۔ تقویت باہ اور اساک منی میں بے نظیر سے
 ترکیب استعمال۔ ناشہ کے بعد ایک تولد عرق پی لیا جائے پر ہیز کسی قسم کا نہیں ہے اس کو دو ہندو بھی استعمال کر سکتے ہیں
 جن کو گوشت سے پرہیز ہوں، گوشت یا گوشت کی چیزیں کھانے سے پرہیز رکھتے ہوں، یہ عرق ہر قسم کے گوشت سے مبرا ہے
 قیمت فی بوتل صر علاوہ محصول ڈاک۔

عقیل دواخانہ۔ لمبی گلی، پھاٹک جیش خانہ دہلی

خاص جام شفا کے لئے

حسب اور نسب

(از جناب داروغہ منشی سید عابد علی صاحب پشتر حکمہ پولیس شیرکوٹی)

کوہ نور خضاب (جسٹڈ)

ہر فرد بشر ہر قبیلہ ہر قوم ہر ایک خاندان اپنی شرافت بجا بہت اپنے حسب و نسب اور حالات اور اپنے تئز آباؤ پر نمر اور ناز کرنا چلا آتا ہے اور نسلیں اپنے ہر جات ہے سوزش نزلہ نہیں کرتا عرف ایک مرتبہ استعمال کرنے کے بعد ہر گھوں کے ساتھ دوسرے خضاب آپ استعمال کرنا چھوڑ دیں گے۔ نوید نے سے پہلے چاہے نونہ ہے نسلی امتیاز مشابہت اور نونہ و گنوج کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر مفت منگالینجے۔ آرڈر دیتے وقت رسالہ اور وقت کیوں مماثلت رکھتی کا حوالہ ضرور دیجئے۔

سول ایجنٹ

حاجی محمد ابراہیم محمد اسماعیل -

الدوا لے صدر بازار دھلی

خاندان اور قوموں کی علامت عصبیت کی بنیاد پر تعمیر ہوئی ہے عصبیت کے یہ معنی ہیں جملہ خاندان ایک ہی نسل سے ہوں اور اُس میں وہی خون ہو جو بانی نسل کا تھا۔ عصبیت والوں میں جملہ امور میں اتفاق اور اجماع توفیق رہانی اور تائید الہی پر منحصر ہے عصبیت ہی ایسی چیز ہے جو خاندانوں اور قوم میں غیرت اور حمیت کی روح پہنچاتی ہے اور افراد قوم کو آپس میں ایک کو دوسرے کی امداد اور نصرت کے لئے آمادہ کرتی ہے اور یہ جذبہ حمیت غیرت۔ ہمدردی۔ وفاداری یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے واسطے

طہور۔ شجاعت وغیرہ وغیرہ باتوں میں پائی جاتی ہے سوال یہ ہے کہ شرافت نسب کوئی چیز بھی ہے یا نہیں۔ دنیا کی تمام قومیں سواری کے جانوروں میں دودھ کے مویشیوں میں پرندوں میں۔ درندوں میں نسل اور اصالت کو تسلیم کرتی چلی آتی ہیں بلکہ بھل دار و خنوں اچھے سے ہتھیاروں میں خواہی امتیاز موجود ہیں۔

جان دینے کو معمولی بات سمجھنے لگتا ہے۔

قوموں اور خاندانوں میں استحقاق کے لئے کشاکشی اور جہاد رہتی ہے اور جہاد و قتال مار دباؤ وغیرہ تک نوبت پہنچتی ہے لیکن غالب اور منصور وہی ہوتا ہے جو صاحبِ عصیت ہوتا ہے بس ثابت ہوا نسلیں بلا عصیت کے زندہ نہیں رہ سکتی اور جب عصیت یا نسل کی حفاظت نہ ہوگی اور غیر خون کی آمیزش ہو جاوے گی تو عصیت کو زوال آ جاوے گا۔ اور قوم اور خاندان کی نسل اور عصیت بگڑ جاوے گی۔ اور وہ پارہ پارہ ہو جاوے گی۔ شرافت نسب کا ماخذ اور ما حاصل یہ ہے

گو لاہم ان اوصاف کی قدر کرتے ہیں جو بانی نسب اور محبت میں تھیں پس یہ وہی موردِ فی اثاثہ ہے جو ہر فرد خاندان اور قوم کو اپنے بزرگوں سے ملتا چلا آتا ہے۔ یہ بھی سچ ہے تعلیم سے، تربیت سے، بری محبت سے آدمی کے مزاج اور عادات پر اثر پڑتا ہے اور اچھوتگی اولاد بری اور بدوں کی اولاد اچھی پڑتی ہے اور وہ نسل اور عصیت کی پرواہ نہیں کرتے جس طرح ہر درخت پیوندی لگانے سے پیوندی اور ہر جانور اور پرند دو سری نسل میں میل کھانے سے دو غلا ہو جاتا ہے اسی طرح یہ بھی دو غلے ہو جاتے ہیں اور اصالت اپنا رنگ دکھانے پر وہ نہیں رہتی۔ بالاصل بہ از خطا خطا نکند۔

سفوف مروارید

مقوی دماغ، حافظہ العقل، قوی الذہن، مقوی اجرا اور دفع قبض ہے۔

جس طرح ادویات کے اثر سے حالت ضعیفی میں جوانی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح امراض کی شدت سے جوانی میں بڑھاپا آ جاتا ہے۔ جریانِ منی اور سیلانِ الرحم ایسے ہی امراض ہیں جو جوانی کو بڑھاپے میں تبدیل کر دیتا ہے ان امراض میں سفوفِ مروارید کا استعمال نہایت سودمند ثابت ہوا ہے اس کے علاوہ ہر قسم کی کمزوری کو دفع کر کے طاقت پہنچاتا ہے۔ قیمت فی ڈبہ ۱۰۰ غوراک للحمض پرچہ ترکیب ہمراہ دوا روانہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ

عقیل دواخانہ۔ لمبی گلی۔ پھانک جش خاں دہلی

خاص جام شفا کے لئے

حسن صفا

(از جناب مقصود الحسن صاحب فلک فنائی اختر می دہلی)

چل امان ڈھونڈیں رسولِ پاک کے سائے تلے	اک دنیا ہے شر لو لاک کے سائے تلے
میکد جنت ہے تم ساقی ہو ہم سب بادہ خوار	اور یہ سب ذات خدائے پاک کے سائے تلے
آخیال عشق احمد تجھ سے کچھ تسکین دوں	بوج مضطر ہے دل صد چاک کے سائے تلے
خاک کے پتلے ہیں ہم ہے خاک ہی بہتر ہیں	خاک ہی بستر ہے اپنا خاک کے سائے تلے
کفر ہوا الحاد ہوا شر اک ہو یا معصیت	کانپتے ہیں سب تمہاری دوا کے سائے تلے
آیا جب بے سایہ ذات مقدس کا خیال	حسرتیں لوٹیں دل غمناک کے سائے تلے

ان کی اذات مقدس کا ہے سایہ لے فلک

ورنہ سایہ ہی نہیں افلاک کے سائے تلے

آب

رسالہ جام شفا جو نہایت بلند پایہ اور کثیر الاشاعت ماہنامہ ہے اس میں اشتہار و بیکراہی تجارت کو فروغ کیوں نہیں دیتے جو ہر انگریزی پانچ تاریخ کو دار السلطنت دہلی سے شائع ہو کر پنجاب، بنگال، بہار، برما، گجرات، مارواڑ، سندھ، حیدرآباد وغیرہ میں داخل ہو کر اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

مینجر

خاص جام شفا کے لئے۔

محبت یا جذبہ

(از جناب سعید احمد صاحب بی بی لے عرب کالج دہلی)

اعجاز بی بی لے پاس کہ چکا تھا اور رضیہ نے میٹرک میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ اب اعجاز کی شادی کا مسئلہ درپیش تھا۔ اس کے والد کی منشا اپنی بھتیجی سلطانہ سے تھی۔ لیکن وہ اس محلے میں اعجاز پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنا پسند نہ کرتے تھے۔ اعجاز کو خود خبر نہ تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ اس کے لئے رضیہ کے علاوہ کسی سے شادی کرنا محال تھا۔ لیکن وہ والد کی منشا کے خلاف بھی نہ جاسکتا تھا۔ آخر اس نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے ہم جماعت مسٹر آفتاب کے ذریعے والد کو اپنے خیالات سے مطلع کر دیکھا۔

~~~~~

دوسرے دن اعجاز آفتاب کے گھر گئے۔ آفتاب گھر پر ہی تھے۔ یہ بھی بیٹھک میں پڑے گئے۔ آفتاب اعجاز اور رضیہ کے قصہ کو جانتے تھے۔ لیکن انہوں نے مذاق اعجاز سے پوچھا۔

آؤ کب تک کی تاریخ ٹھہری کچھ ہمیں بھی تو پتہ ہو۔

اعجاز :- مجھے معاف رکھئے، نہ مجھے پتہ ہے۔ نہ پتے کی ضرورت۔

آفتاب :- ہیں یہ کہیں آخر کچھ سودا فی ہونے ہو۔

اعجاز :- آپ حقیقت کو قصہ ہی سمجھتے رہے۔ آخر میں کس طرح رضیہ کے علاوہ اور کسی سے .....

اعجاز اور رضیہ ایک ہی محلے میں رہتے تھے۔ اعجاز اپنے والدین کے اکلوتے لڑکا تھا۔ اس لئے وہ بچپن ہی سے رضیہ کے گھر جا کر کھیلتا تھا۔ رضیہ ان سے خاص طور پر مانوس تھی۔ اس طرح بچپن کا زمانہ ختم ہوا تھا اور اپنے ساتھ ہی بچپن کی شوغیاں بھی لجا رہا تھا۔ اعجاز اب کالج میں داخل ہو گیا تھا اور رضیہ بھی ساتویں جماعت میں ترقی کر گئی تھی اب شغوفی کی جگہ متانت اور کھیل کی جگہ تعلیم لے رہی تھی اعجاز اب بھی رضیہ کے گھر آتا تھا۔ کھیلنے کے لئے نہیں بلکہ اسے تعلیم میں مدد دینے کے واسطے دن گذر رہے تھے اور اعجاز رضیہ میں محبت۔ رضیہ کے نازک اور باریک موٹ۔ اس کی نیلگوں اور بڑی شرم گیس آٹھکیں۔ اس کے گلابی اور گورے رخسار۔ اس کا پیارا خوشنما اور بے عیب بیضوی چہرہ کسی انسان کا دل موہ لینے کے لئے کافی تھا۔ اس کی صورت سے دو شیرازی کا بھولا پن اور ہلے ہالکا نہ لڑکپن نمایاں تھا۔ اعجاز بھی حسن مردانہ میں کچھ کم نہ تھا اگر اعجاز رضیہ سے محبت کرتا تھا۔ تو رضیہ بھی اس سے بالکل محفوفانہ تھی۔ دونوں جوان تھے۔ دلوں میں انگلیں اور انگلوں میں خوشیاں تھیں۔ محبت اپنا اثر دکھانے لگی اب رضیہ اعجاز سے کبھی کبھی رہتی تھی۔ لیکن وہ اعجاز میں ایک کشش محسوس کرنے لگی تھی اگر کسی دن اعجاز کو دیر ہو جاتی۔ تو وہ منتظر رہتی تھی۔ لیکن اس کے آجانے پر الگ الگ۔

آفتاب - اوہو۔ اعجاز۔ انہوں نے شادی کر لی  
وجہ تو کچھ ہونی چاہیے۔

اعجاز - یہی کہ مجھے اس سے محبت ہے۔

آفتاب - محبت محبت انسانی خواہشات کے پورا  
کر نیک نام کیا آپ نے محبت رکھا ہے۔

اعجاز - نہیں۔ آفتاب - ایسا نہیں ہے۔ حقیقی محبت

کچھ اور شے ہوتی ہے۔

آفتاب - حقیقی محبت! لیکن مسٹر اعجاز اگر آپ برا  
زمانہ میں تو کیا میں کہنے کی حمت کر سکتا ہوں کہ آپ محبت  
کو کیوں اس طرح بدنام کر رہے ہیں۔ کیا دنیا کی اور کوئی چیز  
محبت کے قابل نہیں۔ ملک۔ مذہب۔ قوم۔ بنی انسان  
منافق قدرت کیا یہ سب محبت کے دائرے سے باہر ہیں  
کیا محبت فقط جنس مخالف (مرد و عورت) ہے

سے ہی ہو سکتی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھے حقیقی محبت ہے  
لیکن محبت اور شادی جدا جدا شے ہے۔ آپ کے دل میں محبت  
نہیں۔ جذبہ ہے۔ جوش ہے۔ مسرت ہے۔ کیا یہ محبت  
ابدی و دائمی ہے۔ آپ کو رضیہ سے محبت نہیں بلکہ آپ  
اس کے حسن پر فریفتہ ہیں۔ اس کی سیاہ آنکھیں آپ کو  
اشارہ کرتی ہیں۔ اس کے نازک ہونٹ آپ کو بلاتے ہیں اسکے  
خوبصورت چہرہ میں آپ کے لئے کشش ہے اس کا جوش  
جوانی آپ کا مرکز ہے۔ آپ کے دل میں جوانی کی انگلیں

موہیں مار رہی ہیں۔ عیش پرستی کی لذتیں آپ کو ستا رہی  
ہیں۔ اور یہی عشق کے ولولوں نے بے چینی پیدا کر رکھی  
ہیں۔ جوانی کی آگ سلگ رہی ہے۔ غرض یہ محبت کی دلچسپی  
نہیں بلکہ شباب کی انگلیں ہیں۔ کیا آپ اسے ہی محبت  
کہتے ہیں۔

اعجاز - نہیں۔ میرا یہ خیال نہیں۔ مانا کہ محبت او

چیزوں سے بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن عورت کی محبت نہ صرف  
ایک دولت ہے۔ بلکہ ایک ایسی نعمت۔ اور پر افسوس  
چیز ہے۔ جس کی نہ صرف رنگینی بلکہ زبردست قوت کا احسا  
ہی آدمی کو کچھ سے کچھ بنادیتا ہے وہ زندگی کیا کہ جس کے  
شباب میں کو چ کسی کا دل کے لئے آستان نہ ہو۔

آفتاب - لیکن جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ آخر  
محبت اور شادی میں کیا نسبت۔ یہ دونوں تو متضاد چیزیں  
ہیں۔ شادی باری انسانی خواہشات پوری کرنے کی ایک  
ترکیب ہے۔ لیکن محبت ایک وہ سچا جذبہ ہے۔ جس کا تعلق  
فقط روح سے ہے۔ محبت عہد شباب کا وہ شیریں خواب  
نہیں۔ جو منت کش تعبیر ہو۔ خواب جس کی لذت تمام عمر  
دل سے خون نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ روح کے لئے قوت ہے  
مسرت ہے۔ لذت ہے۔ جس کا تعلق بدن سے نہیں  
ہے۔

اعجاز - لیکن شادی نفسی خواہشات کی وجہ سے  
نہیں۔ بلکہ محبت کی بنا پر بھی ہو سکتی ہے۔

آفتاب - نہیں۔ میں ابھی اس کی تردید کر چکا  
ہوں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ شادی محبت کی وجہ سے ہو۔  
لیکن شادی کا کرنا ہی محبت کا خاتمہ کرنا ہے۔

اعجاز - تو آپ کا یہ مطلب ہے کہ جس سے محبت ہو  
اس سے شادی نہیں کرنی چاہیے۔

آفتاب - ہاں۔ شاید۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ  
اس سے شادی ہو ہی نہیں سکتی۔ شادی میں محبت کا  
سوال ہی نہیں اٹھتا۔ شادی تو فقط ایک جوش ایک جذبہ  
کے ٹھنڈا کرنے کے لئے ہے۔ جو دونوں میں ایک جذبہ ہوتا  
ہے۔ ایک کشش ہوتی ہے۔ اور اس طرح ایک دوسرے  
کی طرف کھینچتا ہے۔ لیکن بعد میں ساتھ رہتے رہتے ایک

انیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے ہرگز محبت کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ یہ انیت شادی ہونے کے بعد شروع ہوتی ہے اور کسی نہ کسی صورت میں آخر تک قائم رہتی ہے۔ پہلے جذبہ تھا۔ اب انیت ہو گئی۔ نہ محبت پہلے تھی۔ نہ اب بعد میں اعجاز۔ تو کیا آپ کا یہ منشا ہے کہ پہلے شادی کر لینی چاہیے۔ اور بعد میں آپ ہی انیت ہو جائے گی۔ حالانکہ آپ اس خیال کے مخالف معلوم ہوتے تھے۔

آفتاب۔ نہیں میرا یہ مطلب نہیں کہ شادی اندھا دھند کر لینی چاہیے۔ بلکہ شادی سے پہلے دونوں کو اس بات کا پورا موقع دیا جائے کہ وہ ایک دوسرے کی عادات کو پہچانیں۔ اور ان میں اختلاف ہونے کی صورت میں انہیں ایک دھلپنچے میں ڈھلنے کی کوشش کریں۔ لیکن بڑی خرابی یہ ہے۔ (اور جیسا کہ اس وقت آپ کے مسئلے میں ہے) کہ لڑکا اور لڑکی عادات کی طرف سے توجہ ہٹا کر جذبات کے مترجم بن جاتے ہیں اور اس وقتی جذبے کو محبت کا نام دیتے ہیں لیکن اس جذبے کے ختم ہونے پر انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ انہوں نے کس قدر دھوکا کھایا تھا۔ جب تک دور کی ملاقات رہتی ہے۔ اس وقت تو صدقہ قربان سب کچھ ہو کر رہتے ہیں۔ اور زبانی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت جان فدا کرنے کو موجود ہیں مگر جہاں ان کا مطلب نکلا۔ اور وہ عرض پوری ہو گئی۔ پھر جیسے کچھ تھا ہی نہیں وہ ساری محبت تشریف لیجاتی ہے۔ اور جان دینے کی عوض ہر گھڑی جان لینے پر آمادہ ہیں۔

اعجاز۔ یقیناً عموماً ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن ہر قاعدے سے کچھ مستثنیات بھی ہوتی ہیں۔ اور پھر آپ ہی بتائے کہ وعدہ سے کس طرح پھرا جاتے۔ کیا یہ ممکن ہے

کہ میں رضیہ کو کسی اور کے پہلوں میں دیکھ سکوں۔ اس کی فقط ایک صورت ہو سکتی ہے کہ میں اور رضیہ تمام عمر ایک دوسرے کی یاد (محبت) میں اس طرح گزار دیں۔ لیکن یہ بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ آفتاب حقیقت یہ ہے کہ اس نے مجھے باندھ رکھا ہے۔ محبت کے کچے دھلگے میں میں اس کا غلام ہوں۔

آفتاب۔ آخر شادی آپ کی محبت میں کس طرح مان ہو سکتی ہے آپ سلطانہ سے شادی کیجئے۔ اور رضیہ کی بھی کہیں شادی ہو جائے گی۔ اور فقط اس وقت آپ رضیہ سے محبت اور سچی محبت کر سکیں گے۔ آپ کہہ رہے تھے کہ مجھے رضیہ سے سچی محبت ہے۔ پھر یہ پہلو کا کیا ذکر جو مزا بھر میں آتا ہے۔ وہ وصال میں کہاں۔ سہ دشت نور دی رہی معراج تمنائے ملنا نہ کہی مجھ کو اسے کو چہ جانا ناں

تجلیہ تجلیہ تجلیہ

اعجاز نے آفتاب کا ایک ایک لفظ ہنور سنا۔ وہ سوچتا تھا کہ آفتاب کہاں تک صحیح ہے لیکن وہ جذبات سے اندھا ہو رہا تھا۔ وہ کسی طرح یہ منظور کر سکتا تھا کہ رضیہ سے شادی نہ کرے۔ وہ آفتاب کے مطلب کو سمجھ گیا تھا۔ لیکن وہ اس سے متفق نہ تھا کہ شادی کے بعد محبت قائم نہیں رہتی (اگر وہ شادی سے پہلے پیدا ہو سکتی ہے) کبھی وہ سوچتا تھا کہ کل حالات و خیالات رضیہ سے کہہ دے لیکن اس کی ہمت نہ تھی۔ کہ وہ ایسا قدم اٹھائے۔ آخر جذبات نے فتح پائی۔ اور اس نے والد سے کہہ دیا کہ وہ رضیہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ نہ کہ سلطانہ سے۔

تجلیہ تجلیہ تجلیہ

اعجاز پور رضیہ کی شادی کو ایک سال ہو چکا تھا دونوں کی زندگی نہایت عیش و آرام اور ہنسی خوشی گذر رہی تھی۔ لیکن اب ان کی عادتوں کا فرق ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جذبات ٹھنڈے پڑ گئے تھے جو ان کی امنگیں ختم ہو رہی تھیں۔ رضیہ میں اعجاز کے واسطے اب وہ کشش نہ رہی تھی۔ جو پہلے تھی۔ رضیہ محسوس کرنے لگی تھی کہ اب اعجاز کی محبت میں وہ سرگرمی نہ رہی تھی۔ پہلے وہ مذہب کی مرکز تھی۔ لیکن اب اس سے بے توجہی ہوتی جانے لگی تھی۔ شروع شروع میں معمولی اختلافات ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ لیکن اب یہ اختلافات ترقی کر گئے تھے۔ اعجاز کو آفتاب کے وہ الفاظ جہاں تک مطلب نکلا وہ فرض پوری ہو گئی۔ پھر جیسے کچھ تھا ہی نہیں یا کبھی کبھی یاد آجاتے۔ لیکن اس کے خیال میں یہ الفاظ رضیہ کے حسب الحال تھے۔ اسے یہ گمان بھی نہ تھا کہ یہ الفاظ اس پر صادق آسکتے ہیں۔ آخر اختلافات پوری حد تک بڑھ گئے۔ اور رضیہ کو مجبوراً اپنے گھر جانا پڑا اعجاز کی دلی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ رضیہ اس کا بیجا چھوڑے۔ وہ اس سے مطمئن ہو گیا تھا۔ اب وہ اکیلا تھا اس کا عزیز ترین دوست آفتاب بھی اس سے زیادہ التفات سے پیش نہ آتا تھا۔ وہ اس پر ناراض نہ تھا کہ اعجاز نے رضیہ سے شادی کیوں کی۔ لیکن اس کے نتیجے نے اسے ایک زبردست رنج پہنچایا تھا۔ اسے اعجاز سے ایک وحشت ہو گئی تھی۔

اعجاز کچھ دنوں اکیلا رہا۔ وہ اس زندگی کو نعمت سمجھتا تھا۔ لیکن اسے جلد ہو گیا کہ رضیہ کے خیال نے اس کے دل و دماغ پر قبضہ پا لیا ہے۔ وہ رضیہ سے ناراض تھا منفرد نہیں۔ وہ اسے خوشامد کہے نہ لانا چاہتا تھا۔ لیکن

اس کے بغیر اسے چین بھی نہ تھا۔ اسے ہر وقت رضیہ ہی کا خیال تھا۔ اور رضیہ بھی جب شش و پنج میں تھی۔ وہ چلی آتی تھی لیکن اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس طرح زندگی نہیں کٹ سکے گی۔ اب وہ جوانی کے ولولے ختم ہو گئے تھے اور ان کی جگہ محبت نے لے لی تھی۔ وہ اعجاز کے پاس کس طرح جاسکتی ہے۔ یہ خیال تھا جو اسے ہر وقت پریشان رکھتا تھا۔

\*\*\*\*\*

اعجاز اور رضیہ کی شادی کو دو سال ہو گئے تھے۔ آفتاب اور یہ دونوں کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ آفتاب نے کہا محبت حق ہے۔ پھول۔ خوشبو۔ نزاکت۔ لطافت۔ رنگینی۔ رعنائی۔

اعجاز۔ لیکن محبت موت کی طرح انسانی قالب کی ماہیت تبدیل کر دینے والی چیز ہے۔

رضیہ۔ مگر محبت کے ساتھ مسرت و رنج ضروری ہیں۔

اعجاز۔ نہیں محبت نہیں اسے اُلتیت

کہو۔

آفتاب۔ مسکرا دیتا ہے۔ اعجاز کچھ سوچنے لگتا ہے۔

\*\*\*\*\*

رسالہ جام شفا میں اشتہار  
دینا کلید کامیابی ہے۔  
مینجر

خاص جام شفا کے لئے

# سچی خوشی

(از جناب بیات حسین صاحب ہاشمی سندیلوی)

نیند نہیں سو سکتا اُسے سچی خوشی سے کیا نسبت، برفلا  
اس کے ایک رحمدل انصاف پسند اور رعایا پرور بادشاہ  
اپنے دن بھر کے فرائض ادا کرنے کے بعد رات کو اطمینان  
کی نیند ضرور سوتا ہے۔ مگر اس کو بھی

امید۔۔۔ کی غلبہ موت بیٹی خوشی۔ دنیا کا متنفس  
جتنا یرا خواہاں؟ تنہا ہی جھک کر نیز آخرا س کا سبب  
مثل مشہور ہے۔ ڈھونڈنے خدا بھی مل جاتا ہے۔

اس لئے اسے سچی خوشی کی

دیلوی میں تیرا بھکاری رہوں۔  
اور مجھے امید ہے کہ تو کبھی

## وسن صاحب ڈٹیل پوڈر (جسٹو)

نہ کہی میرے گوشہ

اس سے ضرور

ان کو سوا ملتا ہے

مگر انگلی۔ کیونکہ

مناسب

تو ہمیشہ اپنے

منہ کا کہ اس

ویوانوں کو شہ

موقعہ پر شہر بلخ

و شاد کام بنائیں

کے بادشاہ

عادی رہی ہے

حضرت ابراہیم

مفت منگنا لیجئے۔ اور دیتے وقت رسالہ کا حوالہ ضرور دیجئے۔

بلخی کا واقعہ ضمناً

سول ایکٹ

آج

دہرایا جائے۔ یہ وہ

میں تجھے ڈھونڈتا

ہیں۔ جنہوں محض سچی خوشی

سہوں اور تجھ سے ملنا

کی امید میں فقیری کو بادشاہ

چاہتا ہوں تاکہ تجھے پا کر ایک

## کوہ نور کیمیکل ورکس صدر بازار دہلی

سر بسنتہ راز کا انکشاف کر سکوں

پر ترجیح دی۔

..... کیا ایک ظالم اور جاہل

چنانچہ ایک روز اتفاقاً ان کا لڑکا جو بچلے

بادشاہ کا خوشی پر قبضہ ہے؟

ان کے بادشاہ تھا۔ شکار کھیلتا ہوا اس طرف آنکلا

نہیں کہی نہیں۔ وہ تو نت نئے ظلم کے رعایا کی

جہاں ابراہیم بلخی سچی خوشی حاصل کرنے کی غرض

آہ سوزاں کا شکار ہوتا رہتا ہے جس سے وہ چین کی

سے متکف تھے۔ لڑکے نے باپ سے دریافت حال کیا





خاص جام شفا کے لئے

# چاندنی رات میں

سید آدکے مضر صلیبہ، اہم شیرہ رفیق صاحب رضوی، امان کلاں ضلع بلند شہر

|                                        |                                        |
|----------------------------------------|----------------------------------------|
| سقفِ نیلی قام پر مہتاب ہے جلوہ فگن     | جس کی نورانی شعاعوں سے منور ہے چمن     |
| ہر درو و دیوار پر ہے کار فرما روشنی    | اک جہاں پر نور پاشی کر رہی ہے چاندنی   |
| ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی سے گن فکاں معمویہ    | جگمگا ہٹا میں ہر اک ذرہ جواب طور ہے    |
| چاند کی رنگیں شعاعیں ہیں کنار آب جو    | آہ سیمیں پر طلافی روشنی ہے چار سو      |
| ماہ کی زدیں شعاعوں کا انوکھے سنگھار    | قدسیوں کا ساتھیں موج کوثر کا نکھار     |
| وہ سکوت نیم شب، کرنوں کی وہ ٹھنڈی پھوا | ہلکی ہلکی چاندنی سے ہے درخشاں مرغزار   |
| چاندنی ہے پر سکوں خاموش ہے ساز حیات    | ہے روئے خواب میں ملفوف ساری کائنات     |
| غور فطرت کر رہی ہے انتظام دہر پر       | کھو گئی ہے ایک سنائے میں نبض شور و شر  |
| شاخوں سے چھن رہی ہے یوں شعلہ مہتاب     | جیسے دوشیزہ کے آپنل سے برستا ہوا مہتاب |
| دل کی گہرائی کو نوکِ درو پھر چھونے لگی | یاد آتی ہے تمہارے ساتھ کھیلی زندگی     |
| ہائے وہ معصوم راتیں ہائے وہ معصوم دن   | وہ تمہاری سادہ فطرت وہ میرا آزاد سن    |

|                                         |                                         |
|-----------------------------------------|-----------------------------------------|
| رفتہ رفتہ پھر وہ مہتابِ محبت کا طلوع    | وہ کشش وہ جزوِ مد بحرِ تمنا میں شروع    |
| بھگی بھگی چاندنی میں پھر وہ پیمانِ وفاء | وہ جہانِ عاشقی میں زندگی کی ابتداء      |
| وہ زمانہ کی خلش وہ دفعۂ افشائے راز      | جس طرح مہتاب کی پھیلی ہوئی کرنوں کی ساز |
| ایک دم بعد بھی باتیں ہیں گویا آج کی     | نیچی نیچی وہ نگاہیں وہ تمہاری بے رخی    |

بھولنے کی کوششوں میں یاد کیوں آتے ہو تم؟  
 آج شاید میری بربادی پہ پچھتاتے ہو تم؟

## سر اسیر العین

(ابا ابا آنکھیں بڑی محنت ہیں)

یہ سرمہ چشم کی خارش، دہند، جالہ، ناخنہ، سرفی اور روہوں کے لئے ایک بے مثل چیز ہے تین سال کی متواتر محنت اور جانفشانی کے بعد تیار ہوا ہے۔ بینائی کو بے حد قوت دیتا ہے طلباء یا وہ حضرات جو نوشت و خواند اور دیک و بیزی کا زیادہ کام کرتے ہوں ان کے لئے یہ سرمہ ایک لاجواب اور گر افندہ چیز ہے جو حضرات عینک کے عادی ہوں وہ ایک دفعہ ضرور ہمارے سرمہ کا استعمال کریں اور قدرت خداوندی کا مشاہدہ کریں اس کے استعمال سے انشاء اللہ عینک کی ضرورت نہ پڑے گی۔ ایک مرتبہ کی آزمائش ضرور ہے بعد کو آرام ہونے پر آپ خود ہمارا اشتہار بن جاویں گے۔

آنکھوں کی حفاظت اور روشنی قائم رکھنے کے لئے یہ سرمہ بیحد مفید ہے۔  
 قیمت فی شیشی للعدہ علاوہ محمولہ اک۔

عقیل دواخانہ۔ پچانک حبش خاں لمبی گلی۔ دھلی

## انتظارِ دید

(از حکیم مولوی مصطفیٰ حسن فاضل دہلوی)

## بیقراری

کس قدر طولانی اور تکلیف دہ وہ ساعتیں ہو جاتی ہیں جس میں ٹرین کے معر شدہ وقت کے علاوہ کچھ عرصہ ٹرین کے لیٹ ہو جانے پر اس کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ایک ماہ سے قبل ہی یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ارمنی جمعہ کے روز کوڈ اپنے امتحان سے فارغ ہو کر اپنے وطن میں آنیوالا ہے۔ اس کا انتظار جو ایک سال سے اپنے وطن اور افریقا کو خیرباد کہہ کر پریس میں تعلیم حاصل کر رہا ہو۔ اسے کیا معلوم کہ اس کے انتظار میں کسی کا کیا حال ہے اس پر کیا گزر رہی ہے وہ کس طرح اپنی انتظار کی بھڑیاں ملے کر رہا ہے۔

آج مئی کی ۶ تاریخ ہے ایک ایک ساعت ایک سال معلوم ہو رہی ہے انتظار بھی مہری ملا ہے اور انتظار بھی اُس کا۔ جو یہ وعدہ کر گیا ہو کہ میں تمہاری محبت کو ہرگز فراموش نہ کروں گی۔ ..... جس کی یاد میں فرقت کی راتیں انتہائی مصیبتیں برداشت کر کے بسر کی ہوں ..... جس کی فرقت دل بے چین کئے دیتی ہو ..... جس کے رنگین اور نازک لبوں کی رنگت گلوں میں بہتی ہو ..... جس کی سرکافرا نگہ افی میخانے برسانے والی ہو ..... جس کے عکس رخ سے گلوں میں رعنائی ہو .....

جس سے بلیغ فطرت میں رنگ و بو کی مستی ہو ..... اس کا صبر آزما انتظار .....

..... ذائقہ موت سے فزوں تر لطف دیر پا ہے .....

انوار کی بیقراری حد سے زائد تجا و ذکر مٹی ہے دیوانہ وار ہر ایک شخص سے دو چار مرتبہ دریافت کر لیتا ہے جمعہ کا دن ارتار بج آج تو نہیں ہے!

وہ اپنے دوست شاکر سے ہر مشورہ کرتا ہے کہ بھائی شاکر! ہم کو اسٹیشن پر جانا چاہیے ..... یا نہیں۔

شاکر بظاہر تو مجھے کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔

انور: اگر اُن کے گھر والے بھی انہیں لینے کو آئے تو پھر.....

شاکر: مگر تم سے انہیں کیا مطلب؟

انور: مجھ کو دیکھ کر وہ کچھ دل میں خیال

نہ کریں؟

شاکر: تو وہ تم سے کیا یہ کہیں گے کہ تم اسٹیشن پر کیوں آئے۔

انور: نہیں یہ تو نہیں ..... مگر

میری موجودگی سے ان کے دل میں شاید کچھ شبہ ہو۔

شاکر: تو پھر شکو اسٹیشن پر نہ جانا چاہیے؟

انور خاموش ہو کر سکتے سے میں آگیا اور اپنے دوست شاکر کا سینہ ٹکٹے لگا۔

اس کے خرمین جذبات پر بجلی گر پڑی۔۔۔۔۔  
اس کے چہرہ پر ناامیدی و مایوسی کے آثار نمودار ہونے لگے۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ہوسا گیا اور۔۔۔۔۔ رونے لگا۔  
انہوں سے ٹپ ٹپ آنسو گراتے ہوئے کہنے لگا  
ہائے انتظار بھی پری بلا ہے ایک عرصہ سے انتظار کیا کرتے  
میں خود مجسم انتظار بن گیا۔ شاکر نے تسلی دیتے ہوئے کہا  
کہ عزیز دوست نہ گھبراتے میں اسٹیشن پر جا کر خود معلوم  
کروں گا کہ گاڑی اسٹیشن پر کس وقت پہنچتی ہے۔  
انور حالت بے خودی میں اضطراب کے ساتھ کھڑا  
ہو گیا۔ اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر اوپر کو اٹھادیتے  
اس کی انگلیوں کے طوفان میں مغزوق آنکھیں چھت سے  
ہمہوش ہو کر ساکت رہ گئیں۔ اس کے لب بے جس ہو گئے  
اس کی ڈب ڈبانی ہوئی آنکھوں اور اٹھتے آنسوؤں نے  
رخساروں پر دو لکیریں بہا کر گردن سینہ اور بالآخر اس کے  
دامن قمیص تک کو سیراب کر دیا۔ وہ عالم مدہوشی میں نیلے  
تخیلات کی سیر کرنے لگا۔۔۔۔۔ میری روح ایک غیر  
معلوم فرد کسی کی تلاش و تجسس میں سرگرداں و آوارہ  
ہے۔۔۔۔۔

میرے اوپر ہر وقت اک انتظار کی کیفیت طاری  
ہے۔ میں غیر شعوری طور پر ہر لمحہ و ہر ساعت اس یقین میں  
ہوں۔۔۔۔۔ کہ وہ کوئی آئیگا۔۔۔۔۔ اور انتظار  
کی کلفت و کسل کو امن و امان میں معدوم کر دیگا۔۔۔۔۔  
انتظار وہ اسی حالت میں گذر گیا مگر میری تنہا منون کامران  
نہ ہوئی۔ اب میں اس آخری نقطہ پر پہنچ گیا ہوں جہاں سے  
ایک سخت دل شکن مدد کے بعد ناامیدی کی ظلمت نا

حدود شروع ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔ کیا  
اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس آرزو مند کی افراط انبساط  
اور فردا نئے ارتیاح کا جو ایسی حالت میں کہ اس کی اُمید عالم  
سکرات اور اس کی اس حالت نزع میں ہو۔ کیا چاہا تک  
میں کامران و ہاراد جو جاؤں گا؟۔۔۔۔۔ کیا میں نہیں  
دیکھوں گا؟۔۔۔۔۔ کیا میری روح ایک مسرور چمن  
کے ساتھ بچان لے گی؟۔۔۔۔۔

شاکر۔ انور تنہا اپنی حالت کو اس طرح کیوں بنا  
لیا۔ دیکھو۔ مجھے تمہاری حالت دیکھ کر دانا آتا ہے۔  
انور۔ چونک کر۔ بھائی شاکر میرے قائم و مختصر  
کی انتہا ب مشکل بے جہہ کو میری حالت پر چوڑ دو۔ جبکہ  
کسی نے میری مضطربانہ حالت کو دیکھا۔ اور میری انتہا و نحو  
ٹھکرا دیا۔۔۔۔۔ میری گرہ زاری کی کوئی پرواہ  
نہ کی اور نہایت سنگدلی اور بے اعتنائی کے ساتھ یہ کہہ کر  
کہ "خدا حافظا پھر ملیں گے اگر خدا لایا" مجھے تڑپنا چوڑ کر چلے  
آہ۔۔۔۔۔ اب میں ستم رسید اور پامال حشر  
ہوں اور میرا خون شدہ دل میری مقبول مظلوم  
آرزو میں اور غما میں۔ اس سے تو بہتر ہوتا۔۔۔۔۔  
کہ وہ ملتے ہی نہیں۔۔۔۔۔ تاکہ وہ بیم ورجا کی لطیف  
خلشیں تو مجھ سے نہ چھن جاتیں۔ وہ سنی لا حاصل  
کی لذتیں تو خاک میں نہ ملتیں۔۔۔۔۔  
آہ یہ کرب مستقبل! یہ اذیت سقیم! بھائی شاکر کسی کی  
ستم کوشتی کی قسم قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ اس  
وقت تو صرف یہ غم و انگیر تھا کہ وہ نہیں ملے۔۔۔۔۔  
مگر آہ۔۔۔۔۔ اب یہ حقیقت کا ہش جان ہے کہ وہ  
مل کر پھر نہیں ملے!۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔ وہ کیا ہیں

میں کیا بتاؤں ..... اُن کی بھینس سبک اورست  
 آواز ایسی پیاری نہی گویا ہلکی ہلکی بوندوں کی پھوار پڑ رہی  
 ہے۔ اُن کی وہ دوائے معصوم۔ سینہ کا بار بار اُہرنایہ  
 معلوم ہوتا تھا کہ بہار اس کے مجسمہ نازک میں انگڑائی  
 لے رہی ہے۔ آہ وہ ساعت مجھے یاد ہے کہ .....  
 جب وہ میرے سامنے کھڑی تھیں۔ اور عارفِ روشن  
 سے نقاب اٹھا کر مسکرا رہی تھیں۔ دن رخصت ہو رہا تھا  
 آفتاب کی زد اور معصوم شعا علیں سلج آب پر گر کر ہم آغوش  
 ہو رہی تھیں ..... وہ میرے سامنے موجود  
 تھیں اور ان کا بار بار یہ کہنا مجھے یاد ہے ..... کہ  
 بتلا تیری آرزو کیا ہے ..... میں آج رات کو  
 اپنے کالج لکھنؤ میں اپنی تعطیلات ختم کر کے جا رہی ہوں۔  
 یہ سنتے ہی میرے دل پر اضطراب کی بجلی گونڈ گئی .....  
 دست و پا کیکپانے لگے۔ طاقت گفتار سلب ہو چکی تھی۔  
 آنکھوں سے اشک رواں ہو رہے تھے اور نظریں اُن کے  
 گلابی رخساروں پر جم کر رہ گئی تھیں میرے ہاتھ و فور  
 جوش سے بے اختیار ان کے گلوئے نازنین میں  
 حائل ہو جاتے تھے ..... بالآخر میں جبکا اور اُن کے  
 نازک اور رنگین پاؤں پر اپنا سر رکھ دیا وہ گھبرا کر الگ  
 ہٹ گئی۔ اور اپنے نازک اور سبک ہاتھوں سے میرے  
 سر کو اٹھایا ..... ہائے اس وقت کوئی  
 دیکھتا کہ اُن کے تبسم میں کتنی بجلیاں تھیں جو تڑپ رہی  
 تھیں۔ اب مضطربانہ انداز سے بار بار دونوں کی نگاہیں  
 ایک دوسرے پر پڑ رہی تھیں اب پہلا خیال جو عابر کے  
 دماغ میں آیا تھا کہ مجھ کو رات کی ٹرین سے لکھنؤ جانا ہے  
 کیونکہ پر سوں کالج ضرور جانا ہے۔ کہیں دیر نہ ہو جائے  
 اس خیال سے خوفزدہ ہو کر 'پہ چوکی' اور مضطربانہ انداز

سے مجھ سے کہنے لگی ہم کو اب رخصت دیجئے کیونکہ شام  
 ہو چکی ہے۔ اب جا کر ہمیں اپنا سامان سفر کرنا ہے۔  
 پھر ملیں گے اگر خدا لایا ..... اچھا خدا عاقلاً .....  
 یہ سماں میری نظروں میں سمار رہا ہے .....  
 اور خدا کیا یہ ممکن ہے کہ پھر اُس موہنی صورت کی میری  
 پُرا شک آنکھیں زیارت کر سکیں گی۔  
 شاکر: انور ہوش میں آؤ۔ آخر تمہارے اس  
 بچپن سے کچھ فائدہ؟

انور (خود آ تو کیا اب کے ان کو نہ دیکھ سکو نگاہ)  
 دیکھو۔ عابدی پیاری عابدی۔ میرا دل نہیں جانتا  
 کہ تمہارے فراق سے تنگ آ کر اس عزیز وطن کو چھوڑوں  
 یا خود کشی پر آمادہ و مستعد ہو جاؤں۔ میں تمہارے  
 انتظار کی گھڑیاں کس قدر سختی سے گزار رہا ہوں .....  
 تمہاری محبت جو مجھے ..... ابھی انور اپنا  
 فقرہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ اس کی آنکھوں سے گرم گرم  
 آنسوونکا دریا امنڈنے لگا۔ اس کے بدن میں کیکپی پیدا  
 ہو گئی اس خیال سے کہ جس گلشنِ نو بہار کے شگفتہ  
 اور شاداب پہل کو میں نے پسند کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو  
 کہ وہ میری آنکھوں سے او جہل ہو جائے اور میری صورت  
 اور زرتین تمنا کا پھول مجھ سے چھن جائے اور میں  
 عابدی کی نظروں میں غدار ثابت ہو جاؤں .....  
 شاکر: بھائی انور اس بجو اس اور فضول گوئی سے کچھ  
 فائدہ نہیں جو کچھ کرنا ہے وہ کر وقت تہوڑا ہے۔

انور۔ زار قطار رونے لگا اس کی آنکھیں سرخ  
 ہو گئی نہیں تمام دامنِ قیصں سیلابِ اشک سے سیراب  
 ہو چکا تھا۔ انور نے دعا کی یا بدعا شاکر یہ تو نہ سمجھ سکا  
 مگر اپنے رفیق دوست کی اس حالت سے خود بھی آبدیدہ

لوگ اتفاقاً آگئے ہیں؟  
انورہ (خوش ہو کر) بیچ کہو۔ تم چلو گئے؟  
باقی آئندہ

ہو گیا! ٹھکرا بنے کرتے سے اُس کے آنسو پونچھنے اور بولا  
تمہارے ساتھ اگر میں بھی چلوں تو غالباً پھر کوئی ایسا  
شبہ ان کے گھردلوں کو باقی نہ رہے گا سمجھیں گے۔ ہم

فام جام شفا کے لئے

## مناجات

از جناب محترمہ آفتاب صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالوہاب صاحب بھٹنڈہ (پنجاب)  
(۳)

کہتے ہیں تجہ کو رفیع و رافع بھی  
ہم ہیں ہر وقت بس تیہ ہی تاج بھی  
محنتیں میری نہ کیجھو ضائع بھی  
نام تیرا ہے سمیع و مصلح بھی  
راہ دے ..... مگر راہ کو تو راہ دے  
اپنے بندوں کو نہ اتنا آزما  
لے خدائے دو جہاں مشکلا کشا  
یہ دعا کرتے ہیں ہم صبح و مسا  
اندھے بہروں کو تو ہی رب العلا  
راہ دے ..... مگر راہ کو تو راہ دے

(۱)  
نام تیرا مالک و رحمان ہے  
بخشدے ہم کو بھی تو برہان ہے  
کیونکہ تو ہی قادر ذی شان ہے  
فی الحقیقت بس تو ہی سبحان ہے  
راہ دے ..... مگر راہ کو تو راہ دے  
لے خدائے بادشاہ ذوالجلال  
تو ہی اکبر تو ہی رہبر بے مثال  
دیکھ ہم کو بھی ہمارا کیا ہے حال  
عرض کرتے ہیں یہ تجہ سے پاکمال  
راہ دے ..... مگر راہ کو تو راہ دے

رحم کی اہم پڑ بھی تو کھولے نظر

بندے تیرے ہیں بہت ہی بے خبر

غصہ ہم پر تو نہ کیجئے غلط

لے خدا لے باو شاہ بحر و بر

راہ دے ..... گمراہ کو تو راہ دے

ساقیا! اب تو پلائے ایسا جام <sup>(۶)</sup>

چشم تر ہو یاد مولاً صبح و شام

صدقِ دل سے انپہ میں بھجوں سلام

جن پہ یہ نازل ہوا بر تر کلام

راہ دے ..... گمراہ کو تو راہ دے

دل کو میرے نور سے معمور کر <sup>(۷)</sup>

اور زیارت سے مجھے مسرور کر

بادۂ وحدت سے تو مخمور کر

مفاسی کو اب تو میری دور کر

راہ دے ..... گمراہ کو تو راہ دے

شاہِ یثرب اب ہمیں بلوائے <sup>(۸)</sup>

میوۂ جنت ہمیں کہلوائے

شریبتِ الفت ہمیں بلوائے

حق سے جنت اب ہمیں دلوائے

راہ دے ..... گمراہ کو تو راہ دے

ذرۂ بہر دل میں نہ ہم لائیں غور <sup>(۹)</sup>

شکر تیرا ہی بجا لائیں شکر

منفرت بس تجھ سے ہی چاہیں غفور

سب سلمان یہ دعا مانگیں ضرور

راہ دے ..... گمراہ کو تو راہ دے

نام تیرا پاک ہے پروردگار <sup>(۱۰)</sup>

ہوں گداتو ہی سنگا نامدار

ڈوبتوں کا بیڑا کر دے جلد پار

آفتاب بس کہہ ہی تو بار بار

راہ دے ..... گمراہ کو تو راہ دے



خاص جام شفا کے لئے

انشاء

# بد نصیب سہیلی

از جناب محمد طاہر صاحب فاروقی شملہ

میں دنیا کی نظر میں بد نصیب ہوں مگر دنیا والے کیا جانیں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے کہ میری آواز میں یہ سوز کیوں ہے؟ وہ نہیں جانتے کہ میں مایہ حیات رکھتی ہوں گو ظاہرہ اُن کی آنکھیں میری ہمدردی میں جھلک جاتی ہیں۔ میری آواز سنگرہست سے حیرت و تردد میں پڑ جاتے ہیں جس کی غطر بیزی سے میں خود مست اور وہ اُن تک نہیں پہنچتی۔ پھر سہلایہ دنیا دا میری گفتگو کیوں کر سمجھ سکتے ہیں۔ اگر تمہارا یہی امرار پیہم ہے کہ میری یاد رفتہ کو تم سسوا اور میری بد نصیبی پر آنسو بھاؤ۔ تو لو سنو۔

میں ابھی پندرہ سال کی پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ والدین نے اپنی کفالت کے باعث میری شادی کرنے میں عجلت کی اور ان کی بیٹی بننے میں تخیلات کی ہمہ گیری میں حرام سوئیں۔ میں اوائل عمری سے اپنے اندر حساس کا مادہ رکھتی تھی اور ہر بات کے آثار چہ عباد کو صرف احساس کے ماتحت بخوبی سمجھ لیتی تھی۔ جب والدین کو اس کشمکش کے عالم میں دیکھا تو میری زندگی مجھے عجیب سی محسوس ہونے لگی مگر مجھے کوئی صورت ایسی نظر نہیں آتی تھی کہ میں خود اُس کا کچھ علاج کر سکتی۔ میری شوخی و بیباکی جو اکثر ابتدائی عمر میں ہوا کرتی ہے مجھ سے رخصت ہونے لگی اور نہ معلوم کیوں میں بھی خیالات کے لامتناہی سمندر میں

ہوں تم مجھ سے اُس داستان کے لئے اصرار کر رہی ہو جس کی پوشیدگی کی بقا میرے چند غیر مربوط مسائل پر انحصار رکھتی ہو۔ یہ میں جانتی ہوں کہ تم کیوں بے حد ہوشیار اس لئے کہ آئندہ جب میں تم کو کسی موقع پر ملوں تو تم اُس سلسلے میں مجھ سے گفتگو کرو اور بطور ہمدردی میری کاوشوں کے رفع کرنے میں یا کم از کم میرے چند گھنٹوں کا غم غلط کرنے میں یا کم از کم میرے چند گھنٹوں کا غم غلط کرنے میں گزار دو صرف اس بات کو تہ نظر رکھتے ہوئے کہ شاید کچھ لمحوں کے لئے میرا سر ہلکا ہو جائے۔ نہیں! یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں اپنی تکلیف میں تم سے اپنی دکھ بھری اور دل کو اذیت دینے والی کہانی کو کبکرا اور اضافہ کر لوں گی بس تم مجھ کو زیادہ مجبور مت کرو۔ جو میری قسمت میں تھا وہ ہو چکا۔ ممکن ہے کہ کبھی تنہائی میں جب تم میری زندگی کے ورق کو لوٹو تو اس پر چند کرنے لگو یا بعض موقعوں پر اظہارِ تاسف کرو۔ اس لئے یہی بہتر ہے کہ جو غم میری رگ رگ میں سما گیا ہے اور جس نے میرے دماغ کو گھیر رکھا ہے۔ مجھی تک اُس کو رہنے دو۔ یہ میں جانتی ہوں کہ تمہاری زندگی جو بظاہر خوشگوار اور سکون آمیز نظر آتی ہے کیفیت سے متبر اور دلی راحت سے یکسر خالی ہے زندگی درحقیقت جو ہونی چاہئے وہ میری ہے۔ میں نے زمانہ کا سرد و گرم بازار دیکھا ہے۔ بجائے اس کے تم ناواقف ہو۔

منہ پہنے گئی۔ گو میں یہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ اس کام میں ان کا اپنی جانب سے کوئی ہاتھ بٹا نہیں سکتی۔ مگر پھر بھی والدین کی پریشانی کا خیال اور ان کی تکلیف کا احترام میرے لئے سو جان روح بنا ہوا تھا۔ گھر کی جدائی اور عزیزوں کی غمت میرے لئے اک زخم تھی جو بھرنے کو نہیں کہتی تھی۔ غرض کہ قفل خاموشی میرے منہ پر لگا ہوا تھا اور ملک ملک سب کا منہ دیکھتی اور نہ دیتی۔ مایوسی و بیکسی نے مجھے چارہ جانب سے گھیر رکھا تھا۔ دن کا چین اور رات کی نیند میں میرے لئے حرام ہوئیں جس کا اثر بد رنج میری صحت پر پڑنے لگا اور میں علالت کے گہوارے میں جھونے لگی۔ اسی دور ان میں والدین نے ہر امکانی کوشش غائبانہ طریقے سے کی کیونکہ ہدایت خود وہ کسی سے اپنی زبان سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنی لڑکی کے لئے کوئی لڑکا تلاش کر رہے ہیں یا کسی معین جگہ ان کا ایسا خیال ہے مگر وہ ناکامیاب رہے۔ غرض کہ ناکامیابی والدین کے قدم چوم رہی تھی جس کی وجہ سے ان کی کیفیات اضطرابی صورت میں صاف طور پر عیاں تھیں۔ گو ان کو اس قسم کے لڑکے بہت میسر ہو سکتے تھے جو بغیر کسی دیکھ بھل کے ہوں۔ ان کا خیال یہی تھا کہ کوئی ایسا لڑکا ملے جو میرے اور اپنے اخراجات کا قفل ہو سکے۔ اگر ایسا کوئی نظر بھی آتا تھا تو اس کا رشتہ کہیں اور جگہ پہلے ہی سے طے ہوا نظر آتا تھا میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔ غرض کہ بہن میں ایک ایسا بارگراں تھی جو اُسٹھائے نہ اُٹھتی تھی۔ آرام و افکار ہماری زندگی کے ایسے جڑتھے جو ہم اپنی غذا کے ساتھ کھاتے اور پیتے تھے۔ ہمارے چہروں پر یلوی اور زردی نمایاں تھی جو اکثر اہل محلہ کو دریافت کرنے کی جرات دیتی۔ مگر ان کو مات بنا کر ٹال دیا جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ

میری غریب زخم دل والدہ بیمار پڑ گئیں گو ان کے علاج میں حتی الامکان بقدر وسعت کوشش کی گئی مگر وہ جان نہ ہو سکیں اور اس خدا بزرگ و بزرگی بارگاہ میں پہنچ کر ہی رہیں جو تمام آرام و مصائب کا خالق ہے۔ ہمارے لئے یہ زخم ایسا نہ تھا جو آسانی سے بھر جاتا۔ ظاہر و دہم سے رخصت ہو چکی تھیں مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کی روح سوگواری کا لباس پہنے گھر ہی میں چکر بٹا رہی ہے۔ مجھے اکثر وحشت بھی ہوتی گھبراہٹ کی مانتا میں کیا عرض کروں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میرے دل کو وہ تھامے ہوئے ہیں اور صبر کی تلقین کر رہی ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتی تھی کہ کیا کروں۔ ہم کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ نہ معلوم کیا چیز ہم سے رخصت ہو گئی ہے جس کے بغیر ہماری زندگی ناممکن ہے میری صورت دیکھ کر اکثر وہی مجھے تسلی دے دیتا کرتی تھیں۔ اور اپنی پریشانی میں حصہ لینے سے منع بھی کیا کرتی تھیں اب جبکہ گھر کی تمام ذمہ داری میرے سپرد ہوئی تو میری کاوشوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ میں مانند پتھر کی صورت کے خاموش رہنے لگی کیونکہ خیالات کے ہجوم ہی میرا بھمانہ جھوڑتے تھے دوسرے جھوٹے بہن بھائی جب واقعہ کو یاد کر کے روتے تو میں یہ محسوس کرتی کہ وہ غم سے میرا کلیجہ پاش پاش ہو جائیگا اور دماغ بجھٹ جائیگا۔ میں خود کو تسلی اور صبر کی تلقین نہیں کر سکتی تو ان کو کس منہ سے سمجھاتی۔ مرنی کیا نہ کرتی میں ان کو بھلائی سمجھاتی پیار کرتی۔ دلاسا دیتی۔ مگر میرا دل جو دار فکلی کے عالم میں ہوتا۔ آنسو دھکا دیا بہہ نکلتا تو میں دوپٹے کے آئچل سے آنسو پونچھتی جاتی اور اُس کو پیار کرتی جاتی..... دل حزیں بہم رورواٹھتا اور چیخ کر بارگاہ الہی میں فریاد کرتا کہ کہاں ہے وہ خدا جو غریب مفلس اور بیکسوں کا

حاتی و مددگار ہے ہمارے کوئی دعا اثر نہ میر نہیں ہوتی تھی  
سوائے اس خالق کے درہ ازے کے ہم کسی اور کا دروازہ  
کھٹکھٹانے کی جرأت ہی نہ کر سکتے تھے۔ جو غابرہ ہر شخص  
ہم سے ہمدردی رکھتا ہوا نظر آتا تھا مگر کوئی ایسا نظر نہیں  
آتا تھا جو اصلی معنوں میں ہم سے ہمدردی کا اظہار کرے  
یہ میں اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ اس ذیل جہوٹی دنیا میں  
سب حیوان ہی حیوان بستے ہیں اگر انسانوں میں انسانیت  
ہوتی تو شاید آج دنیا میں کوئی غریب بغیر کھانے کے نہ رہتا  
اور تن پر پھٹا کپڑا نہ پہنتا۔ آج کل ہیں وہ زمانہ ہے کہ ایک  
جگہ عیش پرستی ہے۔ اور دوسری جگہ فاقہ مستی۔ غرض کہ  
کوئی بازار ایسا نظر نہیں آتا تھا جہاں ہمدردی کا مول  
کرینو والا ہو۔ بہن ہماری حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی  
گئی۔ ابا جان نے والد کے مرنیکا جتنا بھی ٹم کیا وہ میں  
بیان نہیں کر سکتی اس کا اندازہ وہی لگا سکتے تھے۔  
اُن کا دماغ ماؤف ہو گیا اور عجب بہکی بہکی سی  
باتیں کرنے لگے گھر میں جب آتے تو وحشت ہی وحشت  
ہوتی اور ہم بہن بھائیوں کو دیکھ کر زار قطار روتے۔ میں  
اُس گھڑی اُن کے سامنے سے ہٹ جاتی کیونکہ مجھ کو  
دیکھ کر اُن کا خون زائل ہونے لگتا اور ایسا معلوم ہوتا کہ  
اُن کا سانس حلق میں ٹپک کر رہ جاتا تھا۔ مگر جب ایک ہی  
گھر میں رہنا ہوتا تو میں سامنے پڑتی ہی تھی اور اکثر باتیں  
بھی کرنی پڑتی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ تفکرات کے عالم  
میں محو ہو جاتے اور آواز میں حزن و ملال شامل ہو جاتا  
کا ش! میں مر جاتی اور میرے عزیز ترین والدین کے تفکرات  
کم ہو جاتے مگر خدا کو نہ معلوم کیا منظور تھا و آزار ہا تھا  
اور اس حد تک آزمانا چاہتا تھا جہاں انسان صبر و  
استقلال کو خیر باد کہہ دیتا ہے۔ مگر تھا ہم ایمان فروش

ہو جاتے۔ مگر فکر ہے کہ اس وقت تک ہم مصائب کا  
مقابلہ نہایت صبر و شکر کے ساتھ کر رہے تھے۔  
یہ میں جانتی ہوں میں ہی کیا دینا جانتی ہے کہ  
تفکرات دنیا کی ذیل ترین شے ہیں یہ جس جگہ اپنا مسکن  
بنالیتے ہیں تو اس جگہ کو صاف کو کے ہی دہلیتے ہیں۔ میں  
پُل تو کیا یہ ہی تھی بس یہ سمجھ لیجئے کہ مجھ سے یہ احساس  
تک نہیں ہوتا تھا کہ میں جو ان مہل کیونکہ آج تک کوئی  
جدید ایسا نہیں آٹھتا تھا جو اس کا اندازہ لگا سکتی۔ صرف  
دنیا کے کہنے پر یہ سمجھ رہی تھی کہ میں جو ان ہوں۔ غرض کہ  
انکار نے اور بھروسے دل نے والد صاحب کو بھی کہیں کا  
نہ رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ بھی پلنگ پر دراز ہو گئے  
ان کا بیمار ہونا تھا کہ جو سوکھی روٹی مل جایا کرتی تھی اُسکے  
بھی لٹے پڑنے لگے۔ ان کی آنکھوں کی روشنی بتدریج ضائع  
ہونے لگی اور اس حد تک ضائع ہوئی کہ بالکل ہی نابینا  
ہو گئے۔ اُس وقت تو وہ مجھ کو دیکھ کر ہی رو دیا کرتے تھے مگر  
اب نہ دیکھنے پر احساس وید ہی اُن کو رو لایا کرتا تھا۔  
اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارا کیا حشر ہوا ہوگا۔ میں سوخت  
محض اکھڑ تھی اور کوئی اس قسم کی دستکاری بھی  
نہیں جانتی تھی جس کی وجہ سے میں ہی کچھ ان کی خدمت  
کر سکتی۔ سوائے اس کے میں بیٹھی بیٹھی روؤں اور فریاد  
کروں۔ میں اُس وقت اُس فریاد کی لئے ڈھونڈ رہی  
تھی جو خدائے قہار کی بارگاہ میں مل چل ڈال دے  
مگر میری فریادیں اور آہیں اثر نہ میر نہیں ہوتی تھیں  
اسی وجہ سے میرے لب بالکل خاموش ہو گئے اور سولے  
اس کے میں حسرت و یاس کے ساتھ آسمان کی  
جانب اپنی ڈبڈباتی آنکھوں سے دیکھوں۔  
بہت سے آتے اور ہماری بیکسی پر افسوس

کرتے۔ بہت سوں کی آنکھیں چمک جاتیں بہت سے  
پشیمان ہو کر روتے پوتے ٹوٹ جاتے۔ غرض کہ کوئی ایسا  
انسان نہیں آتا تھا جو ہماری بھنور میں پڑی ہوئی ناؤ کا  
نافہا بٹا اور ہمیں طوفانِ ہلاکت کے تھیلوں سے  
بچا لیتا۔ آج کل کے عزیزوں سے تم واقف ہی ہو۔  
بہت سے ایسے بھی تھے جو از روئے ہمدردی بددعا کا  
وعدہ کرتے مگر بعد میں ان کو وہ سہلے کی چمک جو آنکی  
آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی جس کی وجہ سے اس کی  
روشنی میں ہمارے مایوس اور زرد چہرے کے مانند  
ہو کر رہ جاتے۔ اگر کوئی ہم سے پوچھتا بھی تھا تو دل  
بے مایہ رو رہا تھا۔ درد و غم کے احساس سے  
میرے جذبات میں آگ سی لگ جاتی اور انکسوں کا  
ناپیدا کنارہ دریا سا اُٹھ رہا تھا۔ آتے آتے شبیم کی

بوندوں کی مانند جذب ہو جاتا۔ نہ معلوم کس طرح کی  
جلن دل صد چاک میں ہے کہ آگے بیان کرنے سے  
دل کا سینے لگتا ہے اور زبان لڑکھاتی ہے مگر اب  
افسانہ غم سننے بیٹھی ہوں تو سب ہی سنا دوں  
گو دل اندر سے دھڑک رہا ہے کیونکہ مجھے ایسا محسوس  
ہو رہا ہے کہ تمام نقشہ میرے سامنے ہے۔ گو ان  
انگلیوں میں تو اس کو بیان نہیں کر سکتی۔ جو اصلی  
نقشہ اتار سکیں مگر حتی الامکان کوشش کروں گی  
کہ واقعات من و عن بیان کروں۔

باقی آئندہ

## مسلمانوں کو خوشخبری مفت ہے بالکل مفت ہے!

چھ سو صفحے کا پورا قرآن مجید مترجم خوشخط مجلد چارچہ تقریباً اسلامی دنیا کے لئے قابل قدر نایاب تحفہ صحیح خوشخط اور خوبصورت  
ویدیک زیب ترجمہ سلیس اردو با محاورہ مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب تہانوی کا اور اسی کے حاشیہ پر تفسیر فوائد  
اور شاہ نزول ہر بابہ و منزلیں جدا جدا ہیں اور شروع میں ۴۴ صفحات معلومات قرآنی و مقدمہ کے ہیں جو قابل دید ہیں  
اس مترجم خوشخط قرآن مجید کی ایک ہزار جلدیں مفت تقسیم کی جا رہی ہیں مگر صرف دیگر اصراف کاغذ و جلد بندی کی لاگت  
علم فی جلد قرآن مجید کے حساب سے بجاوے گی اور پبلنگ و محصول اک و غیرہ بذمہ طلب کنندہ ہوگا یہ رعایت یادگار بتقریب  
سید جشن سلور جو ملی حضور سرکار نظام شاہ دکن حیدر آباد و براہ کی خوشی میں مورخہ یکم اکتوبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۷۳ء تک جو  
اصحاب اپنا فراموشی خط و نیلے کسی ہی ڈاکخانہ میں ڈالیں گے ان کو یہ قرآن مجید مترجم روانہ کیا جائیگا یہ رعایت سب مسلمانوں کو  
دی گئی ہے خواہ وہ اسلام کے کسی فرقہ سے ہوں بعد اختتام مساعدا ایسا نادر نایاب تحفہ کسی حالت میں بھی آپکو نہیں ملیگا۔  
علیہ کا بہتہ۔ عبد الرشید خاں ثانی عزیز یہ اشاعت القرآن بہوپال۔ سی۔ آئی۔ بہوپال۔

# عزم سسرال

(از جناب رحمت الہی صاحب و طبوی)

پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں وہی مرد شریف سر کے طور پر میرا استقبال کر رہے ہیں۔ شرم و خجالت سے میرا منہ کھلے گا کھلا رہ گیا لیکن آفرین اس کو ہیں شرمسار کرنا تو ایک طرف داد دیتے ہوئے بولا۔ "خوشتر تمہاری ہشیا دی اور اعتماد تو قابل شائش ہے لیکن یہ کہاں کی دانائی ہے کہ دوسرے کو خود ہی اپنی بونجی سے آگاہ کر دیا جائے ایسا کر نیوالا تو ضرور ہی خطرہ میں گھر جاتا ہے۔"

اس دن سے میں سسرال میں رہنے لگا دوہا بنکر نہیں بہو بن کر شرم و لجاجت ہر بات میں دامنگیر ہوتا تھا یہ کہنا کہ ہم خالی غلی بیوی صاحبہ کو ہی لینے آنے تھے صحیح نہیں بلکہ ہماری آمد کچھ زیوروں کے سلسلہ میں ہوئی تھی جس پر ہماری بیوی جان نے ناجائز جھغٹہ کر رکھا تھا اور شاید سیکے میں دفن کیا جاتی تھی ہماری اماں جان کو یہ کب منظور ہو سکتا تھا جھٹ ہمیں سمجھا بھگا کر سسرال روانہ کر دیا آنیکو تو ہم سسرال آگئے لیکن سچی بات یہ ہے کہ زیوروں کے بارہ میں ہمارے منہ سے ایک کلمہ بھی نہ نکل سکا آخر دانگی کا دن بھی آگیا ہماری تشویش بڑھ گئی اگر آج بھی نہ مانگ سکا تو ہمیشہ کے لئے ان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ ہم سو سو طرح کے منصوبے باندھتے گفتگو شروع کرینیکا ڈھنگ دل میں فرضی سوال و جواب کی چوچیں کرتے لیکن بات لوک زباں تنگ آکر کراٹک جاتی۔

گھر سے چلتے وقت اماں جان نے ہمیں روپے دیئے لہذا اسی قصور کی پاداش میں سرزنش کرتے ہوئے بولیں "خود را جو راستے میں کہیں سو پا کپڑے ہی اتار لیں گے تم جیسے بد سو آئے دن پردیس میں کھٹکے جاتے ہیں۔ دراصل بات بھی صحیح تھی۔ سوتے وقت ہم کو تن بدن کی ہوشش نہ رہتی تھی۔ موت سے شہرہ باندھ کر سوتے تھے۔ اب تو اسی عادت بد سے چھٹکارہ ہو گیا ہے۔ لیکن جس وقت کا ذکر کرتے ہیں ان دنوں ہماری نیند کا دور شباب تھا۔ خیر تو ہم چل کھڑے ہوئے کچھ زیادہ دور نہیں گئے تھے۔ راستے میں ایک صاحب سے نہ بھڑ مو گئی اثنائے گفتگو میں انہیں جب پتہ لگا کہ میری سسرال انہی کے گھاؤں میں ہے تو وہ رسمی طور پر بولے نہ بہت خوشی کی بات ہے کہ میرا گھر بھی اسی گھاؤں میں ہے چلو آئے جلیں گے۔"

اس سیدھی سی بات میں مجھے عیاری کی بو آتی کرک کی بولانے ابلے ابو سمجھا کیا ہے لگا چلا کیاں کرنے۔ تم جیسے گتھ کتروں کو خوب جانتا ہوں۔ اٹھانی گیرے۔ سمجھا آسانی ہے اچھا شکار ہاتھ لگا کیوں نہ ہو کوئی چھوٹی موٹی رقم نہیں ترال ہے۔ پانچ روپیہ میں پانچ۔ تیرے باوا کا ترکہ نہیں کہ اگل دوں جاؤ راستے لگو ٹھنڈے ٹھنڈے اتنا کہہ کر میں نے دنیا بھر کی گالیاں گن ڈالیں وہ غریب ان مخلقات کا متحمل نہیں تھا سیدھا چلا گیا اب جو میں سسرال

دوسرے دن صبح ہم نے چلے جانا تھا رات کو ہمیں  
نیند نہ آئی گھر والے کبھی کے خراٹے لے رہے تھے مگر ہماری  
جان عذاب میں مبتلا تھی رو رہ کر خیال آتا ہمارا آنا کس کام کا  
امان جان کیا کہیں گی۔ کتنی ہی بار ارادہ کیا کہ بیوی کو بچھا کر  
صاف صاف کہہ دوں: سنو نیک بخت، جب تک زیور ساتھ  
نہ لگتی تمہیں نہیں لے جاسکتا نہ ہی خود یہاں سے ملوں گا  
لیکن بیوی کا مزاج تھا ذرا چڑچڑا سوچنے لگا کہیں ناگ  
بھوں سیکر کر بکنے چھکنے لگی تو بیجا چھڑا ناہی شکل ہو جائیگا  
گھر والے جاگ پڑے تو کہیں گے کیسا بے تمیز ہے اس  
سوچ و بچار میں جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا ہماری  
بے قراری بڑھتی جاتی تھی آخر ایک دفعہ جوش بھر کر کہنے  
غم ٹھونکا اور دل میں فیصلہ کیا کہ بغیر لب کشانی کتے زیور  
ملنے سے رہے جا رہے کچھ ہوا ابھی ابھی لے لینے جا رہیں  
چنانچہ دل کڑا کر گئے اٹھا اور بیوی سے نصیحت کرنے کے لئے  
اس کے پلنگ کی طرف بڑھا کہ میں بے ایمان کے قبر کی  
طرح اندھیرا چھایا ہوا تھا ہماری گبنٹی جو آئی تو غلطی  
سے جس پلنگ کو ہم نے بیوی کا سمجھا تھا اس پر سر  
صاحب دراز تھے ہاتھ بڑھتے ہی بوکھلا کر چلا آئے اور  
کرت لہجہ میں بولے: کون ہے؟ اب تو ہمارا پیشاب  
خفا ہونے لگا۔ سنی گم ہو گئی ایک لفظ تک نہ کہہ سکے۔  
سر صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ ایک  
زور کا ملنا پچھ کسا کیونکہ ہم پہلے سے ہی پیچھے ہٹ کر دیکھے  
ہوئے کھڑے ہوئے تھے اس لئے انکا تھپڑ دیوار  
پر پڑا شدت درد سے بیتاب ہو کر وہ ریشہ خطمی سے  
ہو گئے۔ آخر انہوں نے ہمیں دہوچ لیا اور برس پڑے  
اس انہماک میں انہیں روشنی کرینکا بھی دھیان نہ  
آیا۔ ہماری لاتوں اور گھونٹوں سے تواضع کی جا رہی تھی

لیکن ہم خاموش تھے کچھ کہہ نہ سکتے تھے ایک دفعہ ہم  
ان کی لات کھا کر پیچھے گرے تو اوپر رکھا ہوا آٹے کا  
کنستر لڑکتا ہوا ہم پر آکر گر پڑا جس سے ہمارا تمام بدن  
آٹے میں سفید ہو گیا۔ اس طوفان بے تمیزی میں ہماری  
گھر والی اور ساس صاحبہ بھی جاگ اٹھیں اور ہماری حالت  
ہی تو آگنی دونوں مل کر سر صاحب کا ہاتھ بنانے لگیں  
ہماری ساس صاحبہ نے تو کمال ہی کر دیا ہاتھ کے ہاتھ ساتھ  
زبان بھی مشین کے پزہ کی طرح چلنے لگی اور تو اور ہماری  
بیوی صاحبہ سے بھی نہ رہ گیا تو وہ جھانپوں لے کر ہماری  
مزاج پر سی کرنے لگیں ہم مارے شرم کے کچھ نہ کہہ سکتے  
تھے بے بہادری پڑ رہی تھیں جب خوب جوتیاں کھا چکے  
تو سر صاحب نے کان سے پکڑ کر باہر دھکیل دیا۔  
باہر آکر ہمارے حواس درست ہوئے یہ تو اچھا  
ہوا کہ وہ اندھیرے میں ہمیں پہچان نہ سکے ورنہ خوب  
رسلو ہوتی خیر ایسی دیسی توہین تو ہم خاطر میں بھی نالائے  
تھے یہ ذلت تو کسی گنتی ہی میں نہ تھی باہر کڑا کے کی مڑی  
پڑ رہی تھی۔ ہاتھ پاؤں ٹھٹھرنے لگے دانت آپس میں  
بٹکنے لگے مگر کیا کرتے مجبور تھے کوئی اور چارہ کار نہ ہو سکا ایک  
کوٹنے میں جا کر پناہ گزیں ہونے جسم کا یہ حال تھا گو یا  
ابھی ابھی آٹے کے تالاب میں غسل کر کے نکلتے ہوں غام  
بدن پر آٹے کے روغن کا پلستر مودھا تھا اس وقت  
کوئی متنفس نہیں دیکھ پاتا تو ضروری بحوث سمجھ کر  
سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑا ہوتا۔ گھر کی ڈیوڑھی  
میں ایک کتا پڑا رہتا تھا یوں تو ہمارے سامنے خوب  
دُم ہلایا کرتا تھا مگر اس وقت ہماری عجیب و غریب ہیئت  
کذا فی دیکھ کر گلا پھاڑ پھاڑ کر بھونکنے لگا اس کی دیکھا  
دیکھی اور کتوں کو بھی جوش چراپا سب نے مل کر ایک ہی

میر میں الہ ہنشا شروع کر دیا۔

اس نئی آفت سے ہم گھبرا گئے اور ایک طرف کو دوڑ پڑے۔ راستے میں پڑے ہوئے ایک مجموعہ الموماس نیم برہٹہ فقیر کو ٹھوکر لگی۔ اسے کجبت کہتا ہوا بچا دیکھتے اٹھ بیٹھا اور ہمیں بے نقطہ صلواتیں سناتے سنانے لگا۔ معلوم اس نے ہمیں جن سمجھا یا چڑیل تمام محلہ میں دائی تھا ہی مجاہدی یہاں سے بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔

آخر موقعہ پا کر ہم نے اطمینان کا سانس لیا تمام کپڑے اتار کر جھاڑے بدن صاف کیا اور واپس لوٹے اب شفق پر صبح کی سرخی بھی نمودار ہونے لگی تھی ہمارے سسر صاحب علی الصبح اٹھ کر نہانے کے عادی تھے حسب معمول انہوں نے دروازہ کھولا اور کندیس پر نہانے کے لئے چلے گئے ہم تو ایسے موقعہ کی تاڑ میں ہی تھے جمعہ موقعہ پا کر آہستہ آہستہ مکان میں داخل ہوئے اور چپ چاپ بستر پر لیٹ گئے۔

جان بچی لاکھوں پائے، خیر سے بد جو گھر کو آئے میری اس وقت کی مسرت کا اندازہ کوئی نہ لگا سکے گا دل ہی دل میں خاتی اکبر کا ہزار ہزار شکر بجالایا کہ عورت بھی رہی اور ہمارے کر تو توں کا کسی کو پتہ نہیں لگ سکا اسی خوشی میں ہماری آنکھ بھی لگ گئی۔

معلوم ہم کب تک سوتے رہے جاننے پر پتہ لگا کہ ہماری ساس نے بیوی جان سے جھنجھلا کر کہا تھا کیا برستہ ہے وہ پروٹھنے کو آئی ابھی تک لحاف اوڑھے پڑا ہے۔ نہیں معلوم اس کی یہ عادت کب تک بنی رہی گی جب اس کا یہاں اتنا حوصلہ ہے تو گھر میں خوب کھیل کھیلتا ہوگا۔ اس برستے پر آج چلے جائیگا وہ نہ درہ پیٹ رہا تھا کتنے تعجب کی بات رات گھر میں چور اوہم چاٹتے

رہے اور انہوں نے کروٹ تک نہ لی۔

یہ کیکر بڑہیا غزاتی ہوئی آئی اور ہمارے منہ سے لحاف ہٹا کر بولی کچھ معلوم ہے کیا وقت ہو گیا؟ دو بج گئے ہیں ابھی تک لمبی تلے ہوئے

ہم آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے اس وقت ہماری شکل بعبانک سی ہو رہی تھی آنکھیں سوچ رہی تھیں اچانک ہمارے منہ سے نکل گیا: اف بہت برا خواب دیکھا

بڑہیا نے سمجھا آج ہماری طبیعت کچھ علیل سی ہے مروت سے بولی کیوں کیا بات ہے کون سا خواب دیکھا؟

میں: خدا نہ کرے آپ کے گھر میں ہماری بے قدری ہو خواب میں دیکھا کہ گھر کے سب آدمیوں نے ہمیں چور بنا کر پیٹا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ یہ محض خواب ہی ہے ورنہ کتنا شرمناک فعل تھا۔

ایسا کہنے سے ہم نے سمجھا تھا کہ پیٹ کا بوجھ ہلکا ہو جائیگا ساس صاحبہ بھی ہمدردی کریں گی۔ مگر ہوا کیا؟ ساس نے حیرت سے منہ پھلا کر جواب دیا: اسے کیا رات تم ہی تھے ستیا ناس کر دیا

میری حیرانی بڑہیا سے بھی کہیں زیادہ تھی متعجب ہو کر جلدی سے پوچھا تو کیا یہ خواب نہیں اور واقعہ ہے ستیا ناس ہو گیا؟ اس وقت گھر کے سب آدمی جمع ہو گئے تھے وہ میرے منہ کی طرف تنک رہے تھے میں انہیں دیکھ رہا تھا اور ول میں از حد ہشیمان تھا کہ میری جس حماقت پر قدرت نے منہ اسباب پیدا کر کے پردہ پوشی کر دی تھی اسے میری اپنی ہی کوتاہ اندیشی سے خود ہی ظاہر کر بیٹھا۔ دل ہلکا

نیند کو سلام کیا پہلے تو لوگوں کے طعن و تشنیع کا مرکز بنا رہا مگر اب مجھے ناخوشاں پڑا کہ میری نیند دنیا سے ایک جدا گانہ پہلو رکھتی ہے۔ سب گھر والوں کی مار کھا کر بھی جب میں بیدار ہوا تو من و اوقات کی اصلیت میرے دل میں محض ایک خواب سوہوم اور دہندہ سے عکس کی صورت میں باقی تھی۔

خیر تو میں نے ساس سے بھی اہمیت بن کر گھسٹ کر شکر ہے یہ خواب ہے ورنہ میں تو یہاں بے آبرو ہو کر نکالا جاتا۔ الغرض بغیر زیور لٹے ہی وہاں سے روانہ ہونا پڑا لیکن پسلیوں میں درد کی کسک اب تک باقی ہے۔

## ترتیبی

یہ نا دور الوجود معجون قوت مروانہ میں گزار پیدا کر کے اعضائے رستہ دل و دماغ و جگر کی اعضائے شریفہ کو قوت بے اندازہ پہنچا کر مردہ جسم میں تازہ روح پھونک دیتی ہیں۔ اعضا شریفہ کے وہ عیوب و بوجہ غلط کاریوں کے لاحق ہو گئے ہوں مثلاً کچی، لاغری، رگوں کا پھول جانا، ان کو بغیر کسی طلا کے استعمال کے کھودیتی ہے۔ ففس کی دشمن ہے اور غذا کو جزو بدن بناتی ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے حافظہ ذہن ہے۔ قیمت ۲۰ روپے ۲۰ روپے آٹھ آنہ علاوہ محصول

## حب تقویم

حب تقویم نہایت قیمتی اجزاء سے سائنٹفک طریقہ سے تیار کی جاتی ہے۔ مایوس محبوب جو شرمسار رہتے ہوں زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگے ہوں قدرت کا مشاہدہ کریں۔ بعد استعمال اس قدر ہیجان پیدا ہو جاتا ہے کہ طبیعت کا روکنا دشوار ہو جاتا ہے۔ دماغ و طبیعت میں شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے کسی قسم کی کمزوری کا احساس تک نہیں ہوتا۔ آرڈر دیتے وقت رسالہ کا حوالہ ضرور ہونا چاہیے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

عقیل دواخانہ۔ لمبی گلی۔ پھانک جش خاں دہلی



# جذبات فاضل

الحکم مولوی محمد مصطفیٰ حسن فاضل دہلوی ایڈیٹر رسالہ ہذا

|                                   |                                     |
|-----------------------------------|-------------------------------------|
| آغزیت کو زلف پریشان کئے ہوئے      | حسن ادا کو اور نمایاں کئے ہوئے      |
| اجزائے ہست و بود پریشان کئے ہوئے  | پھر باندہتا ہوں ناز سے شیرازہ نیاز  |
| اک شاخِ آشیاں کو نمایاں کئے ہوئے  | ہاں برقِ حسن شوق سے مصروفِ ناز ہو   |
| دل کو حریف گردشِ دوراں کئے ہوئے   | پھر کر رہا ہوں اس کی نظر سے معاملہ  |
| نظارہ جمال کو عسریاں کئے ہوئے     | ہاں چشم شوق دیکھ مگر اس ادا سے دیکھ |
| آنکھوں میں آؤ پردہ مژگاں کئے ہوئے | چھوئے نہ دستِ ناز سے دامن امتیاز    |

فاضل جنونِ عشق کی تجدید کیجئے

عرصہ ہوا ہے چاک گریباں کئے ہوئے

شکمی :- معرکہ کی جملہ خرابیوں کے واسطے بے نظری قے دست کو بند کرتی ہے۔ غذا کو جزو بدن بناتی ہے۔ قیمت فی ڈبئیہ عہدہ علاوہ محصول ڈاک :- عقیل دوا خانہ۔ پھانگ حبش خاں دہلی

# نغمہ رعنا

(از جناب سید علی اصغر صاحب رعنا مظفر نگر می)

|                                           |                                      |
|-------------------------------------------|--------------------------------------|
| سوز میں ڈوبی ہوئی دل کی میرے آواز ہے      | ہر صدا تارِ نفس کی ترجمان ساز ہے     |
| ہجر کی شب کانپٹھے کیوں زمین و آسمان       | میرے نالے کی صدا کیا صو کی آواز ہے   |
| دیکھتا رہتا ہوں میں جلوہ تیرا اٹھوں پہر   | دل جسے کہتے ہیں تیری جلوہ گاہ ناز ہے |
| کیفِ غم سے پر ہوا ایسا کوئی نغمہ چھیڑ بھی | اے مغنی کس لئے خاموش تیرا ساز ہے     |
| حدِ منزل سے کہیں آگے گزر جاتا ہوں میں     | جذبہ پرواز میرا جذبہ پرواز ہے        |
| آ رہا ہے یاد کوئی پھر مجھے رہ رہ کے آج    | پھر دوبارہ دردِ دل کا آج سے آغاز ہے  |
| آکھ اٹھائی مسکرا دیا دل پہ قبضہ کر لیا    | دل بھی لینے کا سنگریں عجب انداز ہے   |
| نغمہ دیوانگی چھیڑا ہے شاید قیس نے         | نجد کا کیوں ذرہ ذرہ گوش بر آواز ہے   |
| بلبل بے پر بتا مقصد ہے بتیابی سے کیا      | کوشش پر واز ہے یا کاہش پر واز ہے     |

دل تو میرا ہے مگر رعنا میرا قبضہ نہیں

اب وہ اُن کا ہو گیا۔ اُن کا حریم ناز ہے

## اضطراب

(از جناب جمیل احمد قریشی۔ ایف اے نواب گنج دہلی)

### چپکے چپکے یاد کر لیتا ہوں تجھ کو بار بار

لب پہ تیرا نام ہوتا ہے کہ سو جاتا ہوں میں

اور تار شکیبائی یاس کی مسلسل چوٹوں سے شکست  
ہوا چاہتا ہے۔ مرغ دل رنج و الم کی گھٹاؤں میں  
گھرا ہوا مستقبل کے خیالات میں غلطاں و پیچاں  
رہنے لگا لیکن جب تیرے ان الفاظ کو دہراتا ہوں جو  
تو نے بوقت جدائی کس قدر شیریں لہجہ میں کہے تھے  
تو امید وصال سے دل میں اک دھار سی بندھ  
جاتی ہے۔

جھکنا یاد آئے رہ رہ کے وہ کتنا ان کا  
شوخ گھر جاتے ہی ہم تمہیں کھانکھانکے  
میں یہ کیونکر کہہ سکتا ہوں کہ تو نے مجھے بھلا دیا۔ جبکہ  
ایڈورڈ پارک میں بیٹھے ہوئے تیری موجودگی میں  
ہر طرف گل و غنچے اپنی بہار اور جوں پر نادم تھے اور  
نرس بڑے حد سے تیری دراز اور مستانہ آنکھوں  
کو نگاہ رشک سے تھک رہا تھا اور سنبل و گلاب  
تیرے رخساروں کی سحر آمیز طرہ داری دیکھ کر شرمناک  
تھے۔ تو نے سرخ پھول کے تبادلہ سے بیان الفت  
ادا کیا تھا۔ پھر کیا یہ خاموشی تیری شایان شان  
ہے؟

میں جہ کہتا ہوں مجھے تجھ سے الفت ہے اور  
بے حد الفت ہے۔ تیری ہی الفت نے مجھے بچارگی اور  
کم سخن کا سبق سکھا دیا ہے۔ جس کے طفیل مجھ میں  
ایک ایسا جذبہ ظہور پذیر ہو گیا ہے جو مجھے گاہ اس  
دنیا سے مافیہا سے مطلق بے کردیتا ہے اور بس میں  
اپنے روبرو تیرا منور عکس اس چشم آہو کی ٹکٹکی زمین پر  
بائیں جانب بندھے ہوئے پاتا ہوں۔

تصور میں جب دیکھتا ہوں کسی کو  
کوئی شرم گیس سرچکا دیکھتا ہوں  
غرض میرا طائر الفت مثل پروانہ تیری شمع  
حسن پر دل و جان سے فریفتہ ہے اور تیرے گلگوں چہرہ  
کا مانند بھنورہ دیوانہ ہے۔ تیری یاد میرے گوشہ دل  
میں ہر سو چٹکیاں لیتی ہے۔

### مگر اب

شعلہ عشق بھڑک گیا۔ اضطراب بڑھ گیا۔ بھینی  
اور بیقراری جسم کے ہر پہلو میں گھر کر گئی۔ دامن صبر  
انتظار کی بے حد کھڑکیوں سے پُرسو کر پھٹا چاہتا ہے

ان کو معلوم نہیں ہند بہ الفت کیا ہے  
ان کے احساس کی دنیا ابھی آباد ہے

ستارہ کی مانند بے قرار ہو جانا ہوں۔ تیرا جلوہ میری نظروں  
میں رقص کرتا ہے اور میرے دماغ میں آرزوؤں کی دنیا  
بس بس کے اجڑاتی ہے۔ میری آنکھوں سے سوئے ہوئے  
چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ مگر افسوس ..... وہ سنگدل  
جو آرام سے محو استراحت ہو گا۔ میری حالت زار پر دو  
لشوں سے بہانا تو کجا اپنی بے رحم اور دل کے پار اتر جائیوالی  
مشرکوں کو تر بھی نہ کر سکا ہو گا۔

تیری شان تغافل کے میری بربادیاں صدقے  
جو برباد تمنا ہے اسے برباد رہنے دے  
نہ دل گھر میں بہلتا ہے نہ کوئی یار جاناں میں  
کہیں تو چین سے مجھ کو دل ناشاد رہنے دے

رات کو جب سارا عالم محو غلاب ہوتا ہے شب و بچور  
کی تاریکی ایک مہیب شکل اختیار کئے ہوتی ہے آسمان پر  
ایک سناٹا سا چھایا ہوتا ہے پرندہ تمام دن کے تھکے ماتھے  
گھونسلوں میں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ مجھے اس وقت  
تیری یاد ستاتی ہے۔ جب کو نہیں پھوٹی میں جب بتیاں جھپتی ہیں۔  
جب کلیں جھپکتی ہیں جب تیریاں ناجی ہیں مجھے اس وقت تیری یاد ستاتی ہے  
مگر میرا دل ناکامی اور افسردگی سے چلتا ہے جب بادل گھٹے میں جب بجلیاں  
چمکتی ہیں جب ہوائیں سنسناتی ہیں جب رقص کا نپتی ہیں مجھے اس وقت تیری یاد  
آتی ہے اور دل تلخ ہوتا ہے چٹکون گھٹاؤں اور غاموش فضاؤں  
میں لطیف راتوں اور دھبے پ باتوں میں جب دنیا  
محو ہوتی ہے۔ مجھے اس وقت تیری یاد ستاتی ہے اور  
میرا دل خیال و تصور سے بھڑکتا ہے اور میں لرزاں

## ضروری اطلاع

جن صاحبان کی خدمت میں رسالہ پہنچ رہا ہے۔ دسمبر کا رسالہ ہندلیہ

وی۔ پی۔ ارسال ہو گا۔ ورنہ چند سالانہ ہندلیہ منی آڈر بھیج کر ممنون فرماویں

یا اپنے ارادہ سے آگاہ کریں۔

منیجر

# دشت آہو

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس کے نزدیک پنچکر اس کی ناک سے دوا کی ایک شبیشی لگا دی۔ لڑکی کو ایک چھینک آئی اور فوراً بیہوش ہو گئی۔

یوسف نے اس کے جسم سے کپڑے اٹھائے اور خود پس کر ان لڑکیوں کے غول میں شامل ہو گیا۔ اب یہ تمام لڑکیاں ایک ایسے سرسبز و شاداب باغ میں داخل ہو گئیں جو رشک فردوس بنا ہوا تھا اور جہانگی نزہت آگئیں فضا انسانوں کے دل و دماغ کے لئے بے انتہا فرحت بخش و تعطر آمیز تھی۔

یہاں ایک زرین کنواری کی سند پر شاہانہ محسن کے ساتھ ایک عورت جلوہ افروز تھی۔ اگرچہ اس کا شباب کچھ دہل چکا تھا، لیکن پھر بھی اس کے خدو خال سے اس کے زمانہ ماضی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی (اس کا نام آتش پارہ ہے اور اس طلسمی باغ کی ایک بہت بڑی ساحرہ ہے) لڑکیاں یہاں کے رسوم و قواعد کے مطابق آداب بجا لا کر قدم بوس ہوئیں۔ اور اس کے بعد ہی بزم طرب شروع ہو گئی۔ اور شراب کا دور چلنے لگا۔

یوسف جو شگوفہ کے بھیس میں تھا (شگوفہ اس لڑکی کا نام ہے جسے یوسف نے بیہوش کر کے خود اس کا لباس پہن لیا ہے) فوراً اٹھا اور آتش پارہ کو آداب بجا لا کر عرض کیا کہ میں اس مرتبہ ان سے ہستے

اس پر ہی مثال و زمرہ جہین و ونیزہ کا حین و جمال گو یا ایک نورانی چٹمہ ہے جسے فطرت نے اس کے موسم بہار کی آب پاشی کے لئے وضع کیا ہے۔ سائلی کا وجود اگر کیونپٹ کے لئے بے پناہ تھا، ونیس کی ہستی اگر کسی عقدہ تمند کے لئے ایک پرستش گاہ تھی تو اس دو ونیزہ کا جمال بھی ہر اس آنکھ کے لئے باہر و نواز تھا جو ایک جلوہ کے لئے بیتاب اور ایک روشنی کے لئے بے چین رہتی ہے۔

اس پر ہی جمال کا تنفس نگہت ریز تھا اس حرکات سے موجوں کا لہجہ نمایاں تھا۔ اس کے حسن میں بجلی کی تڑپ آلودہ تھی۔ اور یہ خود فطرت کے اعجاز کا ایک حسین ترین نمونہ تھی۔

جس طرح سانپ کی قوت بصر کو زمرہ کے ایک ٹکڑے کی شعلہ زائل کر دیتی ہے اسی طرح اس کا جمال بھی دیکھنے والے کی نظر کو خیرہ کر دینے کے لئے کافی تھا۔ جس طرح گل بیگانہ جو انسانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھ رکھتے ہوئے ہے جس طرح نسیم نزہت آگئیں سونیوا لوں کے لئے ایک راز کمون سے زائد نہیں ہوتی اسی طرح اس دو ونیزہ کا حسن بھی دنیاوی نگاہوں سے مشہور تھا اور پوشیدہ۔

دفتاران میں ایک لڑکی اپنی سہیلیوں سے علیحدہ ہو کر بھول چنے میں مشغول ہو گئی۔ یوسف جو ایک جاڑی میں چھپ کر ان کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ فوراً آگے بڑھا اور

اچھا رقص سیکھ کر آئی ہوں آنکس پارہ نے شروع کر دیا  
اشارہ کیا۔ لیکن ماہ پارہ نے دیکھ اس دو شہزادہ کا نام  
ہے جو اس بیچ میں سب سے زیادہ حسین ترین ہے  
اس ساحرہ سے اشارہ کیا کہ وہ مسلمان شہزادہ جسے  
میں نے اس ظلم میں مقید کیا ہے اور جس کی محبت میں  
خود مبتلا ہوں چاہتی ہوں کہ مج رقص و سرور میں اُسے  
بھی شریک کروں؟

اس پر شہزادہ کو ایک طلسمی برج کے اندر سے  
صحن بلوغ میں لایا گیا۔ یوسف شہزادہ کی صورت دیکھ کر

فرما سرت سے اچھل پٹا اور دل ہی دل میں اپنی کامیابی  
پر بے انتہا مسرور ہوا۔ لیکن شہزادہ نے یوسف کو مطلق  
نہ پہچانا۔ الغرض یوسف نے رقص کی وہ وہ ادا میں  
اور نرنگیں دکھائیں کہ اہل بزم کو بے خود بنا دیا۔ اسی کے  
ساتھ اس نے سب کو اس قدر شراب پلائی جس کے  
نشہ سے یہ ساحرہ اور تمام لڑکیاں بیہوش ہو گئیں۔

باقی آئندہ

از امام اکبر آبادی  
پہانہ

## لطائف و ظرائف

نوجوان جناب والا۔ میں آپ کی عاجز ادبی سے  
شادی کرنا چاہتا ہوں۔ براہ شفقت بزرگانہ میری درخواست  
منظور فرمائیے؟

باپ: اچھا کیا تم شراب پیتے ہو؟  
نوجوان: جناب کا بہت بہت شکریہ۔ لیکن براہ  
کرم پہلے ایک مسئلہ طے ہو جائے دیکھتے۔ پھر اطمینان  
سے ساغر و مینا کا دور چلیں گا۔

شام کو بیوی نے کہا: تمہارے دفتر جانے کے  
بعد ہی میں نے اس نوجوان ملازم کو جسے تم لائے تھے  
نکال باہر کیا۔

شوہر نے کہا: اسے ایک آدھ دن کام کر نیکا  
موقع تو دیا ہوتا؟

بیوی بولیں: اسے موقع دینے میں تو مجھے کوئی  
اعتراض نہ تھا۔ لیکن میں تمہیں موقع دینا نہیں چاہتی تھی

## اطلاع

ہر قسم کی مفرد مرکب ادویہ عقیل دو خانہ میں نہایت صاف اور عمدہ دستیاب ہوتی ہیں  
منیجر

# منجھلے آکا کا لیکچر

(از جناب حکیم مقرب حسین صاحب دہلوی)

پھر بولا۔ کھلا کیا بولتی بھی نہیں۔ میرے من کی دہلی  
بارغ حسن کی نوخیز کھلی۔ تیرا وہی تیرے قدموں پر سر  
رکھنے کو تیار ہے۔ یہ کہتے ہوئے نوجوان نے سر جھکایا  
ہی تھا کہ کھلا گھرائی ہوئی آواز سے بولی۔ لے چوڑ بھی میرا  
آنچل۔ پھر ادھر ادھر ہم ہم کر دیتے ہوئے۔ اگر کسی نے  
دیکھ لیا پھر میں تو کہیں کی نہ رہی۔ پھر آنچل چھڑانے کی  
کو شش کرتے ہوئے۔ چوڑو بھی میرا آنچل۔ کوئی  
آجائے تو کیا۔

آج نہان کا دن ہے۔ سب لوگ آ جا رہے  
ہیں۔ کوئی دیکھ لیگا تو میں کہیں کی نہ رہو گی۔ پاس  
ہی مندر ہے۔ پجاری ہماری طرف دیکھ رہا ہے چوڑو  
مجھے پوچھا کو جانے دو۔

نوجوان نے اضطراری سے کہا۔ پیاری کھلا۔  
جانے دوں۔ جانے دوں۔ لیکن تم سے محبت ....  
اب وہ حیران تھی کہ کرے تو کیا کرے۔ جانیگا  
ارادہ کرتی تو پاؤں اپنی جگہ سے جدا نہ ہوتے تھے۔  
اگر جان کی طرف دیکھتی تو شرم حجاب و امنگیہ ہوتا تھا  
کھلانے ایک آہ بھر کر کہا۔ لے میرے بھگوان میں کیا  
کروں۔ اس کو جواب بھی دینے کو دل نہیں چاہتا پھر  
دل مانتا بھی نہیں پر ہاتے میں محبت سے محروم ہوں  
میں نہیں محبت کس کا نام ہے۔ اور کس طرح کی جاتی ہے

مجھے پوچھا کو جانے دو! جانے بھی دو۔

صبح کا ٹھنڈا اور سہانا وقت۔ برسات کا موسم  
وہ کالا کاجل ابر چھایا ہوا ہے۔ بادہ ریز ہوا میں۔ سکر  
انگیز گھٹا میں۔ اک سمت سے کوئل کی کوک۔ برسات  
کی راتیں۔ برسات کی شامیں۔ برسات کا لمحہ لمحہ کیا  
جانے کس کی یاد آئی۔ پر کسی کو کیا پرواہ۔ بحر و بر سے  
راگ کا آٹھنا۔ پانی کا برس کر جل تھل بھرنا۔ آہ۔

مجھ پر ظلم کیا

جنا کے مغربی کنارے ایک نازنین ہاتھ میں  
ایک پتیل کی تھالی لئے کھڑی کہہ رہی تھی۔ جتنا کا منظر  
بہت دلکش ہے صحرانی ہوا سے مستی کی بو آ رہی ہے  
پرندوں کے غول بستی کی جانب سے یکے بعد دیگرے  
پرواز کرتے چلے آ رہے ہیں تھوڑے فاصلہ پر مرگھٹ  
کے قریب کنارہ پر منڈلا رہے ہیں۔ اس نازنین کے ہاتھ  
میں جو تہالی تھی اس میں کچھ پھول اور شیرینی تھی جو  
مندر میں چڑھانے لاتی تھی۔ ایک نوجوان کے منہ سے  
یہ الفاظ سن کر جو پیچھے کھڑا کہہ رہا تھا۔ آہ مجھ پر میرے  
والدین نے ظلم کیا۔ چوتھی اس کا دل دھڑکنے لگا اب  
وہ حیران تھی کہ تو کیا کرے۔ نوجوان نے ساڑھی کا  
آنچل پکڑتے ہوئے کہا۔ کھلا رحم کرو۔ دیا کرو۔ کھلا  
خونہ نہ لگا ہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ نوجوان

اب مجبور ہوں۔ کیونکہ دولت آرام، عیش و راحت سب کچھ ہے۔ اگر کوئی شے معدوم ہے اور ناپید ہے وہ صرف محبت ہے۔

نام کو ایک سہاگن ہوں وہ سہاگن جسے سہاگ کو ہندی میں اپنی حسرتوں، مانوں کا خون نظر آتا ہو۔ ناظرین، کملانے پھر راج کمار کو مخاطب کر کے کہا، دیکھو اس مہاجن کی دنیا صرف دولت ہے۔ دن بھر وہ توند نکالے گدی پر بیٹھا رہتا ہے اور ہزاروں کالین دین کرتا ہے۔ جب رات کو گھر آتا ہے تو گدھے کی طرح پیٹ بھر کر پلنگ پر لیٹ جاتا ہے اور خفاک دکھائیں لیتا ہے اور وہشت ناک ریچی گو لے چھوڑتا رہتا ہے۔ دولت کے خواب دیکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور ہبتناک خراٹوں سے پڑوسیوں کی نیند بھی حرام کر دیتا ہے اب تم ہی بتاؤ پیارے راج کمار تمہاری محبت قابل قدر ہے۔

ناظرین! اب میں راج کمار کی کہانی ختم کرتا ہوں حقیقتاً دولت کی دیوی نے ایک حسین نوجوان کی حسرتیں اور تمنائیں کو روند ڈالا۔ یہ گناہ کبھی معاف نہیں ہو سکتا  
چیز

مہر پندہ سے ماتا پتانے ظلم کیا۔ میری انگودنو بہا دیا خون ہو گیا، میری آنکھوں میں دنیا اندھیر ہے۔ میری دنیا بدل چکی ہے۔ میں جینے میں لطف محسوس نہیں۔ میری راتیں آہیں بھرنے اور آخر شمار میں بسر ہوتی ہیں مجھے کسی کی یاد نہیں ستانی، لیکن کسی معدوم شے کی یاد میں مجھے قدرت نے دنیا اور دنیا کی لذتیں حرام کر دی ہیں۔ کملانے ابھی انہیں خیالات میں مستغرق تھی۔

نوجوان نے کہا، کملانے سوچ رہی سو جواب دو بولو۔ تم اپنے وعدے بھول گئیں، تم نے مجھ سے اقرار میں کہا تھا کہ میں تمہاری محبت کی قدر کروں گی، تم کو کبھی نہ بھولوں گی، جس وقت تم کالج سے ڈگری حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے میری جو رہی تھیں، مجھے حیرت ہے کہ یہ مقناطیسی مہر سے کب تک رہے گی۔

کملانے صاف صاف طریقہ سے اس نوجوان کو بتلویا کہ تم سے محبت نہیں کر سکتی، اس لئے میرا دل اندھ سے تمہیں قبول نہیں کرتا۔

ناظرین، پھر کملانے راج کمار کو مخاطب کر کے کہا، میں جانتی تھیں اور تمہاری محبت کی قدر کرتی ہوں

اگر اپنی تجارت کو ترقی دینا ہے

تو رسالہ جام شفا میں اشتہار دیجئے۔ اور فائنل اٹھائیے

مینجر



## یاد

(از جناب عقیل احمد صاحب مینجر جام شفا دہلی)

میں اس کی یاد میں سر دھنتا ہوں ..... !!

افق کی گہرائیاں ..... شفق کی رنگینیاں جاذب نظر نہیں ہوتیں .....

لگا ہیں بچپن ہیں منزل کی تلاش میں !

تماشے آنکھوں سے گزرتے ہیں ..... مناظرِ قحط بہاریں دکھاتے ہیں .....

پہول ہنستے ہیں ..... میں اشک بہاتا ہوں ! اس کی یاد میں سر دھنتا ہوں !!

تصورات کی دنیا ظلمتوں میں گم ہے ..... حیاتِ منزل بخود ہی شوق کی جلوہ گاہوں میں

گم ہو کر بھی سکون پذیر نہیں ہے ..... اے اضطرابِ پیہم اے غلغلہٗ دل ! ذرا ہوش آنے

دے ..... اے ستارو اے آسمان پر چمکنے والے مسافروں ! اگر راہ میں تم کو کسی کی

بلے نیازی پر حیرت ہو ..... تو اس کے حضور میں عرض کر دنیا کہ .....

..... آپ کی یاد میں کوئی سراپا آرزوہ موت کا منتظر ہوں ..... !!

~~~~~

سفوف تنبول

اعضائے رئیسہ دل و دماغ کو تقویت بخشتا ہے۔ قوت مردانگی میں اس قدر ہيجان پیدا کرتا ہے جو بیان سے باہر ہے و ہن کو خوشبو دار بناتا ہے وافع نزلہ ہے و ہن کی جملہ بیماریاں اس سے دور ہو جاتی ہیں۔ چہرہ کو سرخ سفید بناتا ہے رنگ بکھارتا ہے خون صالح اور تازہ پیدا کرتا ہے بھوک لگاتا ہے ہاضم غذا ہے یہ طاقت کے لئے ایک عجیب چیز ہے حیرت انگیز قوت پیدا کرتا ہے روح اور قلب کو تقویت پہنچاتا ہے۔ بصارت کو قائم رکھتا ہے۔ حافظہ کو ترقی دیتا ہے عام کمزوری کو زائل کرتا ہے یہ سفوف دہلی کے مشہور بناض و تشخیص الامراض طبیب حادثی عالیجناب حکیم محمد ایوب حسن صاحب کے مجربات خاص میں سے ہے جس کو حکیم صاحب موصوف نے ہنظر فہام عام عقیل یونانی دواخانہ ہی کو عطا فرمایا ہے یہ بادشاہوں کے پان میں کہانیکی چیز ہے دورقی پان میں ڈال کر کھانے سے فوری اثر دکھاتا ہے منہ کو ٹھنڈا اور سن کر دیتا ہے

۲ رقی پان میں ڈال کر کھائے۔ قیمت فی تولہ للغم فی ماشہ ہے

ملنے کا پتہ

عقیل دواخانہ۔ لمبی گلی۔ پھانک حبش خاں دھلی

خمیرہ محفاظ

یہ خمیرہ کہانسی نزلہ۔ زکام۔ کمزوری اعصاب ول دماغ کے
واسطے بے عدیل ہے۔ چند روز کے کہانے سے ہمیشہ کے لئے روگ
جاتا رہیگا۔ مقوی دماغ و بصر ہے۔

رنگ نکھارتا ہے نزلہ زکام کیلئے

بہترین دوا ہے

قیمت فی تولہ دو آنہ ۲/۲

قیمت فی ڈبیسہ۔ اتولہ۔ عجم علاوہ محصول ڈاک۔
لئے کا پتہ

عقیل دواخانہ۔ لمبی گلی۔ پھانک جیش خاں۔ دہلی

جام شفا

کا

عید نمبر

ہمیں نہایت مسرت اور خوشی ہے اور ہم کو یقین ہے کہ ہمارے ساتھ جام شفا کے ان ہزار ناظرین کو مسرت ہوگی جو جام شفا سے ہمدردی کو اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔ آج ہم ترقی کے سلسلے میں ایک اور نیا قدم اٹھا رہے ہیں کہ جام شفا کا عید نمبر نکالا جائے۔ یہ نمبر علاوہ صنعت کی ضخامت اور کاغذ کی برتری کے مضامین کی ترتیب اور نہایت خوش نما تصاویر اور دلچسپ مضامین انسانیات وغیرہ کی حیثیت سے اپنی نظیر آپ ہوگا۔

اور سال کے اختتام پر سالنامہ بھی شائع ہوگا۔ جام شفا کی قیمت ان ناظرین سے جو پہلا عید نمبر شائع ہونے تک جو دسمبر میں شائع ہوگا خریدار ہو جائیں گے ان سے ایک پیسہ بھی نہیں لیجاوے گی۔ بلکہ جو صاحب ایکرو پیسہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماویں گے ان کو یہ عید نمبر اور سال بھر تک رسالہ جام شفا اور سالنامہ نمبر مفت روانہ کیا جاویگا۔

نوٹ:- ناظرین جام شفا سے گزارش ہے کہ جلد از جلد ایکرو پیسہ سالانہ چندک بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر اور اپنے دوست احبابوں سے چندک ارسال کروا کر اس عید نمبر کو جو ہر صورتی و معنوی طریقہ سے نہایت کامیاب اور شاندار نمبر ہوگا، حاصل کیجئے۔

شہر کی اینجینیئروں سے ہر جگہ مل سکتا ہے

اور مشہورین صاحبان جلد از جلد جگہ رکوالیں۔ ورنہ بعد کو کف افسوس ملنا پڑے گا۔

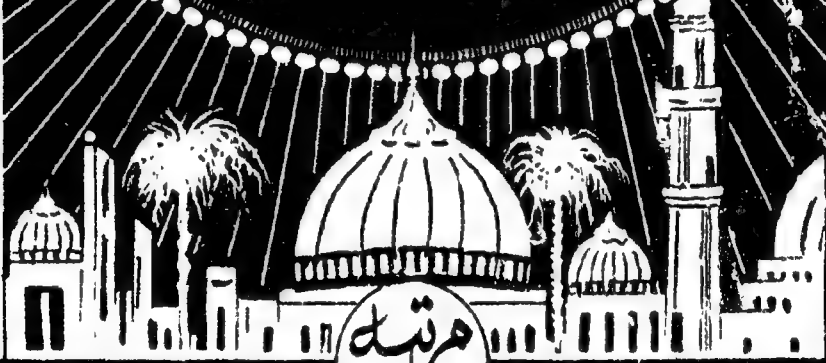
اس موقع پر اشتہار دینا اپنی تجارت کو فروغ دینا ہے۔

مینجر رسالہ جام شفا۔ لمبی گلی۔ پچانک جش خاں۔ دہلی

بُيَا شَفَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ

سَلَامٌ

حَامِ شَمَادِ



مَرْتَبَةُ

حَكِيمُ مُحَمَّدٍ الرَّبِّ اجْمَعِي لِيْ كُلِّيْ سِحَاطِكَ حَشْرُ خَانِ دِيْ

مِثْمَتِ فِي لَبِيْجِ
دَوَا نِي

ہر ماہ انگریزی کی ۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مِثْمَتِ سالانہ
ایک روپیہ

فہرست مضامین

ایڈیٹر ایچ۔ ایم مصطفیٰ احسن فاضل دہلوی - مدیر عقیل احمد دہلوی

صفحہ	صاحب مضمون	مضامین	نمبر شمار
۱		فہرست	۱
۳۰۲	اچھے شہر جیوں بیکر	مکاشفات	۲
۳	عقیل دوا خانہ	جام تفتا	۳
۴	حکیم سید محمود کرپاوی	طب یونانی کی ایجاد	۴
۲۰۵	ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی	معلومات طب علاج ماہریں	۵
۸۰۷	حکیم محمد ایوب اجیری	بچوں سے خدا واسطے کی عداوت	۶
۹	ایس ریاض الدین اشہر	یادیں ریاض الدین اشہر	۷
۱۱	حکیم محمد ایوب اجیری	سکڑیوں کے دو عجیب نسخہ	۸
۱۲	حکیم مولوی مصطفیٰ احسن فاضل	احشار	۹
۱۳۱/۳۱۲	حکیم محمد ایوب اجیری	آتشک	۱۰
۱۷۱/۵	حکیم محمد ایوب اجیری	شیرخوار پوٹھ کی حفاظت	۱۱
۱۸۱/۷	رحمت الہی صاحب	سقراط	۱۲
۱۹	مولوی محمد حسین صاحب اختر نعمانی نقشبندی دہلوی	تذاریسی	۱۳
۲۰	حضرت علامہ عظیم برنی	غزوات	۱۴
۲۲۲/۱	منشی سید عابد علی صاحب	دنیا کا شائشہ	۱۵
۲۳	سید سید لکھنوی	آس کے صندوق میں	۱۶
۲۴	حافظ مولوی محمد حسن صاحب اختر	طہور تعلیم	۱۷
۲۵۲/۲۵	محمد طاہر فاروقی	بد نصیب کھلی	۱۸
۳۵۲/۲۹-۳۸	مشیر انیس الہی صاحب حق نعمانی از میرٹھ	نا آشنائے عالم	۱۹
۳۶۳/۳	ڈاکٹر کریم جیل دیگی	دکھاری کا خط	۲۰
۳۷	ریاض الدین اشہر	خط خط	۲۱
۳۸	مقصود الحسن صاحب	ذوق درد	۲۲
۳۹	۳۸، ۳۷	رباعی	۲۳
۴۰	ریاض الدین اشہر	مہج صحر	۲۴
۴۱/۲۱	محمد طاہر عابد علی صاحب	محبت کے خواب	۲۵
۴۲	محمد طاہر	جذبات طاہر	۲۶
۴۳	محمد عثمان رئیس حبیبی بھیت	منظر قدرت	۲۷

چند سالانہ

ہر انگریزی پانچ تاریخ کو

وقت مقررہ وارسلطنت دہلی
سے شائع ہوتا ہے۔

جام شفا دہلی

غیر مالک برما وغیرہ سے
روسار عطا کئے

شمار ۶

بابت ماہ جنوری ۱۹۳۸ء

جلد ۱

مکاشفات

دماغی اور قلبی کاوشوں کا اندازہ یہ گلدستہ
مرتب کرنے میں جن اصحاب نے حاضر و غائب سر
پرستی فرمائی انکا شکر یہ ادا کرنا ہمیں فرض معلوم
ہوتا ہے۔

جام شفا دہلی کا ایک مقبول رسالہ ہے۔ اس کے
مضامین بے حد پسند کئے جاتے ہیں جام شفا اردو
زبان کی ترقی اور آرائش کیلئے میدان عمل میں تیری
کیا ساتھ گامزن ہو رہا ہے۔ اور ایسی چیزیں ناظرین
کی قدر دانی سے ہی آگے بڑھ سکتی ہیں۔

رسالہ جام شفا طبی خدمات بھی برابر انجام دیر ہا
ہے اور وہ وہ تجربات خاص پیش کر رہا ہے جو انیسویں
اور زوداثر ہیں اور اس کی تجربات قلیل المقدار اور
کثیر المنفعت ہوتی ہیں لہذا عرض ہے کہ ناظرین کرام
کو بھی اس کی قدر شناسی میں اور زیادہ توجہ کرنی چاہیے
اور اس کی توسیع اشاعت میں ہر امکائی کوشش
دریغ نہ کرنا چاہئے۔

(ایڈیٹر)

جام شفا کا عید نمبر ناظرین کرام نے ملاحظہ فرما ہوگا
یہ افسوس ظاہر کرنیکی ضرورت چاہے محسوس نہ کیا گئے کہ ہم
اپنی امکائی کوششوں کے باوجود کچھ نہ کر سکے ہد یہ
ناظرین نہ کر سکے۔ لیکن واقعات نے یہ تسلیم کرنے پر مجبور کرنا
ہے، ہمارے مطبع نظر کی بلندی ہماری متجاوز کوششوں
کے باوجود اسکو نمبر شائع کر سکی سدا رہ ہوئی۔

رسالہ جام شفا کو ہیں کامیاب بنانے میں کس حد تک
کامیابی ہوئی اسکا اندازہ ہمیں ہوا ہو مگر احساس کل
اسی وقت نصیب ہو سکتا ہے جبکہ ناظرین کرام کا اشتیاق
مسرت و اطمینان کے سانس لیتا ہو انھوس ہوگا۔

جام شفا کی کامیابی کا ناظرین کرام نے اندازہ
اس کے مضامین اور افسانجات سے محسوس کر لیا ہوگا
لیکن اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جام شفا کو اس کے
معزز ناظرین اپنے علیہ مضامین سے آراستہ و پیراستہ
فرماویں کیونکہ کوئی رسالہ اسوقت تک کامیاب
اشاعت نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے قارئین
کرام اسکو اپنا رسالہ سمجھ کر اس کی ہمت افزائی
نفرماویں۔

از دفتر جام شفا دہلی

کمٹی تسلیم۔

اگر آپ ابھی تک جام شفا کے خریدار نہیں ہوئے ہیں تو سمجھ لیجئے یہ پرچہ بطور نمونہ آپ کے پاس بھیجا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ گزارش ہے کہ جیسا کہ جام شفا کو ملاحظہ فرمائیں۔ کہ یہ پرچہ آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ ہم اسکو ہر مکانی کو شش سہ کامیاب بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اس سے آپ یہ اندازہ لگالیں کہ یہ پرچہ بمقابلہ پچھلے پرچوں کے ہر حیثیت سے دلچسپ اور بہتر ہے۔

اگر واقعی جام شفا آپ کے نزدیک کچھ نمایاں حثیت رکھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ اسکی خریدار قیوم نہ فرماویں۔

جن حضرات کے پاس رسالہ جام شفا بطور نمونہ بھونچ رہا ہے وہ برائے نوازش چند سالانہ روانہ فرما کر ممنون فرماویں ورنہ عدم خریداری سے اطلاع دیویں۔

کارکنان جام شفا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ خریدار صاحبان کے علاوہ جو ایکڑار سے زائد ہیں، نمونہ پرچہ بھیجا جائے چنانچہ دسمبر کا پرچہ ایکڑار بطور نمونہ علاوہ خریدار جنکے روانہ کیا گیا جس سے بہت کچھ کامیابی ہوئی اور بعض حضرات نے تو جام شفا سے وہ پھر ردی کا ثبوت دیا ہے جس سے امید ہے کہ اگر معافین کی یہی حالت رہی تو یہ پرچہ سب پر سبقت لیجاویگا۔ (ایڈیٹر)

جام شفا

(از جناب محترمہ اختر جہاں بیگم صاحبہ سند یافتہ طبیبہ کاغذی نعل سہانی طبیبہ نعلانی دہلی)

ہو سکے تو صیف کس سے تیری لے جام شفا
نام ہے تیرا شفا اور صولت ایوب ہے

تو علاج درد دل تو دافع سوزِ جگر
تیرا ہر فقرہ ہے گویا کاشفِ راز حیات

بھلکوزِ بیاباں کہا جائے اگر جانِ جہان
بھاگتی ہیں جنگلی صورت دیکھ کر بیماریاں

تو رفیقِ دردِ مندان تو انیسِ بیکیان
در حقیقت کشتیِ صحت کا تو ہے پاسبان

نور پیدا ہو چلا غایب ہوئیں تاریکیاں
جنگِ باعث سے ہوا ہم پر ترا جلوہ عیاں

ترے حامی تیرے بانی کو خدا قائم رکھے

طب یونانی کی حیرت انگیز ایجاد

قوت باہ کیلئے عظیم انطیر دوا ہے روح شباب ۲۰۲۰ جسمانی طاقت کیلئے اکیس

روح شباب دہ عظیم انطیر دوا ہے جس کا اثر آپ کی پشتوں تک رہے گا

نامزد کو مرد، بڈھوں کو جوان اور جوانوں کو شیر نہ بہادر جو انمزد بنانا اس کا کام ہے، راجو ہمارا جوں اور ریشوں کے لئے لامحدود کھینچنے والی روح شباب ہے حالت پیری میں شباب کے مزے حاصل کرنے کی خواہش ہے تو روح شباب استعمال کیجئے خواہ صاف ایک مرد کی شان کے شایاں ہیں آپ میں پیدا ہو جاویں گے، روح شباب قوت مردانہ میں بے نظیر ہے، دافع جریان و سرعت و احتلام ہے، مقوی باہ ہے، حافظہ کو ترقی بخشتا ہے خون صالح پیدا کرتی ہے۔ غذا ہضم کرتی ہے اور جو لوگ جوانی کے نشے غمور ہو کر اپنے جوہر شباب کو زائل کر چکے ہیں اور جو اپنی غلط کاریوں کے مزے سے غمور ہو کر کف انوس مل رہے ہیں ان کو روح شباب دینے والی ہے۔ روح شباب دوا تولید کو اس قدر زیادہ کرتی ہے کہ تحمل طاقت سے باہر ہو جاتا ہے۔ قیمت مکمل ڈیہ پوری خود رک، سات روپیہ۔ معطر۔

سفوف تببول

اعضائے رئیسہ دل و دماغ کو تقویت بخشتا ہے، قوت مردانگی میں اس قدر سببان پیدا کرتا ہے جو بیان سے باہر ہے دہن کو خوشبودار بناتا ہے دافع نزلہ ہے دہن کی جملہ بیماریاں اس سے دور ہو جاتی ہیں، چہرہ کو سرخ سفید بناتا ہے رنگ نکھارتا ہے خون صالح اور تازہ پیدا کرتا ہے باضم غذا ہے یہ طاقت کے لئے ایک عجیب چیز ہے حیرت انگیز قوت پیدا کرتا ہے روح اور قلب کو تقویت پہنچاتا ہے۔ بصارت کو قائم رکھتا ہے، حافظہ کو ترقی دیتا ہے عام کمزوری کو زائل کرتا ہے یہ سفوف دہلی کے مشہور بناض و تخفیف الامراض طبیب حاذق عالیجناب حکیم ابوبصیر صاحب کے مجربات خاص میں سے ہے جس کو حکیم صاحب موصوف نے یہ نظر فناء عام عقیل یونانی دوا خانہ ہی کو عطا فرمایا ہے، یہ بادشاہوں کے پان میں کہانی کی چیز ہے، دورانی پان میں ڈال کر کھانے سے فوری اثر دکھاتا ہے، منہ کو ٹھنڈا اور سین کر دیتا ہے۔ دورانی پان میں ڈال کر کھائے۔ قیمت فی تولہ لنگھ روپیہ فی ماشہ ہے۔

مسلنے کا پتلا

عقیل دوا خانہ، لمبی گلی۔ پہاٹک حبش خاں دھلی

نوٹ - صاحب دوا خانہ اسٹور کیلئے تہہ بن دوا ہے اسکا گھر گھر بن یونان دوا ہے اسکا گھر گھر بن موجودگی کو ماکت مکمل حاذق کی موجودگی

معلومات طب

علاج بالبرق

(از جناب طبیب حاذق حکیم سید محمود صاحب محمود عرف روشن۔ یانگیاوی)

پس اس کیفیت کو انہوں نے برق کے نام سے موسوم کیا، یہ تحقیقات علم برق کی گویا پہلی منزل تھی۔

بلاطیس کے حکیم تعلیس نے جسے یونانی فلسفہ کا بانی کہنا چاہئے اس عجیب کیفیت کی تغیر یوں بیان کی کہ ہر ماہ میں روح موجود ہوتی ہے، تعلیس کا زمانہ ۲۰۰ سال قبل مسیح گزر رہا ہے جبکہ لیدیا میں قارون اور فارس میں کیومرث اعظم حکمران تھے۔

اٹھارویں صدی کے آخر میں ملکہ الزبتھ کا حکیم ڈاکٹر گلبرٹ نے جو کول چسٹر کا رہنے والا تھا۔ اسے اپنے تجربوں کی اما جگہ بنایا۔ اور اس نے یہ ثابت کیا کہ یہ قوت کہر باہی میں نہیں بلکہ گندہک لاکھ شیشہ وغیرہ بہت سے اجسام میں پائی جاتی ہے۔

مکن نہیں تھا کہ اس کمزور اور غفی قوت کو جو مادہ منش لوگوں کے لئے باعث حیرت اور وقت کہونے والوں کے لئے محض ایک دل بہلانے والی چیز تھی اب ہی قدرت کا صرف ایک کرشمہ سمجھ لی جاتی اور اس پر توجہ نہ کی جاتی۔

مگر کسی کو کیا معلوم تھا کہ ایک دن ایسا ہی آئیو لاهے کہ قوت دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر گئی اور بجائے الہ سوہوم تجربات کے روز روشن کی طرح چمکی۔

انوان گریگ نامی جو یکٹے برگ میں چیف مجسٹریٹ تھا۔ اس نے پہلے پہل برقی قوت کو اسکر پیدا کرنے کے لئے گندہک کے گولوں سے ایک آلہ ایجاد کیا۔

سمرائینرک نیوٹن وغیرہ کے رشتہ اور شیشہ کی رگر سے

علاج بالبرق کے اصول کو بے نقاب کرنے سے پہلے ہیں چاہئے کہ علم برق کی حقیقت کا بھی کچھ اظہار کریں کہ برق ہے کیا چیز؟

برق، وہ شے ہے جو مادیوں پہلے بڑے بڑے سائنٹس اور فلاسفروں نے اپنے قیمتی اوقات ضائع کر کے ادنیٰ ادنیٰ تجربات کو جو باز بچہ اطفال کی حیثیت سے زیادہ وقوت رکھنے والے نہیں تھے مشاہدہ فرما کر اسکو معرض ظہور میں لانے کی کوشش کی تھی۔

چنانچہ جان منرو کہتے ہیں کہ لاکھ کی ڈنڈی کوٹ کی آستین سے رگر کر پھوٹی چھوٹی چیزوں یا تنکوں کے پاس بیجا میں تو یہ اس سے چمٹ جاتے ہیں جو قوت کہر باہی کا اصل اصول ہے۔

ایک جرمنی محقق ہمبولٹ کہتے ہیں کہ آرمی نو کو کے کے باشندے ایک قسم کے دانوں کو باہم رگر کر کھٹکی روٹی کے ریشوں کو اس سے کچھ کر تاشاد دیکھتے تھے۔

قدیم یونانیوں کو علم تھا کہ کہر یا کے ایک ٹکڑے کو جب وہ رگر اجاتا تھا تو اس میں پہلے اجسام کو اپنی طرف کھینچنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

جاڑے کے خشک موسم میں کچے کی ہڈی کی کنگھی بالوں میں آئی ہو تو پیرا کرتی ہے کہ بال کنگھی کے ذریعوں سے چمٹ دیا۔ تہا۔

بلی کی کمال یا پوسٹین پر اگر گرم یا تھ پھیرا جائے تو اس سے چمٹ پیدا ہوتی ہے۔

شرارہ پیدا کرنے والی مشین بنائی۔

چارٹر ہوس کے ایک نیشن خوارشیفن گرسے نامی
نے ایک موٹے ٹانگہ کے ذریعہ برقی قوت کو منتقل کر دیا جو
برقی ٹیگراف کیلئے ایک ضروری بات دریافت کر لی فریڈ
نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جسکی سطح پر برقی شہر کے

بیدن کی یونیورسٹی کے پروفیسر شیریوک کا ایک
شاگرد کیونیس نامی نے ایک ایسا شیشہ معلوم کیا جس میں
برقی شرارے جمع ہو سکیں۔

مشرسٹ نے ایک آلہ مالہ برقی کے اصول پر شیشہ
سے تیار کیا جو برقی قوت پیدا کرنے کیلئے برقی کلوں کی ساخت
میں آج تک مستعمل ہے۔

مشر مارلین اور رونلڈس نے برقی شرارہ کی مدد
سے گیس جلانے کے لئے چھوٹے چھوٹے آلات بنائے
۱۹۲۷ء عیسوی میں بن فرنہا کی عظیم الشان تحقیقات
نے فلڈ لیا کے اراضی حالات میں گرجے ہوئے بادل
کے نیچے بنگ اڑا کر کچے ڈور کے ذریعہ آسمانی بجلی کے
منتقل ہونے کا مقصد معلوم کر لیا، جسکا نتیجہ آج مکالموں
پر برقی کنکشن سہولت لگی ہیں۔

گیلوینی صاحب نے مینڈک کے جسم میں برقی پہنچا کر
برق حیوانی کا اصول قائم کیا۔

پسویا کی یونیورسٹی کے پروفیسر طبیعیات -
السنڈرا والٹا نے ایک چیز برقی قوت کے
جمع کرنے کیلئے بنائی جو والٹک بیٹری کے نام سے مشہور ہے
ڈنسل صاحب اور مشر ملو کے وضع کردہ طوطا
ٹیکراف میں مشتمل ہیں۔

ننگ بل وغیرہ میں رائج ہیں۔
سکروناف، آدمی لاریو، شان شیف کے

مورچے چھوٹے چھوٹے لمپ اور شار لائٹ کے جلانے

میں کام آتے ہیں۔

ہیڈن نے خشک ظروف ایجاد کئے۔

کارلاک اور نکلسن نے سنہ عیسوی میں ایک آلہ
سفر المیاء یعنی والٹا میٹر ایجاد کیا۔

کیسن پلانٹی نے برقی قوت کو جمع کر نیوالا ظرف ایجاد
کیا جسکو رکیو موٹیٹر کہتے ہیں۔

سنہ ۱۸۷۰ء میں سر مفری ڈیوی کے جو کار نڈال شہر کا رہنے
والا تھا اور وہ اس عہد کا فلسفہ دان گذرا ہے برقی قوت سے
روشنی قائم رکھنے کی کوشش کی تھی۔

سنہ ۱۸۷۰ء میں پروفیسر آرسٹڈ نے جو کو بن بیگن کا
کارہ بنے والا تھا اپنے تجربے سے یہ بات نکالی کہ برقی اور
مقناطیس میں باہمی قرامت ہے۔

مقناطیس - یہ عجیب اور غریب جماد جس میں لوہے کو
اپنی جانب کھینچ لینے کی خاصیت موجود ہے۔ چینیوں
کو کئے ہزار برس پہلے سے معلوم تھا۔ چین کے لوگ اسکو
تھو چائے کہتے تھے۔

تذکرہ چین میں لکھا ہے کہ ۲۶۳۵ سال قبل مسیح ایک
ایسی مقناطیسی گاڑی تیار کی گئی تھی کہ وہ چاروں جہت
بتلاتی تھی۔ اور سنہ ۱۸۷۰ء کا ذکر ہے کہ شہنشاہ چین مقناطیسی
گاڑی خود چلنے والی تیار کروائی تھی۔

سنہ ۱۸۷۰ء میں برلن کے پروفیسر ریبک نے حرارت
کے ذریعہ برقی پیدا کرنے کی صورت معلوم کر لی۔

آرمیگو اور امپیر باسندگان پیارس نے تجربات
سے یہ بات ثابت کی کہ برقی سے مقناطیس بن جاتا ہے
اور مقناطیس سے برقی پیدا ہو سکتی ہے۔

سنہ ۱۸۷۰ء میں مشہور ماکسمل فریڈسکی کوشش ہے
برقی بالمقناطیس کے بنانے میں کامیابی حاصل کی جو مختلف
صورتوں پر ڈائمنو کہلاتا ہے۔

آرسٹڈ کی تحقیقات نے ڈائمنو کے عمل کو انکار دیا ہے۔

وجہ برقی محرک بننے انکڑک موٹار ایجا دھوا۔

جو زف ہنری نے برقی انجن ایجا دھوا۔ ۱۸۹۹ء میں برلن کے ڈاکٹر ورنون سیمنس نے ٹریم گاڑی بنائی۔ اور عام سڑکوں پر چلنے والی گاڑی جسے ہم موٹر گاڑی کہتے ہیں ۱۸۸۹ء میں سٹریٹس واک نے بنائی۔ ۱۸۹۲ء میں جیکوبی نے دریا یو پر برقی کشتی ایکٹ سے کی طاقت والی برقی انجن سے چلائی۔

مٹر گوبی فرانسس نے برقی تار پیڈ و جو تار پیڈ و نامی چلی کی شکل ہوتی ہے تیار کیا۔

ٹرووی نے ایک برقی کل بنائی جو کپڑے سینے کے لئے کام آتی ہے۔

ایڈسن اور سیم نے برقی پنکھے ایجا دھوئے سیرن بو باسک سے سنس اور برد کی ماہران علم برق نے لمپوں کی ایجا دھیں طرح طرح کی طبع آزمائیاں کیں۔ لارڈ کیلون نے جو رات سو سائی کا اکسپریمینٹ تیار کیا۔

لاپلیس لگ اور ویٹ سٹون اور مورس نے آلات بنائے۔

۱۸۸۰ء میں فلپ ریس نے جو جرنی کا ایک سکول اسٹریٹھام ٹیلیفون بنا کر ذہنی الفاظ منتقل کئے۔

سرویس سمنس پہلا شخص ہے جو برقی آگ سے قیمتی دیا تیں پنکھانے میں کامیابی حاصل کی۔

جان مرئیڈ نے ۱۸۸۰ء میں برقی کپڑی کی ایجا دھو جیلانے کی زحمت کو دور کر دیا ہےپ اور انکڑک میں نے برقی ٹارک بنائے۔

۱۸۹۰ء میں سٹریٹھام نے ایک عجیب و غریب آلہ فوٹوفون ایجا دھو جس سے بذریعہ شعاع کے کئی سو گز تک گفتگو اور راکٹ منتقل ہوتی تھی۔

پروفیسر منچن نے ستاروں کی روشنی ناپنے کا آلہ

اسی برق کی مدد سے تیار کیا۔

۱۸۹۲ء میں ایک نوجوان ایل اٹلی سٹرمار کوئی نے بے تار ٹیلیگراف کے بنانے میں شہرت حاصل کی جو بجائے ایک تار کے زمین اور ایک تار کے بجائے ایہر کام کر رہا ہے پروفیسر رانٹن باشنڈہ وازبرگ کی تحقیقات نے یس سے کی ایجا دھو ایک نیا میدان دکھایا جو سلوبونی باشنڈہ پر و جیل کے آلہ کریٹو سکوپ کی شرکت سے چمپی ہوئی چیزوں کی تصویریت میں نہ صرف کارآمد سمجھا گیا ہے بلکہ آئندہ چلکر اکثر امور میں بحد ثابت ہوگا۔

۱۸۵۰ء میں یرگنٹائی کے تجربات نے دیا توں کو برق کے ذریعہ ارواح کی شکل میں تبدیل کر دیا جو دوسری قسم کی دہاتوں میں جذب ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر ہم نے ہاخترع خاص ایک برقی آلہ تیار کیا ہے جسکی مدد سے اکثر دہاتوں اور دواؤں کی روح کو برآمد کر کے جسم انسان میں داخل کیا جاتا ہے جو بطور معالجات مستعمل ہے آثار اللہ آئندہ ہم کسی موقع پر اسکی تفصیل کو بعد نقشہ آلات وغیرہ یہ یہ ناظرین بنانے کی کوشش کریں گے۔

۱۸۸۰ء کے آخر میں پروفیسر وی ای میوزر سکونر جو ویز کا متاثرہ باشنڈہ تھا اس نے برقی طاقت کے ذریعہ آواز کو منتقل کر نوالا ایک ایہ آلہ بنایا جسکے ذریعہ خفیف آواز بھی دور دور تک سنائی دیتی تھی۔

اسیں شک نہیں اس آلہ کے موجد نے فلپ ریس مٹر گریٹم بل ساکن کیا نندا اور مٹر اوٹس ویز ڈیوٹس وغیرہ کی تحقیقات اور ان کے تجربات سے امداد حاصل کرنے کے بعد اس آلہ کو کب سے سیکر فون کہتے ہیں پانچکھل پہنچا یا ہو۔ مگر یہ اسی کا حق تھا کہ اس نے دنیائے کرامتوں کی ہر صد او گونج کو برقی پیرے عقل مختار کے زیرت بخش ریکا رڈ بننے کا موقع بخشا اور دنیا کے سینس کچروں کو ہنسی بونتی تصویریا زندہ انسانوں کی تمیل بنا کر دکھایا۔

عالم میں ترسّم ریزی عطا کی۔

غرض ہمیں معلوم ہو چکا کہ برق کے ذریعہ ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ کام انجام پاتے ہیں، اور اس کے بڑے بڑے فوائد زیادہ تر اسکی خاصیت پر مبنی ہیں کہ یہ حرارت اور روشنی پیدا کرتی ہے جیسا کہ برقی مشین سے ظاہر ہے اور کیمیائی عمل پیدا کرتی ہے جو مٹن المار میں پایا جاتا ہے اور قوت مقناطیس پیدا کرتی ہے جو مقناطیس البرس سے عیاں ہے۔ ایسے چیزوں کے تصور کرنے میں مدد دیتی ہے جسے نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ ہاتھوں نے چھوا ہو۔

بیشک ہم سائنس کے ممنون احسان ہیں کہ جس نے

ہمیں برقی عمل کے ذریعہ وہ کرسمس دکھلایا جو ہم و خیال تھا اور جو ہم و خیال تھا وہ کرسمس ثابت ہوا۔

از انجملہ علاج بالبرق ہی ایک مفید اور نتیجہ خیز عمل ہے جس نے اہل یورپ کو طبی آلات کے بنانے پر توجہ دلائی۔ غرض جہاں تک کہ ہم نے ذکر کیا یہ ایک عارضی یا اسکاکی برق کی کرسمس نواندی تھی جس کے قبض و بسط پر انسان اپنی عقل و دانش کی وجہ قادر ہوا ہے۔

لنگر اب اس قدر ترقی جہانی برق کی کیفیت کو بیان کرے گا جکے باعث انسان کو عقل و دانش حاصل ہوئی جو ہمارے مقصد علاج کیلئے ضروری ہے۔

باقی آئندہ محمود کرٹاوی

کوہ نور بن جسٹڈ

جہاں اس میں دانتوں کی جملہ شکایات دور کرنیکی بدرجہ اتم خوبی موجود ہے وہاں یہ ہلکے پن سماعت کی کمی یعنی بہرہ ہونا زبان میں یا حلق میں کسی قسم کی تکلف کا ہونا وہ غدود جو فیراپریشن کے دور ہوئے ہی نہیں خدا کے حکم سے اس استعمال سے دور ہو جاتے غرض کہ یہ بے شمار خوبیوں کا مالک خود استعمال کیجئے اور اپنے تمام احباب کو مشورہ دیجئے کہ وہ اس استعمال ہر حالت میں رکھیں تاکہ منہ کی تمام شکایات ہمیشہ کیلئے مطمئن ہو جائیں باوجود اس قدر کثیر فائدہ کے اسکی قیمت عام مفاد کی خاطر بہت کم رکھی ہو مقامی

حضرات دہلی کے ہر دوکاندار سے خریدیں، بیرونیجات کے لئے فی ڈبہ ۴، علاوہ محصول اک (ایک سو ٹکی ہر جگہ فروخت)

عقلمند و احاطہ لمبی گلی۔ پھانک حبش خاں دہلی

بہ کھل سکا خدا واسطے کی عداوت

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سید بریلوی)

بہر تہہ کنٹرول یا ضبط تولید کا مسئلہ آہستہ آہستہ ہندوستان میں بھی اہمیت حاصل کرتا جا رہا ہے امریکہ کی مشہور خانوؤں سنر سینگر جو اس تحریک کی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ روح رواں ہیں آجکل ہندوستان میں رونق افروز ہیں ڈاکٹر ٹی موزمدار صاحب ایم، ایس پی، ایچ، ڈی نے سنر سینگر سے امریکہ میں ملاقات کی تھی اور اس مسئلے کے متعلق انہیں بعض سوالات کئے تھے، ڈاکٹر موزمدار امریکہ میں مقیم ہیں اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ سنر سینگر آل انڈیا وائس پریس کی دعوت پر ہندوستان جا رہے ہیں تو انہوں نے سوچا کہ ہندوستان کے حالات کو پیش رکھ کر بہر تہہ کنٹرول کے متعلق سنر سینگر کے خیالات معلوم کریں۔

ڈاکٹر موزمدار نے اپنے مضمون میں سنر سینگر کی اس شخصیت کا گاہ کی کافی تعریف کی ہے جہاں منہ اولاً یا زیادہ صحیح لفظوں میں اولاد کی جدید ترین اور علمی تعلیم کے پس منظر پر نہایت معقول انتظامات ہیں۔ اس صحت گاہ کے متعلق ایک ادارہ تحقیق بھی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس مسئلے کی طبی تحقیق و تدقیق اسی ادارہ کا کام ہے۔ بہر حال ڈاکٹر موزمدار نے سنر سینگر سے جو سوال کیا وہ یہ تھا کہ ضبط تولید کے مسئلے کو موثری تعمیر میں کہاں تک دخل ہے، جواب ملا کہ۔

قوم کوئی تعمیر میں ضبط تولید کو بہت بڑا دخل ہے اب اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، کیونکہ ضبط تولید کا قوم کوئی صحت اور انکی آلتی و دلت کے مبیار پر بڑا اثر پڑتا ہے، اور یہ عناصر یعنی صحت اور دولت قوم کی تعمیر

اور تخریب میں بہت بڑا حصہ رکھتے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ ضبط تولید کے عمل کو لینے کسی قوم یا ملک کیساتھ مخصوص نہیں کیا ہے بلکہ یہ صحت انسانی کا ایسا اہم پروگرام ہے جو ہر طبقہ اور ہر فرقہ کیلئے مفید اور ضروری ہے جو بایں بچے پیدا کرنے کے ناقابل ہیں، جہاں زچگی بہت سی لوتوں کا باعث ہوئی ہے اور جہاں بچوں کی کثرت نے قوم میں انحطاط اور زوال پیدا کر دی ہے وہاں علمی طریقہ بچوں کی پیدائش روک دینے اور طبی طریقوں پر استقرار حاصل کرنا ممکن بنادینے میں ہم نئی نوع انسانی کی بہت بڑی خدمت کر سکتے ہیں یہ خدمت خصوصیت سے عورتوں کی خدمت ہوگی اور اسکے نتائج ہمارے عجیب مسرت اور طمانیت قلب کا باعث ہوں گے، یہ امر کقدر انسانوں کا ہے کہ غریب گھرانوں میں جہاں اولاد کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔

اولاد بچے در پے ہوتی جاتی ہیں، نرمیں اور دایاں پس باب میں حیران ہیں اور باب ان مصیبت زدہ گھرانوں کی ناکہ بہ حالت کار و نفاذ کر رہی ہیں مگر قوم کے بھی خواہ فاموش ہیں اور کچھ نہیں کرتے کیا یہ مسئلہ انما اہم نہیں کہ نام نہاد مصلحان قوم اپنے فوٹے علم کو حرکت میں لائیں ہر سال ہزاروں عورتیں بچہ ہونے میں مرجاتی ہیں اور ہزاروں بچہ ایک سال کی عمر میں پہلے پہلے فتنہ ہو جاتے ہیں اور ہر سال نسل انسانی یہ خراج ادا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ ماؤں کی نگہداشت صحیح طبی معلومات ضبط اولاد کے صحیح طریقے اور رموز معلوم نہ ہونے، اور عام طور پر تعلیم سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے بزرگ بالکل بے خبر اور تاوان فدا ہیں اور انہیں ان جزو علم نہیں کہ جن سے نسل انسانی کی یہ خوفناک مصیبت جو ہر سال ہزاروں

پایوریا

(از جناب حکیم ایوب صاحب جمیری)

یہ مرض پایوریا اکثر خرابی معدہ اور خرابی خون سے پیدا ہوتا ہے، جبکہ خون بیکر تمام حصہ جسم میں تقسیم ہوتا ہے، تو دانتوں میں ہی ان رگوں کے ذریعہ سے پہنچ جاتا ہے جس کا تعلق دانتوں سے ہے۔ دانتوں کی خرابی کی وجہ سے دانتوں کی جڑوں میں ہلکے ہلکے باریک ترجم ہو جاتے ہیں اور خون زمانہ پیرا کر پیپ بن جاتا ہے اور وہ دانتوں کے دبا نیسے نکلین مزے کا خارج ہوتا ہے۔ غذا کے ہمراہ وہ پیپ معدہ میں جا کر خرابی پیدا کرتی ہے اور انہصام میں فرق آ جاتا ہے جس سے تندرستی اور صحت پر بھی اثر پڑتا ہے اور غذا کے ہضم ہونے میں کافی خرابی پیدا ہو جاتی ہے، آجکل دانتوں کے اکثر وادینے کا رواج عام ہو گیا ہے اور نئے دانت نکلتا ایسے محض چہرے کی نمائش ہی نمائش رہ جاتی ہے اس لئے اس مرض کے دغیبہ کیواسطے طب یونانی محتاج نہیں ہے قدرت کا عطیہ ناشکری کیا تھا! اپنے حصہ جسم سے علوہ کر کے پھینک دیا جاتا ہے اور مصنوعات سے کام لیا جاتا ہے، وہ قدرت کی عطا کردہ چیز کا مقابلہ کب کر سکتی ہے یا خداوند تعالیٰ نے ہماری نافرمانیوں کی سزا اس صورت میں دی ہے کہ دانت توڑوا کر چہرہ کو بد نما کر دیا جاوے زمانہ ماضیہ میں خداوند تعالیٰ صورتیں تبدیل کر دیا کرتا تھا اب فی زمانہ دانت توڑوا کر چہرہ کو زیادہ بد نما کر دیا جاوے زمانہ ماضیہ میں خداوند تعالیٰ صورتیں تبدیل کر دیا کرتا تھا اب فی زمانہ دانت توڑوا کر چہرہ کو بد نما کر دیتا ہے اس کے متعلق ہم بہت سے محرمات اور اعلیٰ نئے پیش کریں گے اور خدا سے دعا کرو کہ دانت توڑوا دینا کا عذاب ہم سے اٹھایوے! سوڑھوں سے خون بند کر نیلے واسطے شکر احت پیسکہ دانتوں پر ملیں ایک گھنٹہ تک کلی نہ کیا وے۔

دیگر۔ پارمی سوختہ۔ کلنار۔ پوست زیب۔ سنگراحت۔ کھٹہ سفید۔ فلفل گرد۔ کوٹ چانکر دانتوں کے درد
 اقول ۹ ماشہ اقول ۱۰ ماشہ اقول ۱۱ ماشہ
 اور دانتوں سے خون آنیکو عجیب شے ہے۔

کوڑیوں کے مول دو مجرب از مودہ نشے

(از جناب ایس آر ریاض الدین شہر پٹی بھیت)

پایوریا بدوق کی گولی پٹی ہوئی آگ پر پگھلا کر اس کے اوپر ایک چھٹانک باریک پس ہوئی گندہک چلی سے ڈالنا شروع کریں پھر اس گندہک میں ایک چھٹانک مصطلکی ملا کر رکھ لیں۔
 ذرا ذرا سے علوہ لیکر بطور منجن استعمال کریں اور ممکن ہو تو عرق منڈی کا ہی استعمال کریں (مجبور واز مودہ ہی)

پیش

پوست خشناب بکری کے دودھ میں پکائے جائیں اس کے بعد دودھ چھان لیا جائے اور مصطلکی روٹی کی پھسکی لگا کر اوپر سے یہ دودھ پی لیا جاوے۔

تیر ہدف نسخہ ہے۔ (دو دنوں کے تجربہ میں آئے ہوئے ہیں)

احشاء

(از جناب حکیم محمد ایوب صاحب انجمیری)

ڈکار معدہ کی ایک قوت ہاضمہ کا نام ہے۔ جب انسان غذا کھاتا ہے شکم سیر کے بعد فوراً ڈکار آ جاتی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ شکم سیر ہو گیا۔ مقوی اغذیہ استفادہ رکھائی چاہئیں کہ معدہ کی سفید رغالی رہے کیونکہ مرغن غذا میں دو گھنٹہ کے بعد معدہ میں جب پکنا شروع ہوتی ہیں تو ڈکاریں اسی غذا کی آتی ہیں، مثال انکی اس طرح ہے جب عدہ کھانا تیار کیا جاتا ہے تو اس کو دم میں رکھا جاتا ہے تو اسکی خوشبودور تک پہنچتی ہے اس طرح جب معدے میں غذا ایکٹی ہے تو اس سے دو مادے بنتے ہیں سوکار اور اعلیٰ کی طرف رجوع ہوتی ہے۔

دوسری ہوا جو اوئی کی طرف جسکو ریح یا بالے کہا جاتا ہے۔ ڈکار اس وقت تک آتی ہے جب تک غذا معدے میں پکتی ہے جب غذا پک کر تیار ہو جاتی ہے اور جگر میں چلی جاتی ہے تو اس سے خون، بلغم، سودا، صفرا، بنتا ہے یہی باریک سٹرائن یعنی باریک رگوں کے ذریعہ ہڈی کے اندر داخل ہو کر کچھیر کے بعد نلی کا گودہ سفید رنگ کا منجمد ہو جاتا ہے جس سے نلی کی ہڈیاں قوی اور مضبوط ہوتی ہیں، رگوں سے چھوٹی سے چھوٹی ہڈی میں خون پہنچتا ہے۔ اس خون سے قطرہ حیاتہ الحیوان تیار ہوتا ہے۔

حیاتہ الحیوان کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ قوت جس سے رگوں میں طاقت پیدا ہوتی ہے دوسری وہ کہ سہجان ہونیکے بعد غلیظ قطرہ نکلتا ہے جو دخول کا مددگار ہے۔ یہ بھی حیاتہ الحیوان کے نائب ہیں اگر یہ قطرہ اعتدال سے زیادہ خارج ہوگا انتشار میں کمی اور سستی واقع ہوگی اور خیال سے یہ قطرہ خارج ہوگا تو انتشار میں کمی واقع ہوگی اور اگر اسکا اخراج صرف اسقدر ہے کہ وقت بہا شرت ہی نکلے اور غیر وقت خارج نہ ہو تو سمجھ لو کہ قوت مردانہ قابل غرض ہے۔ اس طرح یہ یہ مرض عورتوں کے ساتھ بھی والبتہ ہے کہ مرد کے پاتہ تنگی سے عورتوں کی یہ رطوبت خارج ہو جاوے تو جطر مرد کمزور ہو جاتے ہیں اس طرح عورتیں بھی کمزور ہو جاتی ہیں، کیونکہ مذی حیاتہ الحیوان کی نائب ہے اس کے اخراج سے انتشار میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس سے کمتر جو حیاتہ الحیوان میں کمزوری ہوتی ہے وہ ذلت دنیاوی ہے، لیکن قابل علاج اور قابل غور یہ بھی ہے کیونکہ ہمیشہ سبب اور مسبب کا ساتھ رہا ہے۔

سودا لحال میں رہتا ہے۔ اور صفرا جگر میں۔ اور زیادہ بیماریاں جگر سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں اول غذا کی احتیاط جس سے انہضام معدہ درست رہے اگر معدے میں خرابی ہوگی تو جگر بھی خراب ہوتے دیر نہیں لگتی اور اگر جگر کا فعل خراب ہے تو گویا تمام مشین میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اور تمام بدن کا فعل خراب ہو جاتا ہے اس سے یرقان استفراغ پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ سب جگر کی بیماریاں ہیں جنکی تفصیل آئندہ انشاء اللہ بیان کریں گے۔

اطبا کا ملین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے اپنے مجربات جو رسالہ ماہ نومبر ۱۳۸۷ء صفحہ ۱۲۷ء کے متعلق عرض کیا گیا تھا۔ تاکہ ہندوگان خدا فیضیاب ہوتے رہیں۔ اور اطبا کی دریا دلی سے ہندوگان خدا کو فائدہ پہنچتا رہے۔

آتشک

(از حکیم مولوی مصطفیٰ احسن فاضل دہلوی)

مرض آتشک خون میں نثار ہونیکے باعث پیدا ہوتا ہے۔ اور اس مرض کا مادہ نہایت ہی مفسد اور خبیث ہوتا ہے۔ اکثر عورت اور اولاد پر بھی اس کا اثر ہو چکا ہے۔
عامہ اجزاء اور مصدنی خون اور دواسے تسمیہ اور ایسے سہل سپہ دنیا جو مفید ہوں اور مرض کو ضعیف نکریں اکثر اس مرض میں مفید ہوتی ہیں۔ تہرید مضر اور اکثر وجع اعصاب کا باعث ہوتی ہیں۔
حتی المقدور اس موذی مرض میں، پارہ، ہر تال، گندہک، سنکھیا کا کم استعمال کریں اور اگر استعمال کیا جائے تو انکی اصلاح بھی ضرور چاہئے۔

مرض آتشک کی کئی قسمیں ہیں مگر زیادہ معروف دو قسمیں ہیں۔ ایک نارفارسی دوسری ابلہ فرنگ جسے ہندی میں وید لوگ فرنگ بلے کہتے ہیں۔

نارفارسی۔ یہ آبلہ قدرت کیساتھ بدن پر نمودار ہوتے ہیں اور انکے کنارے موٹے اور اونچے اور درمیان پست اکثر سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور انکے اندر رطوبت بھی ہوتی ہے۔ جلد نکلنے اور خشک ہو جاتے ہیں اور ان پر کھرنڈ بھی جم جاتا ہے ابتدائے ظہور میں آبلہ نکارنگ اکثر سرخ اور طاؤسی ہوتا ہے۔ اور آگ کے انگاروں کی طرح اٹھیں بے انتہا قدرت اور سوزش ہوتی ہے۔

ابلہ فرنگ۔ حکمائے ساف نے اس مرض کا ذکر چھڑو یا ہے اور بعضوں نے اس کا نام ثبور غریہ لکھا ہے مگر تاخیر نے اسی آتشک میں مفصل بیان کیا ہے۔ اور یہ عارضہ اکثر چار سببوں سے ہوتا ہے۔

سبب اول۔ غلبہ خون۔ علامات۔ گرائے سر۔ رگوں اور شرائین کا پھولنا اور پڑ ہونا۔ آنکھوں میں گرانی، ثقل اعضا جوڑوں میں درد۔ منہ کا ذائقہ شیرین۔ چہرہ سرخ۔ آبلہ نکارنگ مائل برنجی اور انکی تہ میں سرخی، قارورہ غلیظ اور سرخ۔ خونت حلیں اور عظم نبض اسکی علامتیں ہیں۔
سبب دوم۔ جو صفرا کے باعث عارض ہوئے۔

علامات۔ بدن لاغر۔ منہ کا ذائقہ تلخ۔ تشنگی زیادہ۔ ناک اور زبان میں خشکی۔ سرعت نبض اعضا میں سوزش، قارورہ سرخ۔ آنکھوں کے آگے بھٹکنے سے معلوم ہوتا۔ بدن پر ثبور مائل بزردی اور سوزش سے ہوتا۔ اور انیس سے زرد پانی پینا سبب سوخم۔ جو منہ عفن کے سبب سے عارض ہو۔ علامت جو ردینیں درد۔ کثرت نیند پیشاب کا سفید ہونا، منہ کا ذائقہ شوربت کساتہ۔ منہ میں رطوبت زیادہ ہونا اور غلیظ زرد رنگ پانی مائل بہ سفیدی نکلتا۔ ناک اور منہ سے پانی بہنا۔ سر اور آنکھوں کا بہاری ہونا سرد ہوا اور سرد چیزوں سے تکلیف پہونچنا۔

سبب چہارم۔ جو غلط سودا سے عارض ہوئے۔

علامات۔ چہرہ کا بہاری اور خشک ہونا۔ آنکھ اور ناک میں خشکی ہونا بے خوابی ہونا۔ بدن اور جلد کا بد رونق ہونا

شیرخوار بچوں کی حفاظت

(از جناب حکیم حیدر حسن صاحب متعلم طبیبہ کالج دہلی)
(گندہ ششہ سے پیوستہ)

بچے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اور ملیشی کا ایک ٹکڑا چا تو سے
چھیل کر یا بکری کا گردہ نیم بریاں کر کے بچے کے ہاتھ میں
دیں تاکہ بچہ چوستے اور سوڑھوں سے دبا دے، اس
سے بھی بچے کے دانت نکلنے میں مدد ملتی ہے۔ (۳) خرگوش
کا بھیجا یا مرغی کی چربی علاحدہ علاحدہ یا دونوں ایک ساتھ
سوڑھوں پر ملنے سے دانت آسانی نکلتے ہیں۔ (۴) جب دانت
نکلتا ہے تو پہلے سوڑھے میں اس جگہ سفید نشان معلوم
ہوتا ہے اگر وہ جگہ زیادہ سخت ہو اور بچے کو تکلیف زیادہ
ہو، تو فوراً کسی ڈاکٹر سے اس جگہ پر زرخیز سے شگاف دلا دینا
چاہئے تاکہ دانت آسانی سے نکل آوے۔ روغن کنجد میں
یا روغن کنجد میں گرم پانی مل کر سر اور گردن پر ملنے اور
قدرے کان میں ڈالنے سے دانت نکلنے میں سہولت ہوتی
ہے۔ (۵) بازروں میں برقی گلاب بند بکتے ہیں، جو بچے
کے گلے میں ڈالنے سے کہتے ہیں کہ دانت نکلنے میں آسانی ہوتی
ہے۔ (۶) اور یہ گلاب بند سفید بھی ہوتا ہے۔ (۷) برقی
گلاب بند بنانے کی ترکیب۔ جست اور تانبے کے تار دونوں
کے ٹکڑے برابر لے جائیں پھر دونوں کو آپس میں شل
گلے میں باندھنے والے گڈے کے چوڑے فیتے کی طرح
سے لیا جائے اور پھر اسکو بچے کے گلے میں اس طرح باندھا
جاوے۔ کہ وہ گلے کے چاروں طرف رگوں وغیرہ کو مس
کرتا رہے۔ (۸) سرس کے بیج سیاہ مضبوط لٹیم کے
ڈوبے میں شل سیج یا ملے کے پردوں اور پھر سیاہ
کپڑے میں مثل ننگے کے سی کر حسب طریق مذکورہ بالا

بچے کے دانت نکلنا۔ بچے کیلئے دانت نکلنے کا زمانہ بڑی
بہت سخت اور تکلیف دے ہوتا ہے جو کچھ موٹا تازہ ہوتا ہے وہ
دانت نکلنے کی تکلیف کو زیادہ محسوس نہیں کرتا ہے، اور کھیلنے
کودتے ہی بچے کے دانت نکل آتے ہیں لیکن جو بچے بہت کمزور
اور بہت ناتوان ہوتے ہیں انکے دانت بہت مشکل سے نکلتے
ہیں اور انکو دانت نکلنے وقت بڑی سخت تکلیف اٹھانی پڑتی
ہے جب دانت نکلنے لگتے ہیں تو بچے کے سوڑھے پھول جا
ہیں، منہ سے رال گرتی رہتی ہے ہر ایک چیز کو بچہ منہ میں
دبا کر چوستا رہتا ہے کیونکہ بچے کے سوڑھوں میں ایک
معمولی سی خارش ہوتی ہے جس کی وجہ سے بچہ انگلی یا اور
کوئی چیز یکدم منہ میں لیتا ہے منہ میں لینے سے بچے کے موڑھوں
کو آرام ملتا ہے انکھیں دیکھنے آجاتی ہیں دست آئے لگتے ہیں
بچے بے چین رہتا ہے۔ اور چڑچڑا ہوا جاتا ہے دانت نکلنے کے
زمانہ میں بچے بہت سے صنائع ہو جاتے ہیں چھٹے مہینے سے
دسویں مہینے تک بچے کے دانت نکلنے شروع ہوتے ہیں اور
تقریباً دو سو ادو برس کی عمر تک بچے کے دانت نکل آتے ہیں
دانت نکلنے کے زمانہ میں مندرجہ تدا بیر اور احتیاطیں مفید
ہوتی ہیں۔

(۱) جب دانت نکلنے لگیں تو بچہ کو قبض نہ ہونے پاوے
اور سوائے دودھ کے کوئی غذا نہ دینی چاہئے۔ سہاگہ
اور شہد ملا کر بچے کے دانت نکلنے والی جگہ پر ملنا چاہئے
اس سے دانتوں کے نکلنے میں آسانی ہوتی ہے۔

(۲) پس ہوئی ملیشی یا نمک شہد میں ملا کر سوڑھوں پر ملنے

بچے کے گلے میں ڈالیں (۱۹) اس زمانہ میں جبکہ دانت نکلنے
ہوں بچے کے منہ میں جھل جھلاہٹ (خارش) ہوتی ہے اسلئے
وہ ہر ایک چیز منہ میں رکھ لیتا ہے اور اسکو اپنے منہ میں
سے دبا کر چوسنے کی کوشش کرتا ہے۔ چونکہ وہ جگہ جگہ
ہوتی ہے۔ اگر اس میں ذرا سی بھی نندری سیلی چیز لگ جائے
تو بہت زیادہ نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ لہذا بہت
زیادہ نگرانی رکھنی چاہئے۔ کہ ذرا سی بھی سیلی چیز بچے کے
منہ میں نہ رہنے پائے ہر وقت بچہ کا منہ صاف رکھا جائے
بچہ کی چٹنی۔ بچہ کو چٹنی جو دیکھائی جاتی ہے۔ وہ کوئی اچھی چیز نہیں
ہے۔ کیونکہ بچہ اسکو منہ میں لیتا ہے اور پھر نکالتا ہے
اکثر اوقات وہ زمین پر گر جاتی ہے۔ اور اس میں مٹی وغیرہ
بھر جاتی ہے جس سے وہ غلیظ اور گندی ہو جاتی ہے۔ مگر
بچوں کو چونکہ تمیز نہیں ہوتی۔ وہ اسی طرح پھر منہ میں دھر
لیتے ہیں۔ مٹی میں طرح طرح کی بیماریوں کے کپڑے۔ بھوک
و موت اور میلے کے ذرات وغیرہ ملے ہوئے ہوتے ہیں
جو بچے کے منہ میں پھونک کر بہت زیادہ نقصان پہونچا سکتے
ہیں۔ لہذا چٹنی کوئی اچھی چیز نہیں ہے اور بچے کو چٹنی لانا
نہ دینا چاہئے۔

بچہ کو سیر کرنا۔ عام طور پر ہم لوگوں میں اطباء رحمت
کے لئے رسم ہے کہ جب کسی بچہ کو کھلاتے یا گود میں
لیتے ہیں تو بچہ کا منہ چومتے اور اسکو پیار کرتے ہیں
اس سے بچے کے والدین بھی خوش ہوتے ہیں اور
دیکھنے والے بھی یہ بات اب سب کو اچھی طرح معلوم ہو چکی
ہے۔ کہ چھوت دار اور متعدی بیماریاں۔ ایک دوسرے سے
مریض کے تھوک اور منہ کی سانس وغیرہ کے ذریعہ پھلتی ہے
بطور جلدی سے اور فوراً یہ نہیں معلوم ہو سکتا ہے
کہ کون شخص متعدی امراض میں مبتلا ہے۔ لہذا اس
سے بچاؤ اور احتیاط رکھنی چاہئے۔ کہ ہر کس و ناکس۔
لوکر چاکر وغیرہ بچہ کا منہ وغیرہ نہ چوسنے پاویں۔ اور خود

بھی ہر شخص کو چاہئے کہ کسی کے بچہ کا منہ نہ چومیں۔
بچہ کو چھپک کا ٹیکہ لگوانا۔ سیٹلا چھپک مایا بھوانی مائے یہ
ایک نئی چھوت دار بیماری ہے جو تمام دنیا میں ہر ایک انسان
نیز ہر قسم کے جانوروں کو ایک نہ ایک مرتبہ ضرور ضرور نکل کر
ہی رہتی ہے۔ لاکھوں بچے اس موزی مرض میں مبتلا ہو کر
ضائع ہو جاتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں بچوں کی زندگی
کانے۔ کھڑے۔ اندر سے اور بد صورت ہو جانے سے بالکل اکارت
اور برباد ہو جاتی ہے۔ اب اس موزی اور خراب مرض سے
بچنے کیلئے دنیا میں جو کچھ تدبیریں ایجاد ہوئی ہیں ان میں سب
اچھی اور مفید تدبیر ٹیکہ لگانے کی ثابت ہوئی ہے۔
گورنمنٹ نے اپنی رعایا کی بہبودی اور فلاح کے واسطے
نقص اور رگڑوں گاؤں میں ٹیکہ لگانے والے لوگ (ویکسٹر)
مقرر کر دیے ہیں جن کو سرکار کی طرف سے معقول تنخواہ ملتی ہے
جو ہر شخص کے مکان پر جکے یہاں بچہ ہوتا ہے۔ چھپک کا
مخصوصیت بخش ٹیکہ لگانے کے لئے جاتے ہیں مگر انوس ہے
کہ دیہاتی اور ان پڑھ ہندوستانی بھائی اپنے اپنے بچوں کو ان
ٹیکہ لگانے والے (ویکسٹروں) آدمیوں سے ایسا بھگاتے اور
چھپاتے ہیں، جیسے گڈ ریا اپنی پھیڑوں کو بھڑیہ کے خوف
سے۔ چنانچہ بہت سے بچے بغیر ٹیکہ لگے رہ جاتے ہیں، اور
آخر میں چھپک کا ٹیکہ بہت اچھی اور مفید تدبیر جو بچے کے مرض
کے نقصان سے بچنے کی ہے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے اپنے
بچوں کے عمر بھر میں کم از کم دو مرتبہ ضرور بالضرور یہ ٹیکہ
لگوا دے (ایک پہلی مرتبہ جب بچہ چھ ہفتہ کا ہو جائے تو ویکسٹر
کو بلا کر یا خفا خانہ میں بچہ کو لیجا کر ٹیکہ لگوا دیں (۲) دوسری
مرتبہ جب بچے کی عمر سات برس کی ہو جائے تو دوبارہ پھر ٹیکہ
لگوا دیا جائے۔ ٹیکہ لگوا دینے سے بچے کو چھپک کے
مرض سے بہت کم نقصان پہونچتا ہے بلکہ بالکل نقصان
نہیں ہوتا۔ ٹیکہ کے لگانے سے بچے کو کوئی خاص تکلیف
نہیں ہوتی ہے صرف دو ایک روز تک معمولی بیمار ہو جاتا ہے۔

اور ایک معمولی سا آبلہ ٹیکہ کے مقام پر آٹھ آٹھ دوا ہے جو اچھی علامت ہے، اگر ہم لوگ اسیں رہیں جہاں سے کوئی بگاڑ نہ پیدا کر دیں تو چار روز میں آبلہ خشک ہو کر کھڑکڑا رہتا ہے، اور بچہ بالکل اچھا بھلا رہتا ہے۔ چونکہ یہ ٹیکہ سردی

کے موسم میں ہی لگایا جاتا ہے اور گرمیوں میں ٹیکہ کا کام بند ہو جاتا ہے، اگر کوئی بچہ آخر فروری میں پیدا ہوتا تو چھ ہفتے سے پہلے ہی بچہ کے ٹیکہ لگوا دیں کیونکہ لگائے کا موسم ختم ہونے پر ہی اکثر جھک کی بیماری کا زور ہوتا ہے۔ لہذا ٹیکہ بچہ کے ضرور لگوانا چاہئے۔

سقراط

(از جناب رحمت انہی صاحب)

زمانہ سابق میں سقراط ایک نامور حکیم حضرت عیسیٰ کی پیداؤت سے تقریباً پانچ سو برس پیشتر یونان کے دارالخلافہ نختز میں پیدا ہوا تھا۔

انکے باپ کا پیشہ بت تراشی تھا وہ اپنے آپنی پیشہ کو چھوڑ کر علما و فضلا کی صحبت اختیار کر کے علم فلسفہ کی تحصیل میں مشغول ہو گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ذہن کی صفائی اور عقل فدا داری کی رسانی سے ایسا ملکہ حاصل ہوا کہ تمام یونان میں اس کا شہرہ پھیل گیا۔

اس شخص کے علم و فضل کا کیا بیان ہو سکتا ہے جسکے متعلق تمام مورخین تمام علما اس امر کے قائل ہیں کہ اس کا نظریہ مثل اس وقت تک پیدا نہیں ہوا یہ وہ شخص تھا جو کائنات کو آسمان سے زمین پر لایا تاکہ بنی نوع انسان کو زمین پر سے آسمان پر لے جاوے۔ اسیں ایک بڑی خوبی یہ بھی کہ غایت درجہ کا ثابت قدم تھا، کوئی آفت یا مصیبت یا حادثہ کا اتفاق نہ ہوتا تو اس دیوتا کے جبین ثبات پر بل تک نہ پڑتا، اسکو ہمیشہ ہی فکر رہتی تھی کہ ہو وطن گمراہی کی تاریکی سے ٹھکر کر ہدایت کی روشنی میں آجائیں اور اسی نے جہاں لوگوں کا مجمع دیکھتا وہیں جاڈٹا خواہ حکام کا مجمع ہوتا یا خلعت کا ازدحام۔ اسے اصلاح رفقاء عام کو ملتا تھا اہل یونان نے اسے دستور کے مطابق زور ڈالا کہ

وہ شادی کرے۔ یونان وائے اپنے نامور علما کو لاولدہ در قحطوع انسل نہیں دیکھ سکتے تھے۔ سقراط نے ان کی بات مان لی لیکن یہ شرط قرار دی کہ وہ حد درجہ کی بد مزاج اور چالیں عورت کے ساتھ عقد کرے آخر ایسی ہی عورت تلاش کی گئی اور اس حلیم و بردبار کے پلے باندھ دی گئی۔ سقراط بڑی خوش مزاجی اور فراخ دلی سے اس عورت کے بد زبانی و بد مزاجی کو برداشت کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ عام جاہلوں کی تلخ و ترش باتیں سننے کی یونہی برداشت پیدا ہو سکتی ہے۔

علم و حکمت کی قدر و منزلت اس قدر بد نظر تھی کہ اپنے اسلاف کے واسطے کوئی ذخیرہ تحریری نہیں چھوڑا اس کی رائے میں علم و حکمت کو بقیہ تحریر لانا اسکو ذلیل و خوار کرنا ہے اس کا مقولہ یہ تھا کہ حکمت ایک نفیس جوہر ہے جو فساد سے بری ہے اسکو زندہ نفوس کے سینوں میں ہونا چاہئے ہے نہ کہ مردار کی کھال پر۔ اس وجہ سے نہ کوئی کتاب تصنیف کی اور نہ ہی شاگردوں کو مطالعہ تحریر میں لائیکل اجازت دی۔ بس زبانی ہی تعلیم دیتا اور شاگرد کو حافظہ سے کام لینے کی ہدایت کرتا تھا یہ طریقہ سقراط نے اپنے ارستو و طیمائوس سے سکھا تھا، فرما کر دیا کہ یونان کی عادت تھی کہ وہ دشمن سے جنگ کرتے وقت اپنے

حکام کو بھی ساتھ لیا جاتے تھے اسی دستور کے مطابق سقراط بھی بادشاہ یونان کے ساتھ میدان جنگ میں گیا سب تو خیموں میں رہتے مگر یہ حکیم ایک پرانے اور اندھے کنویں میں جا بیٹھا اور جب صبح ہوتی تو ذہوپ میں آکر بیٹھ جاتا اسی وجہ سے آپکا نام سقراط الحجب رکھا گیا سقراط کے تجربہ علمی کی وجہ سے وہ ہر اہل شاگرد اسکے سامنے زانوئے ادب تہ کرتے تھے۔

افلاطون جو کہ دنیا میں بہت نامور حکیم گزر رہے ہیں ایک شاگرد رشید تھا افلاطون کی تصنیفات ان تعلیم سے مالا مال ہیں جو اسے سقراط سے حاصل کیا مذہب سقراط ایک وینہ ار حکیم تھا جسے کبھی جاہ و عدل و انصاف سے باہر قدم نہ رکھا تھا، اہل یونان میں مدت سے بت پرستی کا رواج چلا آتا تھا اور یہی انکا مذہب و دین تھا اس صنم پرستی نے اس قدر عروج پکڑا کہ مخلوق سے خالقوں کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ سقراط نے بہت استقلال و جوا مردی کے ساتھ بت پرستی کے خلاف وعظ دینا شروع کیا نبی نوع انسان کو توحید کی ہدایت کی اس کے شاگرد چاروں طرف پھیلے ہوئے بت پرستی کی منادی کرتے تھے۔ بالآخر جب استقلال و عقل سے کوئی جواب نہ بنا، تو حکومت کی طرف سے سقراط پر مرتد ہونیکا فتوے لگا دیا اور نوجوانوں کو لا مذہب کر نیکا الزام عہد رکوسل نے اولاً بہت فحاشی کی بعد ازاں قتل کی دہکی دی لیکن سقراط نے نہایت پائغردی اور استقلال کے ساتھ جواب دیا کہ موت انسان کیلئے بہترین چیز ہے اگر موت نہ آئے تو انسان خدا کے سامنے کس طرح پیش سوار اسکی نیکیوں کی جزا کیسے ملے؟ اور بد اپنی بدی کو کس طرح بچے؟ دینداروں اور دنیا داروں میں کیا تمیز باقی رہے؟ اس جواب پر تمام ممبران حکومت نے اسکی عزیز استقلال سے لاجواب ہو کر اسے قتل کا فتوے صادر کیا چونکہ بموجب رسم

یونان اسوقت تک جرم کو قتل نہ کرتے تھے جب تک ملک کی تمام کشتیاں اور جہاز ساحل پر صبح و ساءم واپس نہ آجائیں اسلئے سقراط کو قید خانہ سپید یا قید خانہ میں بھی اسکی تعلیم و تنقین اور اعمال و افعال میں کوئی فرق نہیں آیا اور جب معمول وہ اپنے مشغلوں میں انہماک کے ساتھ مصروف رہتا اور چہرہ پر کسی قسم کے آثار بے اطمینانی و حزق طلال کے پیدا نہ ہوئے یہاں تک کہ ایک روز اسکے دلی دوست کرائیٹو جو کہ اس کے قتل سے ایک دن قبل اس سے ملنے گیا تو اس نے سقراط کی اسی ثابت قدمی پر سخت تعجب کا اظہار کیا اور کہا میں نے عمر بھر تنکو ہر حال میں خوش مزاج پایا لیکن اس مصیبت کی حالت میں سب حالتوں سے کہیں زیادہ دیکھتا ہوں۔

سوائے موت کی صبح کو جب اسکی زوجہ و عیال وغیرہ آخری دیدار کیلئے حاضر ہوئے تو سقراط نے سب کو واپس کر دیا اور اپنے سب سے بڑے لڑکے کو یہ وصیت کی کہ اپنے نفس کی اصلاح کر وہی میری روح کی خوشی کا باعث ہوگا۔

بالآخر ایک دروغہ آیا اور اسنے بعد سلام کہا کہ گو میں جانتا ہوں کہ روئے زمین پر آپکا سا حکیم اسوقت تک پیدا نہیں ہوا لیکن حکم حاکم سے مجبور ہو کر آپکے قتل کیلئے حاضر ہوا ہوں اور یہ جام زہر ہے جو آپکے لئے بھیجا گیا ہے، سقراط نے زہر کا پیالہ لیکر نہایت طمانیت و سکون کے ساتھ نوش کیا۔ تمام شاگردوں نے یہ حال دیکھ کر زچہ و زاری شروع کی اسوقت سقراط نے منع کیا کہ میں عورت و اطفال کو مکان واپس کر دیا کہ آہ و زاری نہ کریں لیکن تم لوگوں نے عورتوں اور بچوں سے بھی زیادہ فائدہ نہ زاری شروع کر دی سقراط نے جام زہر پینے کے بعد اپنے ہنگ سے حرکت کی اور ٹپھنے لگا لیکن کیا زندگی تھی کہ حال میں بھی فصلح سازی کا دریا لہریں لے رہا تھا اور

اس عظیم رہائی نے ایک سو سات سال کی عمر میں اپنی ہرطنوں کی
ناقدری کا حلیہ اٹھا کر عالم جاودانی کی طرف رحلت کی۔

مرتبہ کے تیور پر میل نہ تھا جب چلتے چلتے پاؤں پھسل
ہو گئے تو وہ جت لیٹ گیا اور نہایت اطمینان سے

قندپاری

(از جناب مسرور و حافظ مولوی محمد حسن صاحب خزانہ فی نقبندی دہلوی)

جلسہ را خاک کتم رونق ویرا نہ شوم
منکہ با این ہمہ دانش چرا دیوانہ شوم
اے خوشاروز کہ من داخل میخانہ شوم
داوری کن کہ چرا دور ز میخانہ شوم
بدین باعث گے ساغر گے پیما نہ شوم
بار بار قص کنان داخل تجا نہ شوم

منکہ سوزان بہ اسیری طرب خانہ شوم
طالب دید باند از کلیما نہ شوم
بشکم عہد صفت تو بہ زخست نیمے
جرعہ نوش مے گلگوں استم ساقی
فیضیاب لب جاں بخش شوم گاہ بگاہ
بامید آنکہ بیام شرف دید رخت

اختر خفتہ من کاش کے بیدار شود

بہ ہوائے لب میگوین تو پیما نہ شوم

یہ دوائی مسوں پر لگائے فوراً تکلیف کو رفع کر دیتی ہے

خون بند ہو جاتا ہے، بادی مشہ بھی چند روز استعمال سے رفع ہو جاتی ہے۔

قیمت فی شیشی نیم علاوہ محسولہ اک
عقیل دوا خانہ لمبی گلی۔ پچھانک حبش خاں دہلی

غزلیات

(حضرت علامہ عظیم برنی)

ہائے اُس رنگین چہرے کا نظم	بتکدے کی صبح میخانے کی شام
چاندنی تیری کلائی کی چمک	چاند بھی تیرے کف سین کا جام
تیرا عکس رخ ہے دل کی روح میں	میری جانب دیکھا اے ماہِ تمام
ہر طرف سے میکہ ہی میکہ	میری نظروں میں ہے ایک رنگین خرام
وہ نگاہِ ناز میری زند گی	وہ جین و زلف میری صبح و شام

(حضرت جاوید برنی)

زندگی اس غم کے ہاتھوں مختصر ہونے لگی	ہائے سونے ہی نہ پائے تھے سحر ہونے لگی
عمر گزری روتے روتے شادمانی کیلئے	اب یہ غم کی زندگی بھی مختصر ہونے لگی
انتہائے غم کا یہ عالم ہے دکھ آہیں	آتش غم بجیہ زخم جگر ہونے لگی
ہائے کیا انگڑائی لینے کو اوٹھائے اُسوتا	ساری دنیا دفعۂ زیروزبر ہونے لگی
وہ کچھ اس انداز سے دیکھا کئے میری طرف	دلکی ہر اک آرزو مست نظر ہونے لگی
پہونک دے اے پاکبازِ می محبت کے خیال	اب تمنا طالبِ ذوقِ نظر ہونے لگی

اے جاویدِ حزنِ ہر وفا کا کیا گلہ
مجھ سے جب خود میری دنیا بے خبر ہونے لگی

از جناب سید منشی عابد علی صاحب دنیا کا تماشائی شیر کوئی ثم اللہ بلوی ۶

ہم دنیا میں اسلئے آئے تھے کہ ذرا اس بلخ تہی کی ہی سیر کر آئیں۔ مگر یہاں پہونچکر سبکو نا آشنا سبکا نہ دیکھا جنگو دیکھتے ہی ہم جانا کر رو پڑے وہ بھی ہمارے اختیار میں نہ تھی نہ پاتھ نہ پانوئیں طاقت تھی نہ جسم میں کوئی سکتہ ہی عدم میں کوئی حلقہ شک ہے وابستہ نہ تھی ایک آزادی اور بے خودی کا عالم تھا۔ نہ دوستی تھی نہ دشمنی تھی۔ دنیا میں قدم رکھتے ہی خود ہشتات کی بوٹا علی جو دیکھتے دیکھتے ہمارے جسم و جان میں تحلیل ہو کر ہماری فطرت بگئی۔

جن لوگوں کے ذریعہ سے ہم دنیا میں آئے تھے وہ ہمارے ماں باپ کہلائے گئے۔ اور وہ ہماری پرورش میں مصروف ہو گئے۔ کچھ دنوں تو ہم نے اونسے بات تک بھی نہ کی، اور نہ آنکھی نہ بان ہماری سمجھ میں آئی۔ یہ لوگ بھی عجیب فریبی واقعہ ہوئے ہیں اچھی اچھی چوٹی چوٹی چیزیں دکھا کر ہکڑ بجاتے اور رہائے رہے آخر انکی شوشا نہی نے ہکڑ اونسے مانوس کر دیا اور انکی زبان بھی ہماری سمجھ میں آنے لگی۔ اور یہ معلوم ہو گیا کہ دنیا میں بیکار رہیں نہ سکتے۔ وہ تعلیم ہی ختم ہو گئیں جنگو تمام تعلیموں کی غایت کہا جاتا ہے۔

دنیا کا پہلا سبق مذہب ہے جس میں نیکی بدی حلال حرام عذاب ثواب لاکھوں بکیرے ہیں۔ ہزاروں مذہب سامنے آئے سب میں اختلاف پایا آخر ان اوچھنوں سے بچنے کیلئے ہم نے اونہی لوگوں کی تقلید کی جنہیں پرورش پائی تھی سستے چروش گئے۔ مگر آگے چل کر معلوم ہوا اچھی ایسے ایسے لاکھوں کام ہیں۔ جو انی نے صورت دکھائی تو ایک دنیا ہی او منظر آئی آزادی کا عالم اور بار بارستی کا مشغلہ پاروں کے جلسہ احباب کے کہاٹھے آئے گئے۔ باغوں کی سیرتوں کی تاک جہانک تھیروں کی حاضر باشی رہنے لگی۔ ہم کو ان تک

میں پاکر حیدر فہ بہت یاروں نے علامت کی عیاش او باش آورہ ہیولائی سفہ آدمی کی جون میں شیطان چار انام رکھ دیا فرمایہ تو فرمائے آپ ریجے کن پر ہیں زمان بازار می پر نہیں نہ حیا نہ شرم جنگی معاش عصمت فروختی ہے اور ہر ایک کے مواد ہے کیلئے ہر وقت مستعد اور تیار۔ ہتی ہیں او جنگو لطف و جاکا سکتا ہے اونکے عاشق ہو گئی جسے دکھا یا سہ وزر۔ او سپ شو ہو گئی جنگی گرہ میں پائے دام آپ نے شہوت پرستی اور عیاشی کا نام محبت والفت رکھا ہو سہے۔ اگر اپنا پہلا چاہتے ہو تو شادی کر و دنیا میں آئے ہو تو پہلے آدمیوں کی طرح رہو۔ شادی اسوا سٹے انسانی مزور یا کافرو اعظم ہے کہ انسان کا کوئی سربراہ کار ہونا چاہئے جو کمانی ہوئے مال کو محفوظ رکھے اور اسکو فضول خرچیوں سے بچا دے شادی سے مرد کو گہر کے دھندوں سے چھٹی لٹی ہے گہر کا انتظام درست ہوتا ہے کمانے کو جی چاہتا ہے بیوی جمد ہے عصمت و عفت کا حیا اور شرم کا لمسٹال ہے خود داری اور غیرت کی اوسیں حسن ہے لیکن بے پرواہ اور شاہ ہے پڑ اشتقا وہ دولت حسن ہے مالا مال ہے مصنوعی آرائش سے تبرا ہے اور اپنی سادگی میں نقض بے نقاب ہے پاکدامنی اور با وفائی کی نوید ہے ہمدام اور رفیق زندگی ہے بیوی مشغول کا مشغول ہے اور خد شکار کی خد شکار ہے ہم خورما اور ہم ثواب ہے، اسکے علاوہ بیوی سے خد کی مخلوق ہی بڑھتی ہے فائداتی مسرت حاصل ہوتی ہے اور لطف عشرت اعتدال کے ساتھ حاصل ہوتا رہتا ہے بات معقول تھی سمجھ میں آگئی۔ دوستوں اور عزیزوں کی کوشش سے شادی ہو گئی۔

بیوی بھی حسین مہجین ابرس پندرہ کایا ک سولہ کاسن۔

مدا جاتا ہے بڑی بلا میں گرفتار ہیں، کہہ میں نہیں پڑتا
جھکا وہ محال ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

بہ آدم زنی بہ شیطان طوق لعنت پیر وند خدا زہرہ مکرمہ اندیل
نیکین در لایری طوق آدم نہ گراں تر آندا ز طوق غزازیل
سعدی صاحب بھی خوب فرماتے ہیں۔

با جازین زن حال من ابتر است پند در گلویم سنت پیسنبر است
اگر خدا نخواستہ بی بی دنیا سے اوڑھ جاوے تو خانہ دیرنی
ہو جاوے۔ اور جو نصیب آوے جان کی لیو آوے گھر کا
خیمہ بھی بگڑ جاوے اور میاں چینی میں جوئے پیریں
اور کوئی پرسان حال نہ ہو۔ اولاد جو سرماختیاں ہے

اور بر باد ہو جاوے اور سکو کوئی سرسبز باستانہ دہرنے
والا بھی نصیب نہ ہو۔ بس ثابت ہوا بی بی کا وجود
الہم بیان کی طرح طوق عزت اور رسول کی سنت کا بار
اور دنیا اور اغرا کی طرف سے یہ باتیں اونکے دھول
پہ دنیا کے جھکڑ ایسے ہیں کہ کیا محال انسان اسے چکا رہ پاسکے جو بی
کی انیس الدین اجا، اور اغرا کا اصرار اور دباؤ اور فطرت کا تقاضا ایسا

حسنی بنا اولاد بھی لوٹ بوٹ کر خدا مت گذاری ورکار برائی کی قابل
ہو جاوے گی، جس کو کہہ کرے صبر چاند رسی یہ سچ ہی انسان خوشی
کو بند کرنا ہی نہیں بلکہ جس خوشی میں ملے وہ خوشی خوشی نہیں ہونے کے
رہتی والو اگر تم ہی خوشی چاہو تو کبھی نیا کام نہ لینا ہے تو بڑی بوفی کی خوشی

مرادوں کی راہیں جو انی کے دن۔ اور ہستی کو بیل گد ریا ہو بدن
پستہ لب مادام چشم سرودہ ہر دو پستان چون انار چہرہ
اللہ اللہ برقرار دین گویا بوی کی بوی اور ولایتی سیوہ کی
خوبی یا بدہ آئی۔ بی بی کی پارسائی سلامت روی صلح کلی خوش
انتظامی سے گھر کو جنت بنا دیا دن عید رات شب برات ہوگی
عیش میں بسر ہونے لگی۔

آخر یہ عیش اپنا رنگ لایا۔ اللہ میاں کی مخلوق
پیدا ہوئی نہ وضع ہوئی۔ اب اولاد ہے کہ
آندی کے آموں کی طرح گدا گدا گر رہی ہے ٹیک ہی ہے
نزول فرما رہی ہے بی بی صاحبہ کی یہ کیفیت ایک گود میں تو
ایک پیٹ میں ایک اونگلی پکڑے ہوئے دو چار دائیں
بائیں آگے پیچھے۔ خلع و بدن اور بال بوس سے اونکو
کیسوت چکا رہ نہیں ملتا وق ہوئے جاتے ہیں لگی جاتی
ہیں ہم ضروریات کو پورا کرتے کرتے شک جلتے ہیں مگر وہ
پورا ہونے میں نہیں آتیں۔ کا ڈنڈہ ہے جو کسی طرح
ادا نہیں ہو سکتا۔

دنیا میں یہ عجیب بات دیکھی جب قدر زمانہ کے ساتھ بڑھتے
جاوے اور بقدر ضرورتیں وقتیں جھکٹے بکڑے زیادہ ہوتے
جاتے ہیں۔

طلحہ بہار

یہ طلحہ بھی عالیجناب حکیم حاذق جناب سید محمود حسن صاحب طبیب شاہی جاگیر دار ریاست نابھہ نے اپنے بزرگوں کے مجربات کو
عقیل دواخانہ کو مرحمت فرمایا ہے جو کہ نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوا سینکڑوں مریضوں کو استعمال کرایا گیا، نہایت مفید ثابت
ہوا۔ دودفعہ کے ملنے سے اس قدر پہچان پیدا کرتا ہے کہ انسان قابو سے باہر ہو جاتا ہے مخصوصہ مقام پر مضاد کر کے اور پاؤں
کے ٹخنوں پر مضاد کر کے خشک ہونے پر مشغول مباشرت ہوں، قوت کا اندازہ خود ہی ہو جائیگا۔ قیمت فی قتیق اولہ ص ۱۱۱ ملوہ
محمود لک۔

عقیل دواخانہ، بسی کلی، بیہاٹک حبش خاں ملی

(خامِ علمِ وفا کیلئے)

نہایتِ ابرو ←

طورِ کلیم

از جناب مصور و روحِ حافظ مولوی محمد حسن صاحبِ اختر تلمیذِ نقشبندی مولوی

دلِ فنا کے ذوق و شوقِ لذتِ نظارہ ہے	گویا نظارہ کا حاصلِ عبرتِ نظارہ ہے
اے فسر وہ دل تڑپ تھوڑی جی لانی کہا	برق کو مجھ سے سوالِ ہمتِ نظارہ ہے
طورِ ایک فرہ صے اُس کی جلوہ گاہِ ناز کا	یک قدمِ تالامکان یہ وسعتِ نظارہ ہے
اب وہاں ذوقِ خود آرائی کو ہے تحریکِ ناز	اب چلنے کا محلِ اے حسرتِ نظارہ ہے
لذتِ وارفتگی اہلِ طلب سے پہچھے	موسیٰ عمران کو اب بھی جراتِ نظارہ ہے
اب ہو اے سیرِ گل سے لُٹا اے عیب	گریہِ شبنمِ بگل یہ رخصتِ نظارہ ہے
اے دلِ بیتاب لے اب تو چلنا چھوڑ دے	سامنے وہ دو قدمِ پر حنتِ نظارہ ہے
اب تمہیں بھی چاہئے پردِ اٹھا دو ساز کے	اب مجھے ذوقِ طلبِ حسرتِ نظارہ ہے

تم تو کہتے تھے کمالِ ذوقِ حال ہو مجھے

حضرتِ اختر تمہیں کیوں حسرتِ نظارہ ہے

افسانہ

بد نصیب سہیلی

(از جناب محمد طاہر صاحب فاروقی شملہ)

ہمارا خیر مقدم کیا اور ہم نے نہایت جبر و استغلا کیا تھا
اُنکی عزت افزائی کی۔ میری حالت اسوقت مانند اُس
دیو کی کہ تھی جسکو ہمیشہ مصیبتوں میں رہتے ہوئے زندہ
رہنے کی بدو عادی تھی ہو۔ نہ معلوم کونسا گناہ یا تقصیر
مجھ سے ایسا سبزد ہوا تھا جسکی تلافی میں مجھکو یہ سزا دی
جائی تھی۔ ہوش و حواس ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔
صبر و استغلا حقیقت میں رخصت ہو جانا چاہتے تھے۔
روتے روتے اُنسو بھی نکلنے بند ہو گئے۔ اُنہیں حلق میں
گھٹ کر رہ جاتیں۔ مگر کیا تھا ماتم کدہ بنا ہوا تھا اکثر
یا تو آہ و زاری کی آواز سنائی دیتی یا بھیاناک
خاموشی چھائی ہوئی دکھائی دیتی۔ دنیا کے کتے ہیں
سُخوس، بد قسمت۔ اور نہ معلوم کن کن لفظوں میں
یا کرتے۔ وہ کہتے اور ہم سنتے۔ خون کا سا گھونٹ
پی کر رہ جاتی، تکلیفوں کا مقابلہ کرتے کرتے ہم عادی
بن گئے اور ہر روز کی نئی مصیبت کو جو خورشید کی
شعاع اولین کیسا تھا ہمارے اوپر نازل ہوتی نہایت
صبر و شکر کیا تھا ہر داشت کرتے۔

..... اور ہاں ایک رات میں
سو رہی تھی۔ سو تو کیا رہی تھی بلکی غلو کی سی طاقت تھی۔
والدین کی صورت میرے دماغ میں چکر لگا رہی تھی
مجھکو یہ کامل یقین ہو چلا تھا کہ وہ ہنوز زندہ ہیں کیونکہ
اُنکے چہرے بجائے عکسین ہونے کے مسرت لئے ہوئے
تھے۔ اس یکایک کی تبدیلی سے میں کچھ حیران سی ہو رہی تھی

اچھا تو ہماری یہ حالت تھی اور زمانے کی رفتار
بدستور اُسی صورت سے چلی جا رہی تھی۔ سورج صبح
کو نکلتا اور شام کو غروب ہو جاتا۔

پچاند نظر آتا اور آہستہ آہستہ پورا ہوا کرنا مل ہو
جاتا۔ سردی، گرمی، خزاں، بہار نئے نئے طریقے سے
آتے اور گزر جاتے۔ ہماری یہ حالت تقریباً دو سال
تک رہی۔ اسی دوران میں ہر قیمتی چیز جو گھر میں تھی
فروخت ہو گئی اور ظاہرہ کوئی امید ایسی نظر نہیں ملی
تھی جس سے آئندہ کوئی بہتری کی صورت نظر آتی۔
الغرض بزرگ والد صاحب نے بھی ہم سے پہلو تہی کی
اور دنیا کے آرام و انکار کی دولت کو جو ورثے میں
چھوڑی تھی ہمیں سوئپ کر دیا۔ یہیں جہاں والدہ
مخترمہ اس سے قبل تشریف لیگتی تھیں۔

اللہ اُنکو جنت نصیب کرے۔ آمین.....
اچھا بہن اب تنہا بے وسیلے و بے یار و مددگار گھٹنے
چبھتے بہن بھائی میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں تھا
جو میرا سہارا بننا۔ عزیزوں نے پہلو تہی اختیار کی۔
اہل محلہ نے بھی بات کرنی چھوڑ دی، میری عمر اسوقت ستترہ
سال کے لگ بھگ تھی، بس آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ
میں کس قسم کی مصیبت میں مبتلا ہوئی اور کس قسم کے انکار
نے مجھے گھر رکھا ہوگا۔ دل محروں میں یاس کے علاوہ
کوئی بھی ایسی جھلک نظر نہیں آتی تھی جو کم از کم ایک
لحے کے لئے مجھے اس سے نجات دلا سکتی۔ ناقوں نے

گو میں ہنسنے کی کوشش کرتی تھی مگر میرے لب ایسا معلوم ہوتا تھا کسی نے سی دیئے ہیں ایک بار لگی کیا دیکھتی ہوں کہ آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا اور ایسا محسوس ہوا کہ میری ہی جانب نہایت سرعت کے ساتھ چلا آیا ہوا کی روشنی برابر بڑھتی جا رہی تھی۔ اور حقیقت میں ایسا معلوم ہوا تھا کہ میرے اوپر ہی گرا چکا تھا ہے۔ میں نہایت پریشان ہوئی اور بری طرح کھجرا کر اٹھ بیٹھی۔ جب تلخ درست ہوا تو اُس کو بیٹھے صرف دماغ کی خرابی اور پریشانیوں کی بنا قرار دیا۔ میں ابھی پوری طرح محسوس ہی نہیں تھی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی پہلے تو میں خاموش رہی مگر جب برابر کنڈی کھٹکنا نے کی اور اوپر بہم خالو جان خالو جان کی صدا ایں لگا سنا تو بیٹھے ہست کر کے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ میرے خالہ زاد بھائی حمید ہیں جو اوائل عمری میں مادری اور پدری سائے سے محروم ہو چکے تھے اور بھائی طرح بد نصیبی کا جامہ پہن کر کہیں باہر چلے گئے تھے نام جو بیٹے سنا تھا اور بچپن میں جو صورت دیکھی تھی میں صاف طور پر پہچان گئی، خیر مقدم تو کیا کرتی۔ البتہ میں آہ وزاری شروع کر دی، تمام حال سے اُنکو آگاہ کیا۔ جیسر اُنہوں نے ہماری ہمنوائی کی۔ اہل محلہ ہماری اس قسم کی حرکت سے دن میں تو ہمدردی ظاہر کرتے مگر رات کو اُنکو یہ خار گزرتا۔ ہم نے ابھی آہ وزاری ختم ہی نہ کی تھی کہ ایک پڑوسن صاحبہ چلا کر کہتی ہیں ”اے لڑکی سب کے ہی مرتے آئے ہیں اب سا اُنکو کسی کو سولے بھی دو گی“ میں کیا جواب دے سکتی تھی۔ البتہ بھائی صاحب نے سنا جیسر وہ جواب دینا ہی چاہتے تھے مگر میرے منہ کرنے پر خاموش ہو رہے، رات بھر ہم گفتگو کرتے رہے اور اُنہوں نے میری ہمدردی

میں ہر امکان کی صورت سے امداد کر نیکار وعدہ کیا، مجھکو اسوقت ایسا محسوس ہو رہا تھا، کہ کہیں کوئی گہرائی میں سے مجھکو اوپر کی طرف لا رہا ہے اسی دوران میں انہوں نے اپنی داستان سنائی جو حقیقت میں حادثات سے بڑھتی مگر کیونکہ وہ مرد ذات تھے اس لئے اُنکو نہایت آسانی سے برداشت کر لیا تھا اور ایک کامیاب آدمی بن گئے تھے۔ ہم ایک دوسرے کے غمخوار بن گئے۔ اُنکا مشغلہ ان دنوں تجارت کا تھا اور اسی میں اُنہوں نے کافی روپیہ پس انداز کر لیا تھا۔ اُنکا شمار کافی بڑے سوداگروں میں ہوتا تھا۔ تجارت کا سلسلہ انہوں نے وہیں شروع کر دیا جسکی وجہ سے ہماری ناریکی بیکارگی ناکہ ہو گئی اور تنہائی بھی ختم ہو گئی۔ افلاس دور ہو گیا۔ چہروں پر جھک پیدا ہو گئی۔ بد نصیب سے خوش نصیب بن گئے۔ غرض کہ دن گزرتے ہوئے اب معلوم نہ ہوتے تھے.....

حمید ایک بھولے ہوئے راستے کے قافلے کے سردار بن گئے تھے جسکی وجہ سے ہماری دُرست منزل سامنے نظر آ رہی تھی۔ ہم ایک دوسرے کا حتی المقدور خیال رکھتے ظاہرہ حالت میں ہم بالکل ٹھیک تھے، مگر اب خود بخود ہمارے درمیان ایک حجاب سا حائل ہوتا ہوا نظر آیا میں بھی اپنے اندر کچھ تبدیلی محسوس کر رہی تھی۔ خیالات کا جو کم گہرے رہنا جسکی وجہ سے میں اب اور طرح کی پریشانی کا اعصاب دیکھتی۔ میری آواز اُنکے سامنے بات کرتے ہوئے گھٹنے لگتی۔ زبان میں ایٹمیشن سی محسوس ہوتی اور اعضا میں ارتعاش معلوم ہوتا۔ سیب کچھ تہا مگر کوئی مقصد کچھ میں نہیں آتا تھا۔ یہ حالت کچھ میری ہی نہیں تھی۔

حمید بات کرتے تو اُنکی نگاہیں جھک جاتیں اور مات وہ بھی ٹھکانے سے نہ کر سکتے، عجیب قسم کی پریشانی

ہوتی، میں اکثر ان باتوں کا خیال کر گھنٹی بھئی اور پشیمان بھی
ہوتی۔ انکی آمد کا انتظار تو نہ معلوم کس قدر بچپنی سے
کرتی مگر یہ وہ آ جاتے تو سامنے جانیکی ہمت نہ پاتی۔ انکا
رویہ بھی یہ ہو گیا کہ مجھ سے کوئی بات نہ کرتے بلکہ
کسی چوہے بہن بھائی کے ذریعہ سے مجھ تک پہنچتے
میں ایک انجمن میں پھنسی ہوئی تھی جسکی کوئی ترکیب
ایسی نظر نہیں آتی تھی جس سے یہ روکا وٹ دوڑ بھالی
ہماری زندگی مانند فرشتوں کے گزر رہی تھی مگر نہ معلوم
کہاں سے یہ غلش پیدا ہو گئی تھی۔ مجھ میں تو خیر نہایت
کی وجہ سے یہ بات پیدا ہو گئی تھی مگر نہ معلوم وہ کیوں
اس قدر شریسے بن گئے تھے۔ انکی اس حرکت نے اوپر ہی
مجبور کر دیا کہ میں اُن سے گفتگو نہ کروں۔ خیر ہم خوش
تھے اور مطمئن بھی۔ اسی دوران میں اہل محلہ ہمارے
غلکسار بن گئے اور خدا بھلا کرے صبح بنی کا وہ تو نہ معلوم
کیوں اس قدر مہربان ہوئیں کہ زیادہ وقت میرے ہی پاس
گزارتیں جسکی وجہ سے مجھے بنی ہمت بندھ گئی اور میں اُنکو
بجائے ماں کے سمجھنے لگی۔ آہستہ آہستہ اُنہوں نے
نہ معلوم کیا منتر حمید پر بھی پھونکا کہ وہ بھی اُنکے پر وہو
اور کچھ ایسا جال پھیلا یا کہ حمید سے میری مشادی
ہو گئی۔ اب میں طرح کی انجمنوں سے آزاد تھی سوائے
اس کے کہ مجھے حمید کے آرام کا فکر رہنے لگا۔ انکی عادت
و مزاج سے تو کچھ کچھ پہلے ہی سے واقف تھی اب زیادہ
عور سے انکی خدمت کے انجام دینے میں کوشش کرنے
لگی۔ وہ بڑی میری کاوشوں کا صلہ نہایت فراغ دلی ہو
دیتے اور میری دلہری کی لہر امکا فی کوشش کرتے ہماری
زندگی نہایت خاموشی اور سکون کے ساتھ بسر ہو رہی
تھی۔ دو دنوں میں ایک ایسی دنیا آباد ہوتی جہاں سرور
و کیف کی بارش ہوتی اور ہماری راحت و آرام کی
کھیتی سرشاریوں میں مست ہو کر چھوٹی ہم ایک دوسرے

کو دیکھ کر جیتے تھے۔ پلوں کی جدائی گھٹنے بن بن کر گزرنی
یا دیام اگر بھولے سے یاد بھی آتے تو لمحوں کی کاوش
پیدا کر کے گزر جاتے۔ ہم ایک دوسرے کو دیکھ کر
ہر مصیبت بھول جاتے۔ یاد ماضی ایک افانہ بن کر
رہ گئی۔ دنیا کا ہر ذرہ ہمیں مسرور نظر آتا، باد بھاری
کا ہر جھونکا کیف سے بریز کر دیتا۔ ساون کی اودی
اودی گھٹائیں پیام مسرت لائیں۔ گلشن کا ہر غنچہ شک
کر مبارکبا و پیش کرتا ہوا نظر آتا۔ تارے ہمیں
مسکراتے۔ چاند بلند نہ نظر آتا ہوا دیکھتا اور چلا جاتا
برسات کی شرابو سبارک راتیں ہمیں بخند بنا دیتیں
اخلاص و محبت کی اُن رنگینوں میں ہم کھوئے ہوئے
تھے کہ میں کسی حیر میں بھی غمی محسوس نہیں ہوتی تھی
ہماری روحیں ایک دوسرے کے نفوس میں مر لیں
ہو رہی تھیں۔ ایک اتہزار تھا جو ہماری منزلوں میں
کام آ رہا تھا اور آئندہ کے تلخ حادثوں کا خیال بھی نہ
آئے دیتا تھا۔ جب ہم مسکراتے تو نوڑ کی چادریں کھلتی
ہوئی معلوم ہوتیں۔ غرض کہ ایک آندھی ہی جو ہمیں آڑا
سنے جا رہی تھی اور ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ کہاں جا
ہماری منزل ختم ہوتی ہے۔ آفتابک بجھے یہ یاد نہیں کہ
کبھی ہمیں ایک دوسرے سے کسی قسم کی شکایت ہوئی
ہو۔ میری وہی حالت تھی کہ اُنکی مسکراہٹ سے مست
و بخود ہو کر مانند ہرنی کے اپنی راہ بھول جاتی....
اور وہ..... وہ مجھ کو دیکھ کر ہر مصیبت کو
بھول جاتے۔ محبت کا رس ہماری رگ رگ میں
ساری ہو گیا تھا اور دلوں کے دلکش نغمے ایک دور
کے حیرت جال پر شاعر کر رہے تھے۔ غرض کہ جن کیا بیار
کروں کہ ہم کیا تھے۔ خداوند کریم ہر موصوم دور
کو اُس طرح کی زندگی عطا فرمائے جو اُس وقت
میری تھی۔

باقی آئندہ

نا اشنائے عالم

انتقام زن

پیرس میں

گزشتہ سے پوچھتے

کاج

انسان

دھوکا

بہیمان

دھوکا

بہیمان

بہیمان

دھوکا

بہیمان

دھوکا

بہیمان

مزاجی کا مداح تھا۔ لیکن ایسی حالت میں جبکہ ان تمام باتوں کا نتیجہ برآمد ہونے والا تھا جس کا نتیجہ اس وقت نہ کیا اور نہ کوئی شخص اس کا سا بھی بکرہ و بیل میں شرکت کرنے کے لئے آمادہ نظر آتا تھا۔

اُجی جناب کیا آپ اپنا کوئی شریک کا منتخب نہ فرمائیں گے؟
بولنے والا شخص نو جوان مارکوئیس ڈی دلفرنج تھا، جو ذرا انداز تکبر و خود داری سے متسواۃ اتفاقات ظاہر کرتے ہوئے ڈریلوڈ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ کیونکہ یہ اتفاق زمانہ اسکو فرانس کے شریف ترین نو جوان سے ڈویل کرنے کی عزت و فخر حاصل ہونے والا تھا۔
ڈریلوڈ (سردہری سے) کیا آپ ہرمانی فرما کر میرے لئے ساتھی کے انتخاب کرنیکی زحمت گوارہ نہ فرمائیں گے؟
مجھے توقع ہے کہ آپ اچھی طرح سے واقف ہیں کہ پیرس میں ہیرا کوئی دوست ہی نہیں ہے۔

مارکوئیس جو ایک متکبر و سخی باز نو جوان تھا۔ اور جو اپنا حق قدر کرتا تھا کہ اس سے ہمیشہ طرز نوکی پوشا کوئی۔ آداب مجلس و ڈویل کے متعلق ہدایات نہ بھایا کریں۔ اظہار ادب سے ذرا سرکوب جنبش دیکر اور اپنے نفیستی و مال کو ہلا کر زیر لب فخریہ انداز سے مسکرایا اور اپنی اظہار پسندیدگی کے لئے حاضرین پر ایک غائر نظر ڈالتا ہوا آگے بڑھا۔
مارکوئیس ایک خوش خلق انسان تھا۔ جو اپنی خوش

ڈریلوڈ چند لمحات کے لئے اسی منیر کے پاس تنہا چھوڑ دیا گیا جہاں جھللاتی ہوئی شمعیں ہی محض اسکا ساتھ دیر ہی تھیں، وہ اس قدر سرعت سے گزرنے والے واقعات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور کسی نا معلوم جذبہ سے اتر پذیر ہو کر کھڑا ہو گیا اس کے حلقہ چشم میں گردش کرتی ہوئی سیاہ آنکھیں اس کمرہ میں کسی اپنے دوست کی تلاش میں مصروف تھیں، لیکن وائے ناکامی جہاں ویکینٹ کو اس قدر غرور و قار حاصل تھا اور اس قدر سہولتیں اس کے ہمشیر تھیں تھیں وہاں ڈریلوڈ کو محض اسکی فراوان دولت کے باعث صرف آئینکی ہی اجازت تھی۔ ورنہ نہ تو کسی کو اس سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہمدردی اور نہ کوئی خاص اہمیت حاصل تھی۔

گو اسکے ملاقاتی اور آشنائے بکثرت تھے جو محض اسکی دولت کے سبب سے اسکی خوشامد اور چاہوسی میں مصروف رہتے تھے لیکن حقیقت میں کوئی بھی اسکا دوست نہ تھا۔ اور یہ آج پہلا ہی موقع تھا کہ یہ امر درخور کی طرح اظہار ہو گیا۔

یہ سب لوگ اچھی طرح جانتے تھے کہ ڈریلوڈ نے یہ تفیہ خود مول نہیں لیا تھا۔ بلکہ ان واقعات کے دور ان ہیں اس نے جس شرافت اور متحمل مزاجی سے کام لیا تھا وہ اپنی آپ نظیر تھا اور ہر شخص اسکی تسکین

ہو گئے۔ تمام کمرہ حاضرین سے کچا کچ بھرا ہوا تھا اور ہر شخص نہایت گہری دلچسپی سے لڑنے والوں کی جانب نگاہیں تھا۔
 سیدہ لوگے بھی لوگ فرانس کے وہ مایہ ناز نہال تھے جنکو حسب و نسب، شرافت اور بہادری پر ناز تھا اور انکے دماغ میں ہم چنیں دیگر نیست کا خط سایا ہوا تھا۔ انہیں کیا خبر تھی کہ چند ہی دنوں کے بعد کیا کیا پلٹ ہونے والی ہے۔ جب آئے والی تباہی و بربادی کا ابر غیظ تھا فرانس کی فضا کو مکدر کر دیا اور آہ انکا کیا حشر ہو گا جب انکی بگڑی ہوئی تقدیر انکو کشان کشان بہالہ واہ اسیر محبس کر دیگی۔ جہاں سے تحفہ پہانسی پر ذلت و بیکسی کے ساتھ عروس مرگ سے ہٹکارا ہونا پڑے گا ان غریبوں کو کیا علم تھا کہ کمزور و ناقابل شاہ فرانس کی ابلہ فریبی، تلعیش پرستی، شراب خواری، قمار بازی و دل آزاری کی مدت نہایت قلیل رہ گئی ہے اور ہند کی منقسم شمشیر تانہور نیام انتقام سے باہر نہیں ہوتی ہے اور زمانہ کا ہر فریب دور ابھی انکو مسرت و شادمانی کے کڑاں ہی میں لپیٹ رہا ہے اور ابھی غریق غم و رنج ہونے کا عمل شروع نہیں ہو سکا اور نہ ابھی فرانس کے مظلوم بچوں کی پرد و رنج و پکار نے انکی حسرت و شادمانی اور رنگ رلیوں کو منقض کیا ہے۔

ہاں نوجوان ڈک ڈمی (چٹو ڈکس) ابھی موجود تھا۔ جو مندرجہ بالا واقعات کے نو سال بعد اس ستمبر کی سرد صبح جب اسکی زلیخا موجودہ فیشن کے مطابق آراستہ تھیں اور بہترین نہایت قیمتی تھیں و بادلہ اسکی کلائی میں لپٹا ہوا تھا اور اپنے چوٹے پہائی کے ساتھ دنیا میں آخری پارکٹ کھیل رہا تھا کہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور پھر ملازموں کے جھگڑے میں بدست و پا برھنے و فاقہ مست عوام کے برا فروختہ مجمع میں گھرا ہوا قتل گاہ کی جانب لیجا یا گیا۔
 بیاں ویکٹ ڈمی ماہر بکس بھی موجود تھا جس نے چند

اور وہ ایسی نامناسب و رکیک حرکات کو دیکھ کر محیرت ہو گیا ایسی حالت میں خواہ غلطی ہی سرزد کیوں نہ ہوتی ہو عذر خواہی مآ توبہ۔ توبہ۔ معاذ اللہ کس قدر نفرت انگیز بزدلانہ اور مرتبہ شرافت سے بعید معلوم ہوتی تھی۔
 یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ شاہی رسالہ کے دو بہادر ایسی ذلیل و جیاسوز حرکت کے تحمل ہو سکتے تھے۔ لیکن لیکن ڈریلوڈ غافل تھا کہ اسے اس فقرہ کو اس قدر سخت معنی پہنائے جا رہے ہیں۔

ڈریلوڈ۔ ہاں اگر یہ ممکن ہو کہ یہ لڑائی کا قصہ ختم ہو جائے تو میں یہاں تک تیار ہوں کہ میں ویکٹ سے یہ کہہ دوں کہ میں انکی اور اس عورت کی داستان عشق سے محض ناواقف تھا اور اس زیر بحث مسالہ سے مجھے کوئی سروکار نہ تھا، ورنہ کرنل بے صبری سے بات کھاتے ہوئے، تو حضرت آپ تلوار کے ذرا سے گھاؤ سے اس قدر خائف ہیں کہ آپ معافی خواہ ہونے کے لئے آمادہ ہیں؟

اس گفتگو کے دوران میں ڈی کو اڑھائی بی اپنی امیرانہ ابرو میں خمار و تعجب سے بے اختیار ہو کر اٹھائیں ڈریلوڈ۔ تو کرنل صاحب کیا آپ کا مطلب کرنل ڈریلوڈ کی صورت سے بزدلی کا اظہار ہوتا ہے دیکھ کر غریبی سے) جناب یا تو آج رات آپ کو ویکٹ سے ڈویل کرنی پڑے گی ورنہ میرا بی فرما کر کل آپ پیرس سے کہیں اور تشریف لے جاویں کیونکہ ہمارے طبقہ میں اب کی کچھ عزت و حیثیت باقی نہ رہیگی اور ہر شخص آپ پر نفرت کرے گا ڈریلوڈ (مشائے تلوار کو نیام سے نکالتے ہوئے) کرنل صاحب میں آپکی واقفیت اور تجربہ کو تسلیم کرتا ہوں۔

ادھر تو یہ گفتگو زیر بحث تھی اور زور صدر دالان کا درمیانی حصہ صاف کیا جا رہا تھا۔ ہر دو فریقین کے ہلچل سونے تلواروں کی لمبائی ناپی اور پھر نہایت خاموشی سے خاموشی میں گروہ سے آگے اور لڑنے والوں کی پس پشت کھڑے

خوش اسلوبی سے بچا تھا کہ اسکی مکمل طور پر حفاظت ہی ہو جائے اور دوسرے فریق کو ہی بچا جاتا تھا کہ کہیں وہ زخمی نہ ہو جائے۔ وہ اپنے حریف کی تمام حرکات بغور دیکھ رہا تھا اور ہمت تن اس موقع کا منلاشی تھا کہ فریق مخالف کی تلوار ہوائی کرے۔ لیکن اسکا موقع کسی طرح نہ آ سکا اور دفعہ رفتہ فریقین کا درمیانی فاصلہ کم ہونا شروع ہوا اور ساتھ ہی ڈریلوڈ کی شمیر زنی و طرز مدافعت پر تعریفی نعرے بلند ہونے شروع ہوئے اور ویکٹ کی برلنگلی میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور کارآزمودہ ڈریلوڈ اور بھی زیادہ سنجیدہ و مستقل مزاج ہوتا گیا۔ چنانچہ ویکٹ کے ایک نازمودہ وارنے اسکو اپنے دشمن کے رحم و کرم پر چوڑ دیا اور وہ فوراً ہٹا کر دیا گیا۔ اس کے معاونین آگے بڑھے اور معاملہ طے کر دیا گیا۔

اب ڈویل ختم ہو چکی تھی جس میں رئیس نواز فرانس کے قدیم و بر عظمت خاندان کے نوجوان نے ایک فرانس کی بدکار و عزت باخہ عورت کی نیکنامی کئے لئے خونی جنگ کی تھی۔ ڈریلوڈ کی مسامت۔ مستقل مزاجی اور شمیر زنی نے نوجوان اور جو شیلے دلوں کو جو سر بکف پھرنے کے علوی تھے اور جو اپنی نشہ بہادری میں چور پھرتے تھے ایک ایسا سبق دیا تھا، جسکو وہ مدلوں فراموش نہ کر سکے۔ اب جبکہ یہ معاملہ قریب طے ہو گیا تھا تو ڈریلوڈ نہایت تہذیب و فراست سے جو مہربان لوگوں کا خاصہ ہے بغیر اپنے مفتوح حریف کی جانب دیکھے ہوئے غضب میں سرک گیا۔ لیکن کوئی نہ کوئی انداز تجربہ کار ڈریلوڈ کی حرکات میں ایسا ضرور ہوگا کہ جس نے خفہ حیات قیمتی کو ویکٹ کے دلیس حکمران ابدار کر دیا۔

ویکٹ ڈو شہب غضب سے بے قابو ہو کر اجمی حضرت یہ کوئی بچو نہ کھیل نہیں ہے۔ میں کامل اطمینان چاہتا ہوں۔ ڈریلوڈ۔ تو کیا آپ اب بھی مطمئن نہیں ہوئے یا یہ ضرور ہے

سال بعد مشکل میں مشر ڈی مارنچس سے شرط لگائی تھی کہ آج جس قدر لوگ فرانس میں ذبح کئے جائیگے ان سب سے زیادہ سرخ اور تیز خون اسکا ہی ہوگا۔

مشر سامن رئیس المشر نے یہ شرط سنی تھی اور جب ڈی مایر کس کا بریدہ سر طشت میں رکھ کر جلاد اسکے رو برو لایا اور ڈی مایر نجس کو دکھایا تو وہ صرف پہننے لگا اور غیر ارادی طور سے اپنے سر کو پھانسی کے تختہ پر رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

تایر کس تو ہمیشہ کا یہی خورہ تھا۔ کوئی ہے جو مجھ سے شرط لگا دے کہ میرا خون اس کے خون سے کہیں زیادہ سرخ ثابت ہوگا۔

لیکن اس شب کو جب ویکٹ ڈی مارنی نے ڈریلوڈ سے ڈویل لڑی ہے کسی موجودہ شخص کو یہ علم نہ تھا کہ اخیہ بے جا مسرتیں اور یہ نارہ العیش پسندی چند ہی سال کے اندر غم و الم۔ رنج و اندوہ میں تبدیل ہو چکا حاضرین نے ابتدا دونوں مد مقابل کی لڑائی کو نہایت غایر دلچسپی اور لطف کے ساتھ دیکھنا شروع کیا اور ایسا معلوم ہوتا کہ جسے وہ کسی رقاصہ کے غمزے طرازی سے لطف اندوز ہونے کے لئے نظر بازی کر رہے ہیں۔

ڈی مارنی اس عظیم خاندان کا چشم و چراغ تھا جو صدیوں سے فرن شمیر زنی کے ماہر مانے جاتے تھے۔ لیکن وہ بحالت موجودہ نہایت خستہ کین و پر غضب ہو رہا تھا اور اس پر دخت رز نے سوتے پر سہاگہ کا کام دیا تھا اور ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ ڈریلوڈ کی خوش قسمتی تھی کہ اس لڑائی میں محض اس کے ایک معمولی سی خراش ہی آئی۔ اسکا ایک سب یہ بھی تھا کہ ڈریلوڈ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا سیاف زن تھا اور اس کے شمیر زنی کے کرتب و دیکھنا خالی از لطف نہ تھے کیونکہ وہ نہایت ہوشیار و چابکدستی کے ساتھ مدافعت اس انداز سے کر رہا تھا کہ فریق مخالف کے وار اس

میں لالہ گون کی ترنگ - بدستی - غصہ اور نفرت نے
اسکی عقلِ سلیم کو سلب کر لیا تھا۔ اب وہ بالکل بے قابو
ہو چکا تھا اور بار بار جوش میں بزدل! نامرد! بزدل!
کہتا جاتا تھا۔

اس کے ڈویل کے ساتھیوں نے مداخلت
کی لا حاصل سعی کی لیکن اس نے غصہ سے انکو
ایک طرف دھکیل دیا وہ کسی کی بھی کوئی بات
سننے کے لئے لیار نہیں تھا۔ کیونکہ اس کو
تو سوائے اس شخص کے جس نے ایڈل جیسی
فرشتہ صفت خاتون کی پروردہ وری کی تھی
اور جس نے کھلم کھلا اس کی عفتِ حاتی کو
تسلیم نہ کر کے اس کے قلب میں ٹیس پیدا
کر دی تھی نہ کوئی شخص نظر ہی نہ انا تھا۔

(باقی آئندہ)

کہ آپ اپنی دوا معشوقہ کی خاطر اسکی عزت کو قائم کرنے کے
لئے نہایت جان بازی اور بہادری سے بزدل! نامرد! بزدل!
اور برخلاف اس کے میں
ویکٹ (جذبات سے بھجود ہو کر) تم تم تمکو علانیہ
ایک شریف اور عفت ماب خاتون سے حکومت نے خواہجوا
بدنام کرنے کی سعی کی ہے مسافری مانگی پڑ گئی۔ پان تو اب
میں اور اسی وقت دوزخ ہو کر
ڈریڈور سرد مہری سے قطع کلام کرتے ہوئے ویکٹ
کیا تم عقل و خرد سے محروم ہو۔ میں بخندہ پیشانی تم سے
اپنی غلطی کا اعتراف کر سکتا ہوں۔ لیکن
ویکٹ - نہیں۔ عذر خواہی اور وہ یہی علانیہ
..... اور دوزخ ہو کر
نوجوان جوشِ غضب سے بیقا ہو گیا۔ اس نے
اپنے خریف کے مقابلہ میں ذلت پر ذلت اٹھائی وہ
ناز و نعم کا پروردہ - نا عاقبت اندیش اور ضدی تھا
اسپر طرہ یہ کہ نوجوان جسکے خون میں حدت اور اہر سے

معجون بکرا جیت

یہ جو ارش بوڑھوں کو قوت جوانی کی پہنچاتی ہے۔ خمیدہ کر کے سیدھا کرتی ہے اور جملہ اعصابی قوی
کے واسطے بے نظیر چیز ہے دل و دماغ کو تقویت بخشتی ہے۔ بلکہ اور گردہ کی اصلاح کرتی ہے مثلاً میں
قوت پہنچا کر تغیر ابول کو فائدہ پہنچاتی ہے

قیمت فی ڈبہ ۲۱ خوراک ۱۱۱۔ پر ترکیب ہمراہ دوا روانہ ہوگا

میلے کا پیکل

عقیل دوا خانہ ایسی گلی پچھانک عیش خاں دہلی

اختر پیاری کس کس بات کو دھراؤں گئی اتوار کی بات ہے کہ شراب کے نشہ میں چور چار روز بعد گھر آئے آتے ہی کہانے کو مانگا۔ میں بد بخت حسینہ کو چار پائی پر لٹا کر اس کے لئے کھانا بنائے لگی۔ اختر یقین مانتا بیٹھے تین روز سے کھانا نہ کھایا تھا۔ صرف دو گھونٹ پانی سے روزہ افطار لیتی تھی۔ میری حسینہ الاڈلی اور پیاری حسینہ بیمار تھی اور بہت زیادہ میں اٹک سلگا رہی تھی کہ حسینہ رونے لگی۔ اہتوں نے اسے آج پہلی مرتبہ گود میں اٹھا لیا۔ اگلے چار دن پر بھی وہ چپتہ ہوئی تو غصہ سے آگ بگولہ ہو گئے اور لگے اسے مارنے۔ مجھ نصیبوں جلی سے یہ دیکھنا نہ گیا۔ بیٹے وہیں تے آواز دی کہ اسے مارو مت روتی ہو تو رونے دو۔ اسے چار پائی پر لٹا دو۔ میرا اتنا کہنا غضب ہو گیا۔ بہن وہ اسے دونوں ہاتھوں پر۔

دو پراٹھا کر لو لے کہ اگر یہ چپ نہ کر گئی تو اسے ویلار سے دسے مار ڈنگا۔ میں جلدی میں اٹھی لیکن دسے تقدیر باورچی خانے کی دیں سے ٹھوکر لگی۔ دہر میں گر کر بیہوش ہو گئی۔ جب آنکھ کھلی کیا دیکھتی ہوں کہ حسینہ ایک طرف میرے قریب مردہ ہاں مردہ پڑی ہے۔ صبح تک انکا انتظار کیا۔ لیکن وہ نہ آ سکتے نہ آئے پٹوسی کو بلا کر اپنا زیور دیا۔ اور اپنی پیاری بچی کی تجھیز و تکفین کر دی۔

اختر۔ آج ماہ رمضان المبارک کا آخری دن ہے، چاند نہ ہو سچے تمام دنیا مسرت و انبساط کے سمندر میں غوطہ زن ہے کل عید ہو گئی۔ عید یا محرم — میرا دل جس کونے والی خاک کے بچھونے پر آرام کر رہی ہے وہ مجھے روٹھ گئی مجھ بد نصیب کے فغان ہو کر دوسرے جہاں میں عید مبارک ہو گئی۔

جواہر مہرہ

اعضائے رئیسہ دل و دماغ کو قوت بخشتا ہے، محافظ حرارت عزیز می ہے باہ کو تقویت پہنچاتا ہے۔ مریضوں کے بعد کمزوری مریض میں پائی جاتی ہے اس کو رفع کر کے قوت اصلی بخشتا ہے۔

ترکیب استعمال

۲۔ چاول یہ جواہر مہرہ غیرہ گاؤ زبان میں ایک تولہ میں ملا کر کھائیں۔

جواہر مقوی

جلد اعصار بونیسہ کو طاقت بخشتی ہے، دافع جریان و مغلف منی ہے، تناسلی پٹھوں کو تقویت بخشتی ہے فزہی لاتی ہو۔ چہرے رنگ کو نکھارتی ہے۔ ترکیب استعمال: صبح نہار منہ ۳ ماشہ کھائیں، سرکہ اچار وغیرہ سے پہلے پیئیں۔

عقیل و واخانہ لمبی گلی پچھا مک حبش خاں دہلی

خط خط

(دیکھیں) مزاحیہ

مزور پڑھئے

(ایس۔ آر۔ ریاض الدین۔ اشہر قریبی کی بیعتی)

..... اب جب سے گھر آئے ہیں مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں کہ انہیں دوستوں کی روزانہ ڈاک پر شک چلی آرہی ہے۔ بھلا ہم ان سب خطوں کا جواب کہاں تک دیں اور اتنا وقت کہاں سے لائیں، اکثر سیرنگ بھی ملتا ہے جو ہم کے گولے کی طرح قلعہ حبیب پر کر گرتے ہیں بسا اوقات شام کے کھانے کے پیسے خطوں کے جوابوں ہی کی نذر ہو جاتے ہیں اور رات کو روزہ رکھنا پڑتا ہے مثلاً ایک دن میں چار خط آئے اور ہم نے ان خطوں کا جواب دیا تو جواب خاص سے تین آئے نکل گئے۔ اگر یو نہی حمایت بنتی رہی تو ایک دن پوسٹ آفس کی دیوی پر مکان کا پڑا بھینٹ چڑ جائیگا۔ آگے چلے تو ہماروں کے موقع پر عید کا رڈس بھور لگا دیتے ہیں۔ ہم لاکھ چاہتے ہیں کہ پیچھا چھٹا لیں مگر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی کیونکہ خود کردہ راجہ علاج نیست ناظرین سے عرض ہے کہ وہ ان خطوں کے بچوں سے گلو خلاصی کی ضرورت تدبیر بتائیں گے اور اس ہم کے سر کرنے میں مدد فرمائیں گے

اللہ بچائے مجھے آفت سے خطوں کی پہن ہوتی ہو جبری مار دو پہری ٹاٹوں کی

روغن سرور

درد سر۔ خشک دماغ اور بے خوابی کو دور کرنا ہے
مید فوراً لاتا ہے۔ دماغ کو تازہ کرتا ہے، اسکو سرسبز
کرنے کا پتلا

عقل و اخلاص لہی گلی پھانک جلتی خالی

مذاخط کے خط سے بچائے ہی فقر ہے جو درد زبان ہوتا ہے
بات یہ ہے کہ ہم نے دیس دیس کو ترجیح دی گھر کی روٹی نے
دل میں جوش اور جوش میں خروش پیدا کیا گھر کی کچی پکانی
چین سے نہ کھائی، ایک روز بیل گھر سے ہوئے اور اسٹیشن پہنچ
سوچنے لگے کہ ہر کچھ کریں ہر چند چاند کو کھجیا کھوٹری سیلا پٹر
کسی شہر میں ہی اپنا لگا لگا نظر نہ آیا مگر ہم اپنی دھن کے پکے تھے اور
یہ بھی جانتے تھے کہ جو مذہ یا بندہ۔۔۔۔۔ آخر ایک گاڑی پر ہوا
ہو گئے راستہ کی مصائب اور ٹکٹ چیکر کی ٹڈی بھڑکا حال کہنا
فصلول ہے، اور عرض دعا ہیں ملے ہوئے ایک اسٹیشن پر
اتر پڑے کسی دکنی طرح وہاں سے خلاصی ہوئی اور ہم شہر میں نکل
ہوئے۔ نیا شہر ناواقف راستے، یو نہی منہ اٹھائے چلے جا رہے
کہ قمر نے نیواری کی اور دونوں ہمارے ہمارا ستارہ قہر چلے گا
اٹھائیں ایک شخص نے خود پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا کرتے ہو
ہم نے کہا کہ ہم پریسی ہیں اور یہاں ملازمت کی تلاش میں آئے
ہیں۔ پوچھا کس کس گھر گئے ہم نے کہا جو کروائیں گے غیر نوکری
لگی اور خوب لگی۔ کیونکہ ان حضرات کے کوڑیوں بچے تھے ہم
ان کو قہقہے اور کہانیاں سناتے اور اس کے عوض ان کے
حصہ کی مٹھائیاں کھاتے اگر کسی کام کے تساہل کی گرفت میں
دہرائے جاتے تو ان بچوں کی سفارش سے صاف بچ جاتے
اتھ ہم نے دیاں اور ہاتھ پاؤں نکلے اپنی چرب زبانی
سے سینکڑوں دوست بنا ڈالے مگر دماغ کا ٹیڑا پھر اڑ گیا
اور وہاں کا آب و دانہ نہ بچایا تو ایک اور شہر کو منہ اٹھایا
وہاں بھی کتنے ہی کچے پکے دوست پیدا کئے عرض اسی
طرح شہر در شہر خاک چھانتے اور دوست احباب پیدا
کرتے ہوئے پھر اپنی جنم بھوی پر رونی افروز ہو گئے

ذوق درد

(راز جناب فقہ و المحسن صاحب فلک نعمانی اختر می دہلوی)

باندھنا تھا تیرے دامن سے مجھے پیمان درد	کینچنا خمیازہ معنم تا جدا دکان درد
میں تہینا کر رہا ہوں اس طرح سامان درد	ہر نفس پر نہو کتا ہوں جذبہ قطرے خون کے
بڑھتے بڑھتے درد ہی بن جائیگا دربان درد	پہتے پہتے رنج ہو جاؤنگا عادی رنج کا
حسّت والوں میں بھی آتی ہے نظر کچھ شان درد	سوز پر واز نہ یہ آخر شمع محفل رو پڑی
میرے ارمان تو کی دنیا کلیہ اخزان درد	میرے دل سے پوچھتے میرے فسردہ دل کی قدر
میں تیرا احسان سمجھوں یا اس سے احسان درد	وہ عبادت کیلئے آتے ہیں اب اسے دل بتا

اے فلک اتنا تو ذوق درد پیدا کیجئے

آپ کے ہر شعر کو دنیا کہے دیوان درد

شاہ مارالمہم

یہ مارالمہم ضعیف کو قوت جوانی دیتا ہے رنگ اور بشرے کو صاف کرتا ہے۔ تقویت باہ اور اساک نمی میں بے نظیر ہے۔ ترکیب استعمال، ناشتہ کے بعد ایک توڑ عرق پی لیا جائے پر ہیز کسی کا نہیں ہے اس کو وہ ہندو بھی استعمال کرتے ہیں جن کو گوشت سے پرہیز ہوں، گوشت یا گوشت کی چیزیں کھانے سے پرہیز رکھتے ہو۔ یہ عرق ہر قسم کے گوشت سے مبرا ہے۔ قیمت فی بوتل صر علاوہ محصول ڈاک۔

عقیل دواخانہ لمبی گلی پچھلک حبش خان دہلی

اظہار حال

برادر عزیز القدر میاں مرتضیٰ حسن کے نکاح کے سلسلہ میں جن حضرات کی طرف سے تہنیت نامے موصول ہوئے ہیں ان حضرات کا تہنیت سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور نیز ان حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس مجلس عقد میں شرکت فرما کر روق مجلس کو دو بالا کیا خصوصاً قاضی صاحب کا جو برادر عزیز القدر میاں مرتضیٰ حسن کے خسر ہیں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے سائیہ عاطفت سے مہر فراز فرمایا و نیز اس کے فرزند ان بلند اقبال کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہماری ہر طرح سے عزت افزائی فرمائی۔ وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو برادر عزیز القدر کی شادی کے بعد جناب قیدہ عموی مکرم حکیم محمد ایوب صاحب مدظلہ تعالیٰ کو موصول ہوئے۔
مصطفیٰ الحسن فاضل ایڈیٹر جام شفا دہلی

والا نامہ حضرت اختر دہلوی

جناب حکیم صاحب تسلیم
عزیز القدر منشی مرتضیٰ حسن کی شادی خانہ آبادی سے مجھے بڑی مسرت ہوئی خدا آپ کو اور انکو مبارک کرے ایسے موقع پر مناسب تو یہ تھا کہ اپنا جگر دیکھ آپ پیش کرتا۔ مگر یہ سبب عوائق و موانع کے حاضر ہو سکا۔ یاد فرمائی کا مشکور ہوں۔
یہ چند رباعیات سہری کہ تیار پیش کرتا ہوں (اگر قبول افتد رہے غرض شرف) (اختر نعمانی نقشبندی دہلوی)

رباعی

کیا سرمہ تخیر بنایا سہرا
ہر دل میں خوشی بنے سما یا سہرا
مد شکر کہ آپ پونچھی گہڑی سہری
خورشید ہے ایک ایک لڑی سہری
کس لطف سے اطراف میں چھائی ہے بہار
گو یا تیرے سہرے میں سمانی ہے بہار
حسرت تھی کہ نواشاہ کا سہرا کیسے
اس سہرے سے ایک اور بھی سہرا کیسے
(اختر نعمانی نقشبندی دہلوی)

احباب نے آنکھوں سے لگا یا سہرا
دیکھو جسے غنچہ سا کہلا جاتا ہے
احباب کو حسرت پئی بڑی سہری
نظارہ نے ہر آنکھ کو بخشی تنویر
عشرت کو لئے گو دیر آئی ہے بہار
طرہ میں ہی بد ہی میں ہی کنگے میں ہی پہل
پہل لاتا ہوا شمع نامت دیکھیں
لہب دیکھ لیا سہرا تو یہ حسرت ہے

مکرمی حکیم صاحب تسلیم۔

جبکہ آپ کا مرسلہ خط موصول ہوا تھا۔ مگر عدم الفرستی کے باعث میں میاں مرتضیٰ حسن کے نکاح میں شرکت نہ کر سکا۔ جبکہ نہایت ہی مسرت ہوئی۔ میں انتہائی مسرت کے ساتھ آپ و نذرانے کے برابر بزرگ کو ہدیہ مبارک کیا و پیش کرتا ہوں۔ امید کہ آپ حقیر تحفہ کو قبول فرما کر ممنون فرما دیں گے۔

(محمد اقبال فاروقی از سہارنپور)

جناب قبلہ حکیم صاحب تسلیم۔

عدم حضوری معاف۔ چند ضروری وجوہات میں شریک شادی نہ ہو سکا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔
خدا اس شادی کو مبارک فرمائے اور انکی نشوونما اخلاص و محبت سے کرے۔ فقط
(عبد الرحمن دامن بمبئی دہلی)

مکرم فرمائے بندہ جناب حکیم صاحب۔

السلام علیکم۔ جناب کا والا نامہ موصول ہوا تھا۔ جس میں شرکت نکاح کی بابت زور دیا گیا تھا مگر بوجہ علالت مزاج کے جناب کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا۔ جبکہ نہایت مسرت ہوئی۔ میں انتہائی مسرت اور خوشی کیساتھ جناب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

امید کہ قبول فرما دیں گے۔ خداوند کریم ساتھ خیر و خوبی کے آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ فقط
(ازداروغہ عابد علی شیرکوٹی)

مکرمی جناب حکیم صاحب تسلیم۔

میں بوجہ رفعت نہ ملنے کے شرکت شادی سے قاصر رہا۔ امید کہ آنجناب معاف فرما دیں گے۔ مجبوری تھی۔
میں جناب کی خدمت میں ہدیہ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ خداوند کریم اس شادی کو مبارک فرمائے۔
امید ہے کہ جناب اس ناچیز ہدیہ کو قبول فرما کر ممنون فرما دیں گے۔

(قاضی وزیر الدین کوچہ چلیان دہلی)

حب تحلیل ۱۵۵

یہ گولیاں کھانا کھانیکے بعد ہمراہ پانی کے کھا لیجائیں غذا کو ہضم کرنے میں اور خون کے پیدا کرنے میں سریرہ فائدہ ہیں۔ اور نزلہ و زکام وغیرہ سے بھی محفوظ رکھتی ہیں۔

۵۰ گولیوں کی قیمت فی ڈبہ ۸ روپے ۸۰ روپے ۱۰۰ روپے

عقیل دواخانہ لمبی کلی پچھاٹک حشر خاں دہلی

حیتر نے یہ دور یا علیؑ سے تقریب نکاح برادر عزیز القدر میاں مرتضیٰ حسن سلمہ لہی ہیں۔ اول ہدیہ مبارکباد قبلہ عوی مکرمی جناب حکیم محمد ایوب صاحب کفایت میں پیش کرتا ہوں جو آپ نے ہر صورتی طریقہ سے سرپرستی بزرگانہ فرما کر اس فریضہ منہی کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا امید کہ قبلہ قبول فرما کر ممنون فرماویں گے اور نیز برادر انیس الحکم صاحب کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اور انکی مساعی جمیلہ کا نہایت ہی تہہ دل سے شکر گزار ہوں امید کہ یہ ناجیزہ ہدیہ قبول فرما کر ممنون فرماویں گے۔ فقط (مصطفیٰ حسن فاضل دہلوی)

رباعی

رخست ہوا اندوہ مسرت آئی یہ شادی مبارک ہو تجھے لے بہائی
ہاں یہ باعث صد ناز سے سہا تیرا جسکو لئے اللہ کی رحمت آئی
دیگر

سو کہی ہوئی کھیتی میں نصارت آئی احباب کی آنکھوں میں طراوت آئی
کیوں باعث صد ناز نہ ہو لے فاضل دلہن نہیں آئی تھے مسرت آئی

شکریہ

میں اپنے ان اصحاب کا اور عزیزوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھ کو نوحہ میاں مرتضیٰ حسن نکاح کے سلسلے میں مبارکباد کے خطوط روانہ کئے۔ میاں مرتضیٰ حسن کی ولایت کا میرے ہی سر ہوا جبکہ ہمارے اٹھائے قابل نہیں ہوں۔ کیونکہ اگر میرے مرحوم بہائی محمد اسماعیل صاحب قبلہ کی زندگی کچھ اور وفا کرتی تو وہ آج کس قدر بہرہ مسرت ہوتے۔ اور میں ہی اپنے بزرگ بہائی کو مبارکباد پیش کرتا مگر دوس کہ آنکو اپنے بیٹے کی خوشی دیکھنے کا دن نصیب نہیں ہوا۔ ساتھ ساتھ میں ان اصحاب و عزیزوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس تقریب میں حصہ لیا اور مجھ کو ممنون کیا۔ خصوصاً میں نوحہ میاں انیس الحق و برادر سید نصیر الحق صاحب کامنوں ہوں جنہوں نے اس تقریب میں گر جو بی اور خلوص سے حصہ لیکر مجھے ممنون کیا۔ اور سب سے زیادہ میں قاضی صاحب کامنوں ہوں جو نوحہ میاں مرتضیٰ حسن خسر میں اور انکے فرزند ان کا جہوں ہمارے لئے کے انتظام میں تکلیف اور ثنائی۔ قاضی صاحب کے اخلاق حمیدہ نے کچھ اس قسم کا گرویدہ کیا کہ میں اپنے پاس شکریہ ادا کر نیسکے الفاظ نہ لکھتا۔ بارگاہ الہی میں دعاگو ہوں اور دیگر اصحاب بھی دعا کی درخواست ہے کہ خداوند کریم اس شادی کو مبارک فرما دے۔
(حکیم محمد ایوب پٹاٹک مشن دہلی)
اور اس نوحہ جوڑے میں سکون اور اطمینان کی دنیا آباد رہے۔ امین۔

صبح صحرا

راز جناب ایس۔ آر۔ ریاض الدین صاحب۔ اشہر پبلی بھیت

صبح اُبھ کر دشت و صحرا کا نظار ایکھے
 ہر طرف مصروف ہیں تسبیح خوانی میں پرند
 لیتا ہے کس حسن سے حسنِ فضا انگریز ایل
 رنگ رلیوں کیلئے کافی ہے یہ صحنِ فضا
 آئینہ ہو جائیگی شانِ سکندِ قلب پر
 فکر کو آنے ندیکھے ساتھ اپنے ایک دن
 ہیں لگی ذرات کی آنکھیں بسوئے آفتاب
 دامن صحرا کی ایسی دیکھ کر رنگینیاں
 خاک ویرانے کی رکھتی ہے دینے بیشتر
 ہیں یہی ذرے نکلے ان ملاحات کا نمک
 کائنات دو جہاں سے ذرہ ذرہ سے جہاں

شانِ حق کا اپنے دلمیں نور پیدا کیجئے
 طائرانِ خوشنوا سے حمد سیکھا کیجئے
 شاہدِ فطرت کو بیداری میں دیکھا کیجئے
 لطف سے بارانِ رحمت میں ہنایا کیجئے
 چشمہ شفاف کا آئینہ دیکھا کیجئے
 خضر کو اس راہ میں رستہ بنایا کیجئے
 دید بازانِ حقیقت کا نظار ایکھے
 گل کھلا نیکا یہاں بیڑا اوٹھایا کیجئے
 گنجِ مطلق کو ہر اک ذرہ میں دیکھا کیجئے
 اس نمک کو اپنی پلکوں سے اوٹھایا کیجئے
 آفتابِ حشر سے آنکھیں لڑایا کیجئے

آنکھ کی ٹھنڈک یہ اشہر بن رہا بال ہے
 ایسے بیگانہ کو تو سب سے یگانا کیجئے

محبت کے خواب

دار جناب محمد طاہر صاحب فاروقی

جب وہ مسکراتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج خدا نے اپنے سب بندوں کے گناہ معاف کر دیے ہیں.....
مگر جب اُداس ہوتی ہے تو فرشتے سوگ میں مبتلا ہو جاتے ہیں

اگلے سالوں کی خوشنوا سقد ر معطر ہے کہ یہ گمان ہوتا ہے کہ تمام دنیا کے بچوں اُسی کے رہیں منت ہیں.....
اسکا سکرانگڑائی لینا فرشتوں کے اہوانوں میں بھل ڈال دیتا ہے.....

جب وہ میرے خواب میں آتی ہے تو میں یہ تصور کرتا ہوں تو اپنے وجود کو ہوجاتا ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری روح اُنیکے جسم میں تحلیل ہو گئی ہے۔

اور اُسکو ایسی آنکھوں سے دیکھتا ہوں.....
نیم جلتی ہے اُسکا شکر یہ ادا کر نیکنے اور بادِ سموم نسیب نہ بنے کیلئے.....

ستارے ٹوٹتے ہیں اسکے قدموں پر گرنے کیلئے اور درے اڑتے ہیں ستارے بگڑ چٹک زنی کر نیکنے لئے.....
ات کی تاریکی میں جب میری محبوبہ معصوم فرشتوں کے کے حسین تقری پروں پر سوار ہو کر گشت کیلئے نکلتی ہے۔

اسکھڑی دنیا کے منہ پر معصوم مہم کھیلا کرتا ہے.....
اسکی مسکراہٹ میری تاریک دنیا میں نور کی جادریں بچاتی چلی جاتی ہے۔ اسکے بعد ہر سمت خوفناک تاریکی.....
تاریکی اور سکوت!

وہ میرے دل کی نازک رگوں میں اپنی سین باہوں کو بھاسے جھومتی ہے۔ میں جھولاتا ہوں اپنے سرو و گرم سالنوں کے زیر و بہم ہے۔

جناب طاہر فاروقی صاحب ایک نوجوان ادیب ہیں گزشتہ کئی سالوں سے آپ اردو زبان کی ادب اور شاعری میں جو قابل تحسین ہے۔ متعدد دیگر رسائل میں آپ کے معنائیں اکثر شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ جذبات اور کیفیات کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حقیقت معلوم ہوتی ہے آپ کچھ ضرور ہیں مگر تقلص کے لہد کیونکہ آپ کے دیگر شامل کچھ اس قسم کے ہیں کہ ایں ہی حصہ لینا لازمی ہے غرض کہ آپ موجودہ دنیا کے ہر ایک شغف سے اُنس لگتے ہیں۔ آپ کے قلم میں روانی کچھ اس قسم کی ہے کہ آدمی دل پر ڈک رہ جاتا ہے غم کا نقشہ اس خوش اسلوبی کیسا نہ کھینچتے ہیں کہ پڑھنے والا اشک آلود ضرور ہو جاتا ہے، جناب طاہر جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم ہمارے رسالے کو ضرور نیاز بخشے ہیں۔ بد نصیب سہلی مثال کے طور پر جو گزشتہ پوسٹ موجودہ رسالے میں بھی ہے آپ کے قلم کی داد دیتی ہے۔

آئندہ ماہ کے پرچہ میں آپ کا مضمون بعنوان لغتہ فراق شائع ہوگا جس میں آپ نے جذبات کی فراوانی اس خوش اسلوبی سے بیان کی ہے کہ دل میں اُگ سی لگتی محسوس ہوتی ہے، اید پر میری محبوبہ جب ہنسا کہ اپنی لمبی زلفیں بکھیری آتی ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دن کی روشنی پر غروب آفتاب کے وقت رات کی سیاہی غالب آ رہی ہے.....

اور جب اسکی سیاہ دراز زلفوں سے پانی کے قطرے گھرہر آب داسکی شکل میں زمین پر ٹپکتے ہیں۔ وہ تر جانی کو تم میں میرے ان آنسوؤں کی جو اسکی جدائی میں طویل و بھیاں گ راتوں میں میری خوابانہ یار آنکھوں کی پلکوں پر تہہ ہارتے ہیں

وہ فوٹے ہیں اسکے کاروان جو آسمان پر اڑ کر تار بن گئے ہیں
سیری محبت کا حاصل یہی ہے کہ میں اس کو یاد کرتے کرتے
موت سے ہم آغوش ہو جاؤں ۔

جہاں سورج کی سنہری کرنیں نور کے تار کی پیرتی
آتی ہیں۔ جہاں رات کو شبنم گلوں کے منہ دھوتی ہے
جہاں شب تاریک میں کوہِ پاری غاروں سے نعموں کا لا
تہنا ہی سلسلہ زمین سے آسمان تک بندھا رہتا ہے

جہاں طیور سنہری پیرے کی چملائی ہوئی روغن شائول
پر بیٹھ کر نغمے گاتے ہیں اور خوشبو سے لبریز نیم سبک
رفتاری سے مست ہو کر انگڑیاں لیتی ہوئی چلتی ہے۔
وہیں میں بھی محبت کے گیت گاتا ہوں اور گاتے گاتے
اس کو یاد کرتے کرتے ایک وجدانی کیفیت میں کہو جاتا ہوں۔
میں صرف ایک خواب دیکھتا ہوں۔ —————
جسکی تعبیر ہے ————— ”محبت اور فاکامی“

تربیتی

یہ نادر الوجود سمجھن فوت مردانہ میں گذار پیدا کر کے اعضائے ربیبہ دل و دماغ و جگر کی اعضائے شریفہ کو قوت بے اندازہ پہنچا کر مردہ جسم میں تازہ روح بھونک دیتی ہیں۔ اعضاء شریفہ کے وہ عیوب جو بوجہ غلط کاریوں کے لاحق ہو گئے ہوں مثلاً کجی، لاغری، رگوں کا پھول جانا۔ ان کو بغیر کسی طلا کے استعمال کے مٹھو دیتی ہے۔ قبض کی دمن ہے اور غذا کو جزو بدن بناتی ہے۔ بالوں کو سفید ہونے سے روکتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ حافظہ ذہن سے۔

قیمت ۲۰ خوراک دو روپے آٹھ آنہ علاوہ محصول۔

حب القويم

حب تقویم نہایت قیمتی اجزا سے سائنٹفک طریقہ سے تیار کی جاتی ہے، یا بوس محبوبہ سے۔

رہتے ہوں زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگے ہوں قدر کا شاہدہ کریں، بعد استعمال اس قدر میحان پیدا ہو جاتا ہے کہ طبیعت کا روکنا دشوار ہو جاتا ہے، دماغ و طبیعت میں شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے کسی قسم کی

گمزوری کا احساس تک نہیں ہوتا، آرڈر دیتے وقت رسالہ کا حوالہ ضرور ہونا چاہیے۔

قیمت دو روپے اکھڑا نہ علاوہ محصول ڈاک

عقیل دواخانہ مانہی گلی۔ پہاڑک حشر خانہ ہی

جذبات طاہر

(از جناب محمد طاہر صاحب فاروقی)

مُکرا کر یوں نہ دیکھائیے	مجھ کو برباد تمنا کیے
چپکے چپکے آپ رویا کیے	غبط اپنا آزما یا کیے
جذب کروں حسن کی رعنائیاں	اے دل مضطر کچھ ایسا کیے
دل تڑپنے کے لئے بیتاب ہے	خاص نظروں سے اشارہ کیے
جذب کر کے دونوں عالم کی کشش	پہر نقاب اپنا اٹھایا کیے
ہو چلا ہے غبط سے باہر جنوں	اس طرح بکونہ دیکھا کیے
حسن کے پر کیف جلوے الاماں	انکو کن آنکھوں سے دیکھا کیے
خود ہی بجاؤں نہ کیوں میں حسرات	کیوں بھلاؤ انکی تمنا کیے
کاٹ دیجئے راہِ الفت اس طرح	ہر قدم پر ایک سجدہ کیے
آپکو آنا پڑے گا روبرو	طاہرہ گولا کم پردہ کیے
بنا دیجئے حقیقت کو مجاز	بیخودی میں ایک سجدہ کیے
ی ہستی کو بقا کیواسطے	میری ہستی کو مٹایا کیے

طاہر تشنم کو بھی اپنے کبھی
آنکھوں آنکھوں میں پلایا کیے

مناظرِ قدرت

(دعایِ جنابِ سنی القاب میاں محمد عثمان صاحبِ ٹیس پھیلی بھیت)

سر جھکائے عرشِ رفعت آستلے کیلئے گہو متاہے آسمانِ سجدہ میں جانیکے لئے
ہیں یہ کسکی جستجو میں آسمان کی گردشیں ڈو بتاہے چاند کس سے دل ملانے کیلئے
یہ تڑپ ہے بجلیوں کے دلیس کسکے درو کی کون غم ہے ابر کو آنسو بہانے کیلئے
کسکی لہریں ہیں سمندر میں یہ موجیں کسکی ہیں کوہ کیوں خاموش ہے کیا غم اٹھانیکے لئے
برگ صحرا ہیں سمر اپا مست کس سے ماگ میں آبشاروں میں ترنم کس ترانے کیلئے
سر جھکائے کر رہا ہوں کس سے ملہا رنیا ز یہ حبیبین شوق ہے کس آستلے کیلئے
اور مے میرا چین میرا نشیمن اور ہے اور ہی ہے شاخ گل جھولا جھلانے کیلئے
شش جہت میں دیکھتا پہرتا ہوں لہجہ ہوئے دل کی دنیا ڈھونڈتا ہوں دل لگانے کیلئے

بے سبب ہے کیا حسنِ میخانہ وینا و جام
دور ساغر ہے تمہارے آزمانے کیلئے

سفوفِ شکوفہ

امراضِ ثلثی کو مفید ہے حوائجِ قلیح ہے باؤ گو کہ کو فائدہ بخش ہے۔ معدہ کے ضعف اور ریاحی درد کو زائل کرتا ہے۔ ترکیبِ استعمال: ۱۰ سہ ماشہ سفوفِ شکوفہ کا دوس۔ ہمراہ آبِ نیلگوں۔ عقیقل و واخانہ۔ بیسی کلی۔ پہاٹنگ جیش خال ہلی

فطرت کے وقت نمبر فرماری ضرور تیرے فرنا دین

شکوہ

(از محترمہ صالحہ خاتون لکھنوی)

نئی شام و سحر آپ مجھ پہ وہ بیدار کرتے ہیں	جفائیں ختم ہوتی ہیں تو پھر ایسا دکر تے ہیں
کسی کا چینکر دل یہ تمکاری نہیں اچھی	نہیں یہ دوستوں کے کام میں جلا دکر تے ہیں
جو شکوہ کچھ کیا ظلم و جفا کا بنکے وہ بولے	کبھی ہم شاد کرتے ہیں کبھی ناشاد کرتے ہیں
تمہارا دل میں آنا ہجر کی شب کی طرح بھولے	کلیجہ تھام لیتے ہیں تمہیں جب یاد کرتے ہیں
وفا کا پاس کچھ آتا نہیں آنکھوں جفاؤں میں	ہمارے سامنے غیروں کا وہ دل شاد کرتے ہیں
قیامت ہے ہمارے سامنے غیروں شفیقت ہو	کسی کی حسرتوں کو اس طرح برباد کرتے ہیں
کرو مت ساتھ شکوہ اٹھاؤ درد کی لذت	جو بندے ہیں محبت کے کہیں فریاد کرتے ہیں

تحریر کی

یہ معجون قوت باہ کے لئے بیحد میل ہے شباب اور ہے، ایک ہفتہ استعمال کرنے سے اس قدر بھان پیدا ہوتا ہے کہ انسان ایک پر اکتفا نہیں کر سکتا۔ اور اس کی سیری نہیں ہو سکتی، غذا کے ہضم کرنے اور خون کے پیدا کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ نیا خون اور نئی طاقت پیدا کرنے میں عجیب اثر ہے قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے قیمت فی ڈبہ ۴۰ روپے خوراک ملے۔ ہم ماشہ یہ معجون کہا کر اوپر سے کچا انڈا پی لیا جاوے

کھلنے پھلنے

عقل و اخانہ۔ لمبی گلی۔ پھاٹک عیش خانہ دہلی

لطف شباب

مردانہ امراض کی دوا ہے قاض
یافیت شباب کی کیا ہے قاض
کہلائے ہوئے دلوں کو کھلا دیتا ہے
گویا یہ جوانی کی دوا ہے قاض
(ایڈیٹر جام شفا دہلی)

میکم مولوی زنگیل حب کسٹوی ایک مشہور کنبہ ملحق طیب ماذق معالج ہیں۔ ہندوستان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں آپکی دواؤں کا شہر نہ ہو۔ آپکے جہرات میں سے لطف شباب دسٹرڈ ایک خاص دوا ہے جس سے کہ ہزار ہا مریض جو کہ بے سبب اپنی غلط کاریوں کے اپنی جوانی کو خیر باد کہہ چکے تھے اسکے استعمال سے صحیح معنی میں جوان اور تندرست ہو گئے۔ میں نے ہندوستان کے ہی نہیں بلکہ غیر ملک کے بہت سے ان اصحاب کے خطوط آپکے پاس دیکھے ہیں جو لطف شباب سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اسکی مقبولیت کی پریشان ہے کہ عرصہ میں سال سے براہمتوں پر فروخت ہو رہا ہے۔

میکم صاحب کا ایک اور دوا لطف شباب و جبشٹون کبس پاپوس و نا امید مریضوں کیلئے پیادہ صحت اور شہد شباب ہے لطف شباب کبس میں ۲۰ یو م کی خوراک ہوتی ہے۔ قیمت لگ بھگ ۸ روپے و تندرست اصحاب طلب فرما کر ضرور فائدہ اٹھائیں۔
"ایڈیٹر جام شفا دہلی"

دینے صحافت کا ہوا علمی ادبی، طبی "مستور رسالہ"

رسالہ صحت لکھنؤ

نمونہ مفت

طب اور حفظ صحت کے معلومات کا خزانہ، تجربات و اسرار سے نغمات کا مجیدہ نمک کی جڑی بوٹیوں اور دواؤں کی روحان انگیز داستان کا دیکھ کر صحتی معلومات معتمدہ و معتبرہ کی جتنی امر مرض کے قلم و قلم کا انکار کا بترین مجموعہ۔ حکماء سلف کے علمی و فنی کا زماں کا خوشنما ایمر، ملک کے شاہسراں قلم کے اسانوں و ادبیات سے فوٹو آرٹ کی تصاویر سے مزین، کتابت و طباعت ویدہ زیب ہائسل پیچ و غریب، عمدتوں کے لئے بہترین ہدایت نامہ، پتوں کی صحت کا لحاظ، ادبی ذوق رکھنے والوں کے لئے دلچسپ علمی و فنی چھوڑ سلا لاتی ہے۔ صحت و تندرستی کے لئے ضروری ہر شرط لکھنؤ سے طلب فرمائیے

حیدر آبادی منے کے بٹن

کوٹ - واسکٹ - شیروانی و قصبوں کے نہایت عمدہ اور بہترین ڈیزائنوں کے سفید سنہری پائیدار بنے ہوئے بھارتی بٹن فیکٹری حیدر آباد کے تیار کردہ سوا سنک بٹن استعمال کیجئے۔
 بیوپاریوں کیلئے خاص رعایت کیجاویگی۔
 یو پی بنگال کے ہر شہر اور قصبہ میں سب ایجنسی قائم کرنیکی ضرورت ہے۔ دکاندار صاحبان متوجہ ہوں
 (نوٹ) اس کے علاوہ ہر قسم کے ولایتی ہیر کلپ بال پن - ساڑھی پن - ٹکس - بندے وغیرہ وغیرہ
 بیشمار ڈیزائن کے ہر وقت کافی تعداد میں بیوپارانہ نرخ پر ملتے ہیں۔
 سول ایجنٹ برائے دہلی و یو پی بنگال -

محمد شفیع چانولہ صدر بازار سر اس کے حافظہ نہی

قابل طبیب

جنابہ اختر جہاں بیگم صاحبہ ایک مشہور رسد یافتہ طبیبہ ہیں۔ انکو خداوند کریم نے خاص دست شفا عطا فرمایا
 انکا کل فائدہ ان مشہور طبیب ہے، انکو اپنے دادا جناب حکیم مولوی بہار الدین صاحب مرحوم جو نہایت نسی نواب
 صاحب دو خانہ کے طبیب خاص تھے خاص نسخوں کا معتد بہ حصہ نصیب ہوا ہے۔ اور انکے فائدہ ان کے خاص مجربات
 و کشفیات متعلقہ طبقہ اثاثات کی فہرست آئندہ خدمت میں پیش کیجاویگی۔ جو ہمارے دو خانہ سے ہی دستیاب
 ہو سکتیگی۔ ضرور تمند خواتین انکی ادویات اور طریقہ علاج اور خوش اخلاقی سے فائدہ اٹھائیں۔

ہیجانی

یوسف علیخان حکیم حاذق جناب سید محمود حسن صاحب طبیب شاہی جاگیر دار ریاست ناہرہ اپنے مجربات خاص سے عقل
 دو خانہ کو عطا فرمایا ہے حکیم صاحب موصوف کا صدیا بار کار آزمودہ اور مجرب ہے داع جریان مقوی باہر و جملہ اعضا کے کوتوت
 بخشا ہے جلوتین کے لئے اکیر کا حکم رکھتا ہے۔ بہتیرہم خوراک ہے علاوہ حصول اک سامانہ یہ سفوف ہرہ شیر کا و بوقت
 شب استعمال کریں۔ عقیل دو خانہ لمبی کلی۔ پھانک جیش خاں دہلی

جام شفا میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

دولت۔ شہرت اور عزت آپ کی غلام ہو جائے گی۔
آپ بھی لاکھوں روپے کے مالک ہو سکتے ہیں۔

قانون اشتہار

دولت اور کامیابی کیسے پیارے الفاظ ہیں، ہر شخص دولت کی تلاش میں دیوانہ ہو رہا ہے جسکو دیکھو وہ کامیابی کے پیچھے دوڑ رہا ہے، آپ فی الحقیقت نہایت خوش قسمت ہیں کہ یہ اشتہار آپ کے ہاتھوں میں پہنچ گیا ہے، اور آج ہم بتا رہے ہیں کہ اگر آپ کو دولت حاصل کرنیکی سچی خواہش ہے۔ اگر آپ اپنی زندگی میں بہت بڑی کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فوراً اور اسی وقت اردو زبان کی انمول قیمت اور جواہرات سے تولنے کے قابل کتاب۔

قانون اشتہار منگائیے، کتاب قانون اشتہار میں کوئی ناول یا فسانہ نہیں ہے، بلکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ آج وہ زمانہ نہیں ہے جب دنیا میں توپ، بندوق کی حکومت تھی، بلکہ اب وہ وقت ہے کہ ہر سلطنت کی بنیاد اور حکومت کا نظام اشتہار اور صرف اشتہار کی طاقت میں پوشیدہ ہے، کتاب قانون اشتہار کے معالو سے آپ کو اشتہار کی زبردست طاقت کا علم ہو جائیگا۔ اور آپ اچھی طرح سمجھیں گے کہ جو شخص یا تاجر اشتہار کی قوت کو صحیح اصولوں اور صحیح طریقے سے استعمال کرتا ہے وہ بہت جلد حیرت انگیز کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ دولت۔ شہرت۔ اور عزت اس کی غلام ہو جاتی ہے۔

یاد رکھئے کہ کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر چڑھنا آسان اور ممکن ہو سکتا ہے، لیکن یہ قطعی ناممکن ہے کہ آپ بغیر اشتہار کی طاقت استعمال کئے ذرہ بھر بھی کامیابی حاصل کر لیں، کتاب قانون اشتہار میں اشتہارات کے کمالات اور اشتہار کے وہ پوشیدہ راز اور تجربے صحیح اصول اور کامیاب طریقے ظاہر کر دیئے گئے ہیں جو آپ کو ہزار ہا روپے خرچ کرنے پر بھی حاصل نہیں ہو سکتے منگائیے، آج ہی یہ قانون کا خزانہ کوڑیوں کے مول منگائیے۔ پھر دیکھئے کہ آپ کی زندگی میں کیسا انقلاب عظیم ہو جاتا ہے، مالیوسی، پریشانی اور ناکامی کو سوں دور بھاگ جائے گی اور آپ کو افسوس ہوگا کہ کتاب قانون اشتہار پہلے کیوں نہ لی۔

قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ہے۔

منگائیے

منجردی سنٹرل ٹریڈنگ کمپنی ہزار کٹرہ بڑیاں دہلی

